

رنگ دیا تیرے عشق

نے یوں

ازدھر کن شاہ

# رنگ دیا تیرے عشق نے یوں

## دھڑکن شاہ

پلیز مجھے چھوڑ دیں مجھے جانے دیں آپ کو اللہ کا واسطہ آہہ  
سیومی نہہہ

نمنن نہیں پلیز لیومی۔۔۔

میں مر جاؤں گی بابا پلیز مجھے بچالیں بابا آجائیں

پلیز سیومی

مجھے جانے دیں نمن نہیں کریں

آہہ

اللہ

&&&

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بیٹی کو، کب تک ہوش میں آئے گی یہ؟

۔ دیکھیں مسٹر آفندی آپ کو صبر سے کام لینا ہو گا، کیوں کہ آپ کی بیٹی کاریب ہوا ہے۔

واٹ آپ کیا کہ رہی ہیں؟

یس مسٹر آفندی۔ ایک تو اتنی کم عمر اوپر سے اتنا بڑا

حادثہ۔ انکے دماغ پر گہرا اثر ڈالا ہے جس کی وجہ سے انکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے

میری مانے تو یہ ایک پولیس کیس ہے۔ آپ کو اس کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔

ایسے درندے کو سزا دلوانا بنتا ہے۔ آج یہ آپ کی بیٹی کے ساتھ ہوا ہے کل کسی اور کی

بیٹی ساتھ ہو سکتا ہے

اس بارے میں آپ سوچیے گا ضرور۔

اللہ حافظ۔

ان کا خیال رکھیں۔

ہنی اٹھ جاؤ اب 8 بج چکے ہیں۔ کم آن پر نسیز گیٹ اپ

ای ایم گیٹنگ لیٹ۔

اففف میرا بچہ اب اٹھ بھی جاؤ اور کتنا سونا ہے؟ آپ نے کالج نہیں جانا ہے کیا؟  
مجھے آفس کے لئے دیر ہو رہی ہے۔

یہ ایک کمرے کا منظر ہے جہاں کی ہر چیز سفید رنگ کی ہے۔

کمرے کی دیوار کھڑکیوں کے پردے فرنیچر یہاں تک کہ ہر چیز سفید رنگ کی ہے  
کمرے کے وسط میں ایک گول بیڈ ہے جس پر سفید رنگت کی بیڈ شیٹ بچھی ہوئی ہے  
اور اس پر ایک گلابی رنگت کا حامل وجود نیند میں محو سفر ہے جس کے باریک ہونٹ  
ستواں ناک بڑی بڑی غلافی آنکھیں جو اس وقت پلکوں کی جھال سے ڈھکی ہوئی تھیں  
سنہرے لمبے ریشمی بال چہرے اور کمر کو ڈھانپنے ہوئے تھے



سفید رنگ کے شرٹ، ٹراؤزر میں ملبوس یہ وجود باہوں میں سفید رنگ کے ٹیڈی بیر کو بھینچے ہونٹوں پر میٹھی سی مسکان سجائے نہ جانے کون سی دنیا کی سیر کو نکلا ہوا تھا۔ اوکے نہیں اٹھنا ہے تو ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں آفس وہ بھی بھوکے پیٹ۔ یہ الگ بات ہے کہ میں نے رات کو بھی میں نے ٹھیک طرح سے کھایا نہیں تھا جس کی وجہ سے شاید میرے پیٹ میں درد ہو اور ہو سکتا ہے کہ میں بیمار بھی پڑ جاؤں پر کوئی نہیں آپ اپنی نیند پوری کرو اب میں آپ کے بنا بریک فاسٹ تو کر نہیں سکتی تو اسلیے مجھے کھالی پیٹ ہی جانا پڑیگا۔ اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے قدم دروازے کی طرف بڑھاے۔

وہ جو سونے کا نائٹ کر رہی تھی ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری تھی۔

آہہہہہ دیدوووو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ کہ میں آپ کو کھالی پیٹ آفس جانے دوں گی۔ آپ ڈائنگ ٹیبل پر چلو میں بس پانچ منٹ میں ای۔ اس نے جیسے ہی قدم دروازے کی طرف بڑھاے پیچھے سے اس نے زور سے ہگ کیا آئی لو یو سوچ دیدوووو۔ آئی لو یو ٹومے پر نسیر زرز زاب جاؤ اور فریش ہو کر آؤ آئی ایم وٹنگ۔

او کے دیدو۔

کمرے سے باہر آتے ہی اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی جو اس کی طبیعت کا خاصہ تھی۔

اس کا ایسا روپ صرف اس کی بہن کے سامنے ہوتا تھا جو اس کی جان تھی۔ اسکے چھوٹے سے چھوٹے درد پر تڑپ اٹھتی تھی۔ دنیا کی نظر میں وہ ایک ہارٹ لیس اور فیلنگ لیس لڑکی تھی جس کے کوئی ایموشن ہی نہ ہوں لیکن اس کی تو پوری دنیا ہی اپنی بہن کے گرد گھومتی تھی۔

گڈ مارننگ میم۔

گڈ مارننگ جیا۔

بریک فاسٹ لگاؤ ہنی اٹھ گئیں ہیں فریش ہو کر آرہی ہیں۔

او کے میم۔

ایک بلیک مرسڈیز ایس آر کے گروپ آف کمپنی کے سامنے رکتی ہے جس میں سے ایک وجیہہ اور خوب روپر سنلٹی کا مالک شخص قدم باہر نکالتا ہے پیروں میں قیمتی شوز اور ہاتھوں میں قیمتی واچ، آنکھوں پر بلیک گاگلز چڑھائے بلیک تھری پیس میں ملبوس ایک ہاتھ سے ماتھے پر بکھرے براؤن سلکی بالوں کو سنوارتے ہوئے باوقار چال چلتے ہوئے کمپنی میں انٹر ہوتا ہے۔

ہیلو ہیلو باخبر ہوشیار سوئی ہوئی قوم ذرا اپنے خوابوں کی دنیا سے باہر نکلیں کیوں کہ ایس آر کے سر آفس میں تشریف لا چکے ہیں اسلئے جس جس کو اپنی جاب اور جان پیاری ہے اپنا اپنا بوتھا ٹھیک کریں اور کام سنبھالیں۔

اففففف گل کی بچی پہلے نہیں بتا سکتی تھی کب سے ادھر ادھر ناگن ڈانس کرتی پھر رہی ہے۔

اوائے زرافے ناگن کس کو بولا تم نے ہاں اور یہ زرافے جیسی اونچی گردن کیا صرف لڑکیوں کو تاڑنے کے لئے

😊 خود نہیں دیکھ سکتے تھے کیا؟ ہہہہہہ

یہ ہیں گل اور ساحل۔ جو ایس آر کے کمپنی میں جاب کرتے ہیں انہیں ہمیشہ چھتیس کا آکڑہ رہتا ہے۔

لسن گائز تم لوگ اپنی یہ لڑائی بعد کے لئے رکھو اور کام پر دھیان دو نہیں تو سرنے دوبارہ لڑنے کے قابل نہیں چھوڑنا تم دونوں کو۔

تبھی وہ اپنی ڈیشنگ پر سنلٹی کے ساتھ انٹر ہوتا ہے

گڈ مارنگ سر۔ سب نے ایک زبان کہا۔

گڈ مارنگ۔۔

شیر وکیر گروپ آف کمپنی کی فائل ریڈی ہے

یس سر

ہممم اور جو کل ہماری پارٹنرشپ ہے جس کمپنی کی

ساتھ اس کی فائل ریڈی ہے کیا؟؟

یس سر۔۔

ہممم گڈ۔ اب تم جاسکتے ہو۔ اور کوئی بھی اندر نہ آئے کچھ دیر تک۔۔ اس نے نہایت سرد آواز میں کہا۔

اوکے سر۔

یہ ہے بزنس ٹائیکون شاہ ریز خان عرف یس آر کے بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ۔ جس کے چہرے پر ہمیشہ سنجیدگی اور سرد مہر چھائی رہتی ہے۔ جس کو لڑکیوں سے خدا واسطے کا بیر ہے۔

اس کی ڈیشنگ پر سنلٹی کو دیکھ کر نہ جانے کتنی لڑکیوں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا لیکن سب کو ہی منہ کی کھانی پڑی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ فینس بزنس ٹائیکون شاہ ریز خان کی زندگی میں کوئی ایسا آتا ہے جو اس کی یہ نفرت ختم کر سکے یا اس کی یہ نفرت ایسی ہی برقرار رہتی ہے؟؟  
ہنی ٹھیک طرح سے بریک فاسٹ کریں ابھی تک آپ کا ایک بریڈ ختم نہیں ہوا۔



دیدو میرا ہو گیا اب اور نہیں کھا سکتی اتنی سی تو جگہ ہوتی ہے میری ٹھی میں۔ اس نے اپنا ہونٹ باہر نکال کر کیوٹ سا فیس بنا کر کہا ایسا کرتے ہوئے بہت کیوٹ لگ رہی تھی

او کے میری جان بٹ یہ جو س تو پینا پڑیگا نو اگر مگر او کے اسنے وارن کیا تھا او کے دیدو۔۔

اب آپ جہاں داد کے ساتھ کالج جائیں میں بھی آفس نکل رہی ہوں۔

او کے باے دیدو ٹیک کیئر۔۔  
ہممم باے ہنی اپنا دھیان رکھنا۔

اوے زرافے سن آج اتنی خاموشی کیوں ہے وہ بھی ہمارے کھڑوس باس کے ہوتے ہوئے۔ مینو تو کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے

کہیں یہ طوفان کے آنے کے پہلے کی خاموشی تو نہیں

اری اوباسی پھول۔۔۔

اففف ساحل کے بچے میں نے تجھے کتنی بار منع کیا ہے کہ تو مجھے اٹے سیدھے ناموں سے مت بلایا کر میرا نام گل ہے گل تو تو اسی نام سے بلایا کر آئی سمجھ۔

ارے گل یہ سب چھوڑا دھر دیکھ کون آرہی ہے فیشن کی دکان نتاشا عرف نتش۔ کیا بولتی ہے؟

آج سر نے بھی صبح سے نہ کسی کو ڈانٹا ہے اور نہ کسی کو فائر کیا ہے میرے کو تو مچمچی ہو رہی ہے اتنی خاموشی تو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی میں تو چلا بھائی دھماکہ کرنے۔ ارے زرافے اگر سر کو پتہ چلا نہ تو سب سے پہلے تجھے فائر کریں گے۔

مس نتاشا سنیں۔ سر آپ کا پوچھ رہے تھے

کیا سر میرے بارے میں پوچھ رہے تھے؟

یس مس نتاشہ

اوکے میں دیکھتی ہوں



کیا سر سر لگا رکھا ہے؟ وہ پوری شدت سے دھاڑا۔

شیر ووو۔۔

اس کی ایک ہی دھاڑ پر شیر و فورن بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا۔

یس سر۔

مس نتاشا یو آرفائر۔

اور شیر و تم مس نتاشا کے بل وغیرہ کلیئر کر کے انہیں باہر کا راستہ دکھاو۔

او کے سر۔

نائرہ (اس نام کا مطلب ہے چمکتا ہوا تارا) جیسے ہی کالج میں پہونچی ایک لڑکیوں کے گروپ نے گھیر لیا

ارے ارے یہ دیکھو کون آیا ہے؟ مس چھوئی موئی۔

وہ اس کے ارد گرد گھومتی مسلسل ہنستے ہوئے اس کا

مذاق اڑا رہی تھیں۔

اور نائرہ جو ہلکی سی آواز سے ہی ڈر جاتی تھی

ان کے اس طرح سے ہنسنے اور مزاق اڑانے پر بے آواز لگی۔

کالج کے فرسٹ دن جب وہ انشاء کے ساتھ کالج آئی تھی تو انشاء اسے کلاس روم میں چھوڑ کر پرنسپل آفس چلی گئی تھی۔

جب کچھ دیر تک انشاء نہیں آئی تو وہ اسے ڈھونڈنے کے لئے باہر نکل گئی۔ جیسی ان لڑکیوں کے گروپ سے ٹکرا گئی تھی۔

تو جب انہوں نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی تو نائیرہ

نے روتے ہوئے کہا کہ م م میری دید و نہیں مل رہی وہ م۔۔۔۔۔ م مجھے ک کلاس میں چ چھ چھوڑ کر پرنسپل آفس گئیں تھیں اب تک ننن نہیں آئی۔

اس نے شدت سے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان اپنی بات پوری کی۔

اوے کیا تم کوئی چھوٹی سی بچی ہو جو گم جاؤ گی

چپ کرو یہ فالتو کارونا۔ ان میں سے ایک نے ڈانتے ہوئے کہا۔



نایرہ سہم کر اور زور زور سے رونے لگی۔

ارے یار یہ تو ایک دم سے چھوی موی ہے ذرا سے تیز بولنے پر رونے لگی۔

ہے۔ mama' s' girl ہاہاہاہاہاہا ارے یہ تو

چلو کوئی نہیں اسے چھیڑنے میں بڑا مزہ آئے گا۔

تنبھی وہاں پر سر آ گئے تو وہ فوراً بھاگ گئیں۔

## ارے بیٹا کیا ہوا آپ روکیوں رہی ہو؟

م م مجھے دیدو کے پاس جانا ہے۔ رونے سے اسکا گلابی رنگت سرخ ہو گئی تھی، وہ  
ہو نٹوں کو باہر نکالے، دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو میچتے مسلسل روپے جا رہی تھی۔

ارے بیٹا اس میں رونے والی کونسی بات ہے، چلیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔

اس دن کے بعد سے اب جا کے کالج آ می تھی اور انشاء کو بھی اس نے کچھ نہیں بتایا تھا

اور آج ان کے گروپ کو دیکھ کر اس کا دل سوکھے پتے کی طرح لرزنے لگا۔

ارے یہ دیکھو آج پھر مس چھوٹی موٹی اکیلی آئی ہیں  
لگتا ہے پھر سے گم گئیں ہیں بیبی گرل۔

چلو کوئی نہیں ہم چھوڑ دیں گے بتاؤ کہاں جانا ہے۔

وہ ان کے پچھلے برتاؤ کی وجہ سے کافی ڈری ہوئی تھی۔

اسلیے ان پر یقین کرنا مشکل لگا

نن نہ نہیں میں چلی جاؤں گی۔

ارے گلابو ہم نے کہا نہ کہ ہم چھوڑ دیں گے۔

ان میں سے ایک نے اس کی گلابی رنگت دیکھتے جملہ کسا۔

کلک کلاس میں نایرہ نے اٹکتے ہوئے کہا۔

ہاں تو چلو ہمارے ساتھ۔ ان میں سے ایک نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

وہ بھی ان کے پیچھے ڈرتے ہوئے چل دی

یہ لو پہونچ گئیں۔

دروازے کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

اور نایرہ ڈر کے مارے یہ بھی نہ سمجھ پای یہ اس کی

کلاس نہیں کوئی اور جگہ ہے۔

لیکن آپ نے تو کلاس روم کے بارے میں مجھ سے پوچھا ہی نہیں۔

اے مس چھوٹی موٹی تم چپ کرو ہمیں سب پتا ہے تم بس کلاس روم میں جاؤ۔

وہ دھڑکتے دل سے جیسے ہی کلاس روم میں انٹر ہوئی

پیچھے سے کھڑا اک سے دروازہ بند ہو گیا۔

وہ دوڑ کر دروازے تک پہنچی۔

انشاء جیسے ہی آفس میں داخل ہوئی تو سارے ورکر جو خوش گپیوں میں مصروف

تھے ایک دم چوکنے ہو کر بیٹھ گئے پوری آفس میں سناٹا چھا گیا۔ ایسا لگا جیسے موت کا

فرشتہ روح قبض کرنے آ گیا ہو۔

خیر موت کا فرشتہ تو نہیں لیکن موت کے فرشتے سے

بھی کم نہیں تھی وہ ان کے لئے۔

بز نس کی دنیا کی جانی مانی فینس بز نس او مین

انشاء میر۔ جس نے صرف ۲۳ سال کی عمر میں اپنی محنت اور لگن سے آئی، اینڈ، این  
ایمپائر کھڑا کر دیا تھا۔

گڈ مارنگ میم۔

گڈ مارنگ۔

روزی تم میرے کیبن میں آؤ اور آج کاشیڈول چیک کر کے بتاؤ کہ ہماری کس کس  
کے ساتھ میٹنگ ہے۔

او کے میم۔

یار میرا تو یہ خواب ہی رہا کہ کسی دن انشاء میم لیٹ

آئیں۔ ان میں سے ایک ور کرنے کہا۔

بیٹا یہ تمہارا خواب خواب ہی رہے گا۔ کیونکہ کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ انشاء میم کبھی لیٹ ہوں۔

اس لئے خواب دیکھنا بند کرو اور کام پر دھیان دو  
یہ ہیں روزینہ عرف روزی۔ انشاء میر کی سیکریٹری۔  
یہ اسلام آباد کے پولس اسٹیشن کا منظر۔

\*\*\*\*\*

ارے شیدے آج ہمارے نئے ڈی، ایس، پی آنے والے تھے، پتا نہیں وہ کس نیچر  
کے ہونگے رشوت وغیرہ لیتے بھی ہونگے یا نہیں۔  
کیوں کہ جو پچھلے ڈی، ایس، پی صاحب تھے وہ تو بہت اچھے تھے۔ خود بھی مزے  
کرتے تھے اور ہمیں بھی  
کراتے تھے۔

ہا ہا ہا ہا ہا صحیح بول رہے ہیں صاحب۔ شیدے نے



ہنستے ہوئے کہا۔

ہوتے ہیں ناکچھ بے ضمیر لوگ جنہیں اس تم پر سچی بیش قیمت وردی کا بھی احساس) ہوتا ہے۔ جس سے نہ جانے کتنے لوگوں کی امیدیں جڑی ہوتی ہیں۔ جو ان سے انصاف کی امید میں جی رہے ہوتے ہیں۔

اور یہ بے ضمیر لوگ اپنے مفاد کے لیے لوگوں کی امیدیں توڑ دیتے ہیں۔

\*\*\*\*\*

پولیس اسٹیشن کے باہر ایک بلیک رنگ کی جیپ آکر رکتی ہے جس میں سے ایک نہایت وجیہہ اور خوبرونو جوان باہر نکلتا ہے۔

اونچا لمبا قد، کسرتی مضبوط بازو فوجی ہیرے کٹ عنابی ہونٹوں میں سگریٹ دبائے وہ ہالی وڈ فلم کے ہیرو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

جیپ کے بائیں جانب سے بھی ایک نوجوان باہر نکلتا ہے۔

اندر داخل ہوتے ہی وہاں کا منظر دیکھ کر اس بھوری آنکھیں پل میں ہی سرخ انگارہ ہوئیں تھیں۔

کیوں کہ اندر کا منظر کچھ یوں تھا کی ٹیبل پر جگہ جگہ فائلیں بکھری ہوئی تھیں۔ کسی کے وردی کے بٹن کھلے ہوئے تھے تو کوئی بیچ پر بیٹھا کم اونگھ زیادہ رہا تھا تھا۔ اور وہاں کے انچارج صاحب چائے اور اس کے لوازمات نعت کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہے تھے۔

یہ دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوا اور وہ ایک ہی جست میں ٹیبل تک پہنچا، اور دھاڑتے ہوئے ٹیبل پر اتنی زور سے ہاتھ مارا کہ سب اپنی جگہ پر کانپ کر رہ گئے واٹ دا ہیل۔۔۔

یہ پولیس اسٹیشن ہے یا مچھلی بازار اس طرح سے تم عوام کی جان مال اور عزت کی حفاظت کرو گے۔

ایک سکند کے اندر اپنا یہ پھیلا یا ہوا گند سمیٹو۔

اور تم۔۔ (جس کے وردی کے بٹن کھلے ہوئے تھے) آج تو

میں نے اس وردی بے عزتی برداشت کر لی۔ اگر پھر ایسا

ہو اتو یہ وردی تمہارے تن پر نظر نہیں آئے گی۔

کیوں کہ جو اس کی عزت نہیں کر سکتا اسے یہ وردی پہننے کا کوئی حق نہیں۔۔

اس نے نہایت سرد آواز میں اسے باور کرایا۔

سس سوری سر۔۔

ہہم گڈ ہونا بھی نہیں چاہیے۔

اور ضمان تم اپنی نگرانی میں سب سیٹ کر او میں ابھی ایک کال کر کے آرہا ہوں

اوکے۔

ہیلو۔۔

ہیلو۔۔ ایس آر کے اسپیکنگ اسپیکر سے اس کی گمبھیر آواز گونجی۔۔

خان کے بچے مجھے پتا ہے کہ تو ہی ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہاں پے ہے۔

میں تو آفس میں ہوں بڑی۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟  
میں اسلام آباد آچکا ہوں بڑی پولیس اسٹیشن آیا تھا جوائن کرنے۔  
رہی۔۔ جگر کب آیا ہے تو؟  
آج ہی۔

ٹھیک ہے تو پھر لنچ بریک میں ملتے ہیں۔  
اوکے بڑی۔ باے ٹیک کیئر۔

تو یہ ہیں شاہ ریز خان اور ڈی ایس پی ارشمان خان۔  
بچپن کے یار اور دو جسم ایک جان۔ اور آپس میں کزن بھی ہیں۔  
یار آپ کی والے ڈی ایس پی سر تو بڑے ہی جلا د قسم کے لگتے ہیں۔ شیدے نے اپنے  
ساتھی کے کان میں کھسر پھسر کرتے ہوئے کہا۔  
صحیح کہا شیدے تم نے۔ جلا د تو وہ ہیں لیکن دشمنوں کے لیے۔  
ڈی ایس پی ارشمان خان۔

وردی ہے جن کی آن بان شان۔

جس کے حفاظت کے لیے

وہ دے سکتے ہیں اپنی جان

اور اس وردی سے غداری کرنے والوں کی

لے لیتے ہیں جان۔

زمان تم میری تعریفوں کے پل باندھنا بند کرو۔ اور اپنے کام پر دھیان دو۔ اور جب  
تک واپس آؤں تو میرے ٹیبل پر ہر چھوٹے سے بڑے کیس کی فائل موجود ہونے

چاہیے

گوٹاٹ۔

اوکے سر۔





ساحل اور گل جیسے ہی آفس سے گھر آئے  
گل بھاگ کر دی جان کے پاس پہونچی۔

گل۔ دی جان آپ کو پتہ ہے آج ہمارے آفس کی ایک ورکر ساحل کی وجہ سے بے  
روزگار ہو گئی۔

نہیں دی جان یہ گل بکاؤلی جھوٹ بول رہی ہے۔

ساحل کے بچے کیا تمہاری وجہ سے سرنے نتاشا کو جاب سے نہیں نکالا۔

گل صاحبہ اپنے الفاظ کی تصحیح کر لو۔ وہ میری وجہ سے نہیں اپنی حرکتوں کی وجہ سے  
نکالی گئی ہے جب دیکھو سرپر لائن مارتے رہتی تھی۔

ارے بیٹا آپ لوگ پہنچتے ہی لڑنا شروع ہو گئے۔

ارے میری کیوٹ چاچی میں کہاں لڑتی ہوں

یہ تو اس زرافے سے جو ہر وقت مجھ سے لڑتا رہتا ہے۔

ہہہہہ 😊 تم تو جیسے بڑی دودھ کی دھلی ہونہ۔

وہ تو میں ہوں۔

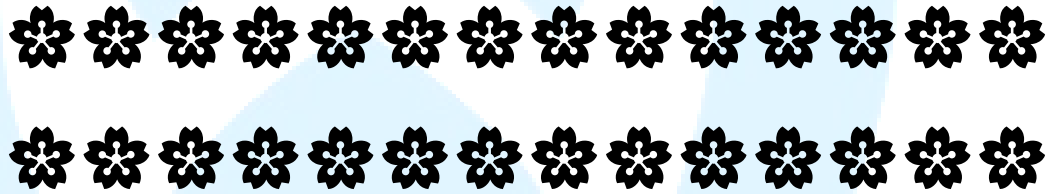
ارے چاچی آپ اپنے ہاتھ کی اسپیشل چائے تو پلا دیں۔

باسی پھول آخر تمہیں کیا ملتا اسے پی کر۔

جب دیکھو پیتی رہتی ہو۔

ایک کپ چائے کی قیمت تم کیا جانو ساحل بابو

😊 ساحل۔ ہی ہی ہی ویری فنی



ہیلو۔ اسسلام علیکم دی جان۔

وعلیکم السلام۔ خان کیا تمہیں ہماری یاد نہیں آتی ہے کب تک یوں ہی ناراض رہو گے

۔ واپس آ جاؤ خان مرنے سے پہلے ہم تم سے معافی مانگنا چاہتے ہیں بیٹا۔

پلیز دی جان آپ ایسا مت بولیں۔ وہ تڑپ اٹھا تھا۔

تم شادی کر لو خان اور اپنی بوڑھی دی جان کو اس گلٹ سے باہر نکال دو۔  
دی جان میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔  
ہیلو ہیلو۔۔۔۔۔

غصے سے اس نے کال کاٹ دی۔  
وہ شادی کی بات پر ایسے ہی غصہ ہو جایا کرتا تھا  
یہ ایک بیسمنٹ کا منظر ہے جہاں سے مسلسل کسی کے چیخنے کی آوازیں آرہی ہیں۔  
آہہ سس سوری سر غلطی ہو گئی معاف کر دیں آئندہ ایسا نہیں گا سر آہہ  
ششششش۔۔۔۔۔

تم میرے ہی آفس رہ کر میرے ہی آفس کی خبریں لیک  
کرو گے ہم وہ اس کی باڈی پے چاقو سے مسلسل کٹ لگا رہا تھا۔  
اب اے ایسا نہیں ہو گا سر۔۔۔ م م معاف کر دیں س سر۔۔۔۔  
میری ڈکشنری میں معافی جیسے الفاظ نہیں ہوتے ہیں۔

ایس آر کے اپنے ساتھ غداری کرنے والوں معاف نہیں کرتا سیدھے سزا دیتا ہے وہ اس کے بازوؤں پر گہرے کٹ لگاتے ہوئے بولا۔

شیر وکھولتا ہوا پانی لاو۔۔۔۔۔

نہ نہ نہیں سر۔۔۔۔۔ مم معاف کر دیں وہ روتے ہوئے معافی مانگ رہا تھا۔

شیر و سنائی دیا ہے کیا؟

وہ۔۔۔۔۔ سر حویلی سے کال ہے آپ کے لئے۔

شیر و کتنی بار منع کیا ہے کہ کام کے بیچ ڈسٹرب نہ کیا کرو۔ وہ غصے سے دھاڑا تھا۔

سر بار بار کال آرہی اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

ہیلو۔۔۔۔۔ وہ شیر و کے ہاتھ سے موبائل چھین کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

وہ ہیلو۔۔۔۔۔ بھ بھ بھائی وہ۔۔۔۔۔

وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے بولی۔

گڑیا کیا ہوا ہے آپ روکیوں رہی ہیں؟ واٹ سپینڈ؟

بھ بھائی دی جان۔

کیا دی جان آگے بولو گل۔ وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

بھائی دی جان بیہوش ہو گئیں تھیں ہم انہیں ہاسپٹل لائے ہیں۔ وہ ڈر کے مارے ایک ہی سانس میں پوری بات کر دی۔

واٹ دی جان بے ہوش ہو گئی ہیں۔

اچھا آپ رونا بند کرو۔ میں آرہا ہوں

پہلے تو وہ تیز پھر اسے روتے دیکھ نرم آواز میں بولا۔

اوکے۔

جی بھائی۔

شیر و گاڑی نکالو۔ ہو سہیل جانا ہے۔

اوکے سر۔



اس نے فاسٹ ڈرائیونگ کرتے ہوئے گاڑی کالج کے روز پر

ڈال دی۔ نائرہ کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کے

لب دعا گو تھے۔ تبھی جھٹکا لگنے سے اس نے گاڑی روکی۔

سامنے دیکھا تو اس کی گاڑی کسی گاڑی سے ٹکرا گئی تھی۔

واٹ دا ہیل۔۔۔ اب یہ کون سی مصیبت ہے۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے دروازہ کھول کر  
جیسے ہی باہر نکلی۔۔

سامنے والا بھی غصے میں بھرا اس کی طرف بڑھا۔

لیکن اس پر نظر پڑتے ہی اس کی نظریں ساکت رہ گئیں۔

متناسب سراپہ۔ گوری رنگت جو غصے سے سرخ ہو گئی تھی۔

بھورے گھنگرالے بال سیاہ گہری آنکھیں مانواپنے اندر کوئی راز چھپایے ہوئے ہوں  
باریک گلابی ہونٹ۔

کچھ دیر کے لئے تو وہ اس کی خوبصورتی میں کھو گیا۔

لیکن جب اپنی گاڑی کی حالت دیکھی تو آگ بگولہ ہو گیا۔

مس آنکھیں ہیں یا ٹچ بٹن۔۔ اگر ہیں تو کیا آپ کو یہ نہیں پتا؟ کہ ان کا استعمال کرنا ہوتا  
ہے۔

اور یہ بڑی سی گاڑی کیا ٹکریں مارنے لے رکھی ہیں۔

اور یہ سڑک آپ کی جاگیر نہیں ہے جو آپ یوں ٹکریں مارتی پھر رہی ہیں۔ اور کیا  
آپ کو ڈرائیونگ رول نہیں معلوم ہے کیا؟ اگر نہیں تو۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔۔ یوجسٹ شٹ اپ۔۔

وہ آپ سے باہر ہوتے حلق کے بل چلائی۔

ایک تو نایرہ کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھی اور اوپر سے اس شخص کی سیخ پا کر دینے والی باتیں۔

اوبی بی یہ دھاڑنا کسی اور کے سامنے مجھے ایک منٹ نہیں لگے گا تمہیں سلاخوں کے پیچھے ڈالنے میں وہ سر دوسپاٹ آواز میں پھنکارا۔

پہلی نظر کی پسندیدگی پل میں ناپسندیدگی میں بدلی تھی۔

کیوں کہ آج تک اس نے کسی کو اجازت نہیں دی کہ کوئی اس سے اونچی آواز میں بات کرے۔ یہ تو پھر اس کی نظر میں چھٹانک بھر کی لڑکی تھی۔

لیکن سامنے بھی کوئی دبو قسم کی لڑکی نہیں بلکہ اپنے نام کی ایک۔۔۔ دی انشاء میر تھی۔

اوٹکے کے آفیسر اپنی یہ افسری کسی اور کے سامنے جھاڑنا تمہارے اس سستے ایسٹوڈ کا مجھ پر کوئی اثر

نہیں پڑنے والا۔ اور نہ ہی میں تمہاری اس کوڑی کی وردی کے روعب میں آنے والی ہوں۔



ہاؤڈیر یو۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ٹکے کا آفیسر بولنے کی۔ اگر تم لڑکی نہ  
ہو تیں تو یہ زبان جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتا۔ جس نے میری وردی کے بارے میں نا  
زیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔

”ہہنہ تم بھی اپنی زبان کو قابو میں رکھو نہیں تو اسے لگام ڈالنا انشاء میر کو اچھے سے آتا ہے۔

لڑکی تم اپنی حد میں رہو۔ میں تم جیسی لڑکی کے منہ لگنا نہیں چاہتا۔ نظر آ رہا ہے کہ تم جیسی لڑکی کی زندگی کسی کی کیا عزت ہوگی جو اس وردی کی نہیں کر سکتی۔

تم ہوتے کون ہو میری زندگی پر تبصرہ کرنے والے؟

This is my life...

# Don't interfere...

## If you cross your limits

Then I w 'll show you!



دیکھیں یہ بیہوش ہو گئیں ہیں۔ ہم نے ڈاکٹر کو کال کر دی ہے وہ آتا۔۔۔

اوشٹ اپ۔۔۔ میں نے کہا تھا نامیری بہن کو یہاں پے کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ پھر میری بہن آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے کیسے اس حال پہونچی۔ ہاں وہ اتنی سے زور سے دھاڑی کہ سب لوگ کانپ کر رہ گئے۔

اگر میری بہن کو کچھ ہوا تو یہ آپ کا کالج آج کے بعد یہاں پے نظر نہیں آئے گا۔ اس نے پرنسپل کو وارن کرتے ہوئے کہا۔

جہاں داد۔۔۔ گاڑی گیٹ کے اندر لے کر آؤ

اوکے میم۔۔

اور ہاں پرنسپل جن کی وجہ سے میری بہن اس حالت میں ہے۔ ایک سکنڈ کے اندر انہیں اس کالج سے باہر نکالو نہیں

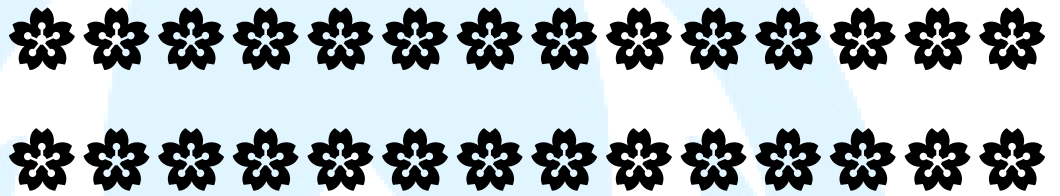
تو میں تمہاری جان نکال دوں گی۔ گوٹ۔ اٹ

نہیں میم میں ابھی پتا کرتا ہوں ان کے بارے میں۔

ہم گڈ۔

میم۔۔ گاڑی آگئی ہے۔

ہم چلو وہ بڑے ضبط سے بولی نہیں تو نائرہ کو اس حالت میں دیکھ کر اس کو سانس بھی رک رک کر آرہی تھی۔



ہیلو عرش کہاں ہے تو۔؟

بڈی میں تو تجھ سے ہی ملنے آرہا تھا کیوں؟

ایسا کر تو میرے آفس مت آتو سیدھا ہاسپٹل آجا۔

میں بھی وہیں ہوں۔ دی جان بیہوش ہو گئیں تھیں۔ تو وہ ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں۔

واااٹ۔۔ دی جان بیہوش ہو گئیں لیکن کیسے؟

اوکے آئی ایم کنگ۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

\*

تیمور خان ایک جدی پشتی رئیس تھے۔ جن کی شادی ان کی پھوپھو کی بیٹی جنت بیگم سے ہوئی تھی۔ جن کو سب بچے دی جان بولتے ہیں۔  
ان کے تین بیٹے تھے۔ تیمور خان کو بیٹی کی بڑی خواہش تھی لیکن اللہ تعالیٰ کو جو منظور --

ان بڑے بیٹے کا نام ولی تیمور خان تھا اور ان کی بیوی کا نام مدیحہ ولی خان تھا جن کا ایک ہی بیٹا ہے۔

شاہ ریز ولی خان۔ اور بیٹی گل خان ہے۔

انکی بیوی کا نام ارم جواد خان ہے کی صرف ایک ہی اولاد ہے ساحل جواد خان ہے۔۔

اور ان کے تیسرے بیٹے کا نام راحم تیمور خان ہے۔ ان کی شادی ان کی کلاس فیلو رومیصہ شیرازی سے ہوئی تھی۔

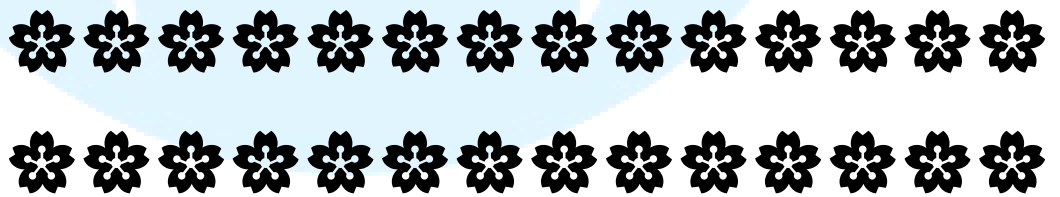
یہ ایک جولی قسم کی عورت تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی منشاء کہ ان کے یہاں کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ لیکن وہ دونو میاں بیوی اللہ کی رضا میں راضی تھے۔

یہ خاندان آپس میں بڑے ہی پیار محبت سہلے رہتے تھے۔

لیکن تین سال پہلے ہوئے حادثے نے ان کی ساری خوشیاں چھین لیں۔ شاہ ریز اور گل نے جہاں اپنے ماں باپ کو کھویا تھا۔ تو دی جان نے بھی اس حادثے کی وجہ سے اپنے سر کا سائیں کھویا تھا۔

اس حادثے کی وجہ سے شاہ ریز خان نے پچھلے تین سال سے جنت ولا میں قدم نہیں رکھا۔



وہ دونوں جب پہونچے تو دیکھا سبھی گھر والے وہاں موجود تھے۔

ارے بیٹا اچھا ہوا تم آگئے۔ دیکھو ناماں جی کو کیا ہو گیا؟  
اچانک سے وہ بے ہوش ہو گئی۔

تبھی ڈاکٹر دروازہ کھول کر باہر آئے۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری دی جان کو؟ وہ سپاٹ آواز میں بولا۔

دیکھیں گھبرانے والی بات نہیں ہے اسٹریس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئیں تھی  
اب وہ ٹھیک ہیں۔

بس آپ ان کا خیال رکھیں جتنا ہو سکے انہیں ٹینش والی بات سے دور رکھیں۔

کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں۔ جو اد صاحب نے پوچھا۔

یس۔۔ آپ مل سکتے ہیں۔

سب لوگ دی جان کے کمرے میں داخل ہوئے۔

گل تو بھاگ کر دی جان کے پاس پہنچی۔

اور ان کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگی۔ دی جان آپ کو پتا ہے نا اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت میں آپ سے کرتی ہوں۔

آپ کو میرا ذرا بھی خیال نہیں آیا؟ جو یوں یہاں پر آ گئیں وہ ایک ہی سانس میں بولے گئی۔

گل میری جان میرا بچہ میں ٹھیک ہوں۔ انہوں نے اپنی کمزور آواز میں۔ اسے پچکار تے ہوئے سمجھایا۔

سب کھڑے دادی پوتی کا پیار دیکھ رہے تھے۔

لیکن ساحل سے یہ پیار زیادہ دیر برداشت نہیں ہوا تو فوراً ٹپک پڑا۔

دی جان یہ دیکھیں کون آیا ہے؟

اس نے ان کی توجہ شاہ ریز کی طرف دلائی۔ جو دروازے کے پاس کھڑا انہیں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

ایک پل کو تو ان کی بوڑھی آنکھوں کو یقین نہیں آیا۔



وہ پورے تین سال بعد اسے دیکھ رہی تھیں۔

بٹن کے دیکھنے پر وہ مضبوط قدم اٹھاتا ان کے پاس آیا۔

کیسی ہیں آپ دی جان؟

خان میرے بچے مجھے معاف کر دے۔ ماضی میں جو کچھ میری وجہ سے سہنا پڑا۔

انہوں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

دی جان آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ وہ فورن بدک کے پیچھے ہٹا۔ میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔

اگر ناراض نہیں ہو تو واپس آ جاؤ بیٹا۔ بھول جاؤ ان یادوں۔

دی جان۔ کچھ بری یادیں پتھر کی لکیر کی طرح ہوتی ہیں جنہیں کوئی نہ تو کھرچ سکتا ہے اور نہ تو مٹا سکتا ہے۔

وہ رہتی ہیں اور ہمیشہ کے لیے رہتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وقت اور حالات کے تقاضے انسان کو ان سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کے ہونے سے انکار تو نہیں ہو سکتا۔

جب بھی ان کی طرف پلٹو، یہ تازہ ہو جاتی ہیں۔  
اور دی جان میں وہاں جا کر ان بری یادوں کو دوبارہ  
نہیں جینا چاہتا۔

ڈاکٹر۔۔ دیکھیں میری بہن کو کیا ہوا ہے۔ یہ کچھ بول نہیں رہی ہے۔ آپ اسے چ  
چچ چیک کریں۔

مس آپ پیچھے ہٹیں چیک کرنے دیں ہمیں۔  
پپ پلینز ڈاکٹر آپ میری ہنی کو ٹھیک کر دیں۔

مم م۔ میرا اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ وہ مسلسل روتے ہوئے ڈاکٹر سے فریاد کر  
رہی تھی۔ اگر اس کے آفس کا

کوئی شخص اسے دیکھ لیتا تو یقین نہیں کر پاتا کہ یہ وہی انشاء میر ہے۔ جس سے بات کرنے کے لئے سو بار سوچنا پڑتا تھا۔ یہ تو کوئی اور انشاء میر تھی مکمل ٹوٹی بکھری ہوئی۔ دیکھیں آپ ہمیں چیک کرنے دیں۔ آپ اللہ سے دعا کریں۔ ارے یہ کڑوی گولی یہاں کیا کر رہی ہے؟ عرثان جو دی جان کی دوا لینے کے لئے باہر آیا تھا۔ چونکتے ہوئے بولا عرش تم نے دی جان کی دوا لے لی؟ اور تم یہاں کھڑے ہو کر کیا بڑبڑا رہے ہو۔ شاہ ریز اس کے پاس آتے ہوئے گبھیر آواز میں بولا۔ ک کچھ نہیں خان۔ ارے مس انشاء یہاں؟ شاہ ریز نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

کون انشاء میر؟

ارے وہ جو سامنے ڈاکٹر سے بات کر رہی ہے۔

یہ کڑوی گولی۔ اس کے بارے میں بول رہے ہو تم۔ اور تم اس کو کیسے جانتے ہو خان؟

عرشمان حیران ہوتے ہوئے بولا۔ کہ بھلا اس بد تمیز لڑکی کو خان کیسے جانتا ہے۔

جاننا کیا ہے بس بزنس پارٹیز میں ایک دور بار ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس کے ساتھ میری دو دن بعد پاٹرن شپ ہونے والی ہے۔

اور ایک سکند تم کیسے جانتے ہو اسے۔ اس نے ابرو اچکاتے

ہوئے اس سے پوچھا۔

میری کوئی جان پہچان نہیں ہے اس جیسی بد تمیز لڑکی سے۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

پھر اسے سارہ واقعہ سنایا۔ لیکن خان تجھے پتا ہی جب

بات میری وردی کی ہو تو پھر مجھے اپنے آپ پہ کنٹرول نہیں رہتا۔ اسلیے میں نے بھی اچھی خاصی سنادی۔

ہممم۔ لیکن جہاں تک میں انشاء میر کو جانتا ہوں وہ ایک سنجیدہ اور روڈ قسم کی لڑکی ہے۔ لوگوں سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتی

سیدھے سیدھے بول۔ کہ وہ بھی تمہاری طرح ایک کھڑس اور روڈ قسم کی انسان ہے۔

اچھا چل اب دی جان کے پاس۔ شاہ ریز نے اس کی بات کو انور کرتے ہوئے کہا۔  
خان یہ لے دی جان کی دوا تو چل میں ابھی آتا ہوں اس نے ایک نظر روتی ہوئی انشاء میر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ جلدی آنا۔

شاہ ریز کے جانے کے بعد وہ چلتا ہوا انشاء کے پاس آیا۔  
پتا نہیں کیوں اسے روتے ہوئے دیکھ بلکل اچھا نہیں لگا۔

اپنی پرابلم مس؟ وہ پاس جاتے ہوئے بولا۔

وہ اندر مم م میری بہن ہے وہ ٹھیک ت ت تو ہوج

جاگی نہ؟ وہ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

کپکپاتے ہوئے گلابی ہونٹ، رونے سے سرخ رنگ چہرا، آنسوؤں سے بھری کالی گہری آنکھیں۔ وہ کوئی خوبصورتی کا مجسمہ لگ رہی تھی۔

کہ ڈی ایس پی عر شان خان جیسے انسان کا دل بھی ایک پل کو رک سا گیا۔ اسے اپنے سینے میں کچھ کھالی سا محسوس ہوا۔ اس کا ہاتھ فورن اپنے دل پر گیا۔

میاں تم تو ایسے میرے سینے بھاگ رہے ہو جیسے پنجرے میں سالوں سے قید پرندہ۔  
(اس نے اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے کہا۔

تبھی ڈاکٹر دروازہ کھول کر باہر آیا۔

ڈاکٹر اب کیسی پیے میری بہن؟

انہیں ہوش آگیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ نے بتایا روم میں بند ہونے پر ڈر کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔

لیکن انہیں پینک اٹیک آیا ہے۔

ان کے ساتھ پاسٹ میں کوئی ٹریجڈی ہوئی تھی کیا؟

نہ نہ نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس نے گھبراتے

ہوئے کہا۔ پاسٹ سے اسے کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ پاسٹ کا کوئی کالا سایہ اس کی بہن کی زندگی پر پڑے۔

ڈاکٹر کیا میں اب اپنی بہن سے مل سکتی ہوں۔ اپنی ازلی حالت میں واپس آتے ہوئے بولی۔

جی ہاں آپ مل سکتی ہیں۔

وہ جیسے ہی آگے بڑھی اچانک لڑکھڑا کر گرنے لگی تھی کہ عرشان خان نے آگے بڑھ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈال

کرا سے گرنے سے بچانے کے لیے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ اس کے سینے سے آ لگی یہ سب اچانک ہوا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کی تیز دھڑکنیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

انشاء کی نظر جب اس کے چہرے پر پڑی تو اس نے ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو اس کی باہوں سے آزاد کرایا۔ گویا وہ کوئی اچھوت ہو۔

عرشمان خان جو اس کی خوبصورتی میں کھویا ہوا اسکے جھٹکنے پر ہوش میں آیا۔  
ہاؤڈیر یو۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ٹچ کرنے ہاں۔

وہ اپنے ہاتھوں اور کمر کو رگڑتے ہوئے بولی گویا اپنے جسم سے اس کا لمس مٹانا چاہا ہو۔  
ایسا کرتے ہوئے وہ کوئی جنونی لگ رہی تھی۔

ہاؤ۔۔ چھو کیسے تم نے مجھے وہ اس کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑے غصے سے پھنکاری

--



عرشمان خان کی آنکھیں پل میں لہورنگ کی ہوئی تھیں۔

اسنے اپنی کالر اس کے ہاتھ سے چھڑاتے غصے سے پھنکارا۔

ابھی تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ڈی ایس پی عرشمان جو کے کالر پر ہاتھ ڈالے۔

وہ۔ غصے سے سرخ آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالے دھاڑا۔

لیکن اسکی آنکھوں میں دیکھتے اسے بے پناہ کرب نظر آیا

ایسا لگا جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی ان کہی داستان

چھپی ہوئی ہو۔

اومسٹر۔۔۔

میم آپ کے پشینٹ آپ کو بلارہی ہیں۔ نرس نے باہر آتے ہوئے کہا۔

کیا نایرہ کو ہوش آگیا؟ چلیں میں آتی ہوں۔

اور مسٹر تم۔۔ کوشش کرنا کہ آج کے بعد میرے سے ٹکرانا مت۔ وہ نفرت آمیز

لہجے میں کہتے وہاں سے چلی گئی۔

انشاء میر۔۔۔ آخر کیوں ہے تمہیں مردوں سے اتنی نفرت یہ  
راز تو ڈی ایس پی عر شمان خان پتا کر ہی لے گا۔ آخر کو تم اس دل کو جو بھاگئی ہو۔  
وہ آنکھوں پر گا گلز چڑاھاے وہاں سے چلا گیا۔

\*\*\*\*\*

\*\*\*

دیدوو۔ آپ ک ک کو پتا ہے ان نہوں نے مم مجھے روم میں ب بند۔۔۔ ک کرد  
دیا تھا۔۔۔ میں ررر رہی تھی۔

لل لیکن ان ن ہوں نے ڈور نہیں ڈورن نہیں کھولا۔

نایرہ جب سے گھر آئی تھی انشاء کے گلے سے لگے مسلسل رویے جارہی تھی۔

بس میرا بچہ آپ کی دیدوان سب کو سزا دیگی جنہوں نے میری گڑیا کو رلایا ہے اوکے  
۔۔۔ اب آپ رونا بند کرو اور اپنی دیدو اسمیل کر کے دکھاو۔

وہ مسکرا بی تو انشاء کو لگا کہ اس کی زندگی مسکرا بی ہو۔

وہ مسکرا بی تو اس کے دائیں گال پر ڈمپل بن گیا۔

اب آپ آرام کرو اوکے۔ میں ابھی آتی۔

نن ن نہیں دیدو آپ مم مت جاؤ مجھے ڈر لگے گا۔

وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

ارے میری جان میں نہیں جارہی۔ یہیں ہوں میں آپ کے پاس۔ اوکے۔ اب آپ سو جاؤ وہ اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔

اس کے چہرے پر گہری تشویش تھی اس ذہن ماضی میں ہوئے واقعات میں گردش کرنے لگا۔۔۔

ہیلو۔ ایک فوٹو بھیج رہی ہوں مجھے اس انسان کے بارے میں پل پل کی خبر چاہیے۔

کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے کھانے پینے

سونے جاگنے اٹھنے بیٹھنے ہر چیز کی مجھے پوری انفارمیشن چاہیے۔ گوٹ اٹ۔

اور تمہیں تمہاری منہ مانگی قیمت مل جائے گی۔

او کے۔

ہمم۔



چاچو میں نے ڈاکٹر سے بات کر لی ہے۔ اب آپ دی جان کو  
گھر لے جاسکتے ہیں۔ شاہ ریز نے اندر داخل ہوتے ہوئے جواد صاحب سے کہا۔  
او کے دی جان اب میں چلتا ہوں میری ایک اہم میٹنگ ہے۔  
اس نے اپنے ازلی مخصوص انداز کہا۔  
تبھی دی جان کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔  
خان گھر چلو بیٹا وہ بھی تمہارا گھر وہ بھی تمہارا گھر ہے۔  
کب تک یوں ماضی میں رہ میں حال کو برباد کرو گے۔  
انہوں نے بے بسی سے منت کرتے ہوئے کہا۔

جانتی تھی کی وہ اس بارے میں کسی کی بات نہیں مانے گا۔ لیکن پھر بھی وہ کوشش کرنا چاہتی تھیں۔

ان کی بات سن کر اس کے چہرے پر سرد مہری چھا گئی۔

وہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گل اور ساحل چپ چاپ ان کی باتیں سن رہے تھے تھے۔ ساحل کی زبان میں کھجلی ہوئی تبھی ساحل بول پڑا۔

دی جان برو کی شادی کر ادیں۔ بھائی بھاگ بھاگ کر گھر آئیں گے۔ ساحل نے ہنستے ہوئے کہا۔

او ایس بھیسو کی شادی کر ادیں بڑا مزہ آئے گا گل نے بھی چہکتے ہوئے کہا۔ میں اپنی ساری فرینڈز کو بلاؤں گی۔

گل ساحل میں نے کتنی بار آپ لوگوں کو سمجھایا ہے کہ میری شادی کی بات کوئی نہیں کرے گا۔

گل بچے آپ خاموش ہو جائیں دی جان نے شاہ ریز غصے سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر کہا۔

بھیکو کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

تو آفیس میں اتنا مجھے ڈانٹتے کیوں ہیں اور وہاں پر آپ مجھے گڑیا بھی نہیں بولتے ہیں۔ مس گل کہہ کر کیوں

بلا تے ہیں۔ اور یہ آفس میں ظاہر نہیں کیا کہ ہم آپکے بہن بھائی ہیں۔

گل نے رونی صورت بنا کر ہوں ٹ باہر نکال کر کہا

اوہ میرا بچہ میں آپ سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ تو میری جان ہو۔

شاہ ریز خان دوہی لوگوں کے سامنے کھل کر بات کرتا اور اپنے جذبات ظاہر کرتا

تھا۔ ایک اس کی جان سے پیاری بہن اور دوسرا اس کا بھائی اور دوست ڈی ایس پی (عرشمان خان۔

اور رہی بات ڈانٹنے کی اور آپ دونوں سے اپنا رشتہ ظاہر نہ کرنے کی۔ تو سوچو آپ لوگوں نے کیا کہا تھا کہ ہم اپنے ٹیلنٹ کے دم پر کچھ کرنا چاہتے ہیں۔

شاہ ریز نے انہیں ان کی بات یاد دلاتے ہوئے کہا۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ ساحل نے میں اچانک سے کرنے کی بات گھر میں کی۔ کہ وہ بننا چاہتا ہے اپنے دم پر اس لیے اسے جاب کرنے دی جائے۔

سبھی گھر والوں نے کہا کہ فیملی بزنس ہے اس کام کر لے

یا پھر شاہ ریز کے ساتھ کام کرے تو اس نے کہا نہیں میں بغیر ملی سپورٹ کے نام اپنا بنانا چاہتا ہوں۔

یہ بات جب شاہ ریز کو پتہ چلی تو اس نے کہا کہ وہ اس کے آفس میں کام کرے بغیر فیملی سپورٹ اور نام کے۔

تو وہ مان گیا۔ اور اس میں بھلا گل میڈم کیسے پیچھے رہ

جانتیں وہ بھی ساحل سے۔

جواد صاحب نے منع کرنا چاہا تو شاہ ریز نے یہ کر کے روک دیا کہ چار دن کا بخارھے کر لینے دیں انہیں اپنا شوق پورا۔

شاہ ریز کے یاد دلانے پر وہ دونوں بوکھلا گئے۔

بھائی ہم یہ۔

ہیلو گائیز کیا ہو رہا ہے۔ تبھی عریشان خان اندر آتا ہے۔

یہ لو آگئے یہ جناب بھی۔

مہینے دو مہینے کے بعد جا کر ان کی شکل

دیکھنے کو ملتی ہے۔ کتنا آپ کی فیملی بزنس جوائن کر لو لیکن یہ نہیں مانا۔ انہیں تو بس

اپنی جو بپاری ہے۔

تبھی جواد صاحب نے باتوں کا رخ عریشان خان کی طرف کیا۔

ڈیڈ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میری جاب کیسی ہے۔



اور میں اپنی جاب کے لئے کتنا پوزیسو ہوں۔

میرے لئے پہلے میری جوب میری وردی ہے اس کے بعد ہی کچھ آتا ہے۔ میں اس کے لئے اپنی جان اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہوں۔

I regret I have only one life.

To give for my country..

وہ جذباتی آواز میں بولا۔ اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا جو اد صاحب کا ایسا کہنا۔

ماحول کو سنجیدہ ہوتے دیکھ گل نے سب کا دھیان دی جان کی طرف متوجہ کروانا۔

ارے دی کو گھر نہیں لے جانا کیا جو آپ لوگ باتوں میں لگے ہو۔

اچھا دی جان میں چلتا ہوں آپ چاچو لوگ کے ساتھ جائیں۔

دی جان کے ماتھے کا بوسہ لے کر سنجیدہ آواز میں بولتے ہوئے باہر جانے لگا۔

ارے خان میں بھی چلتا ہوں مجھے پولس اسٹیشن جانا پڑے گا۔ زمان کی کال آئی تھی۔

ہممم چل۔

ویسے خان تو بے جان کی بات مان کر شادی کیوں نہیں کر لیتا۔ اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ سو اس ٹاپک کو بند کرو۔ وہ سرد آواز میں بولا۔

اگر تمہیں کسی سے عشق ہو گیا تو پھر کیا کرو گے۔

عشق سے صرف وقت ضائع کرنے کا ذریعہ ہے۔

عشق سے بھی زیادہ حسیں ہماری دنیا ہے۔

اس نے شیر پڑھتے ہوئے اعرشان کی بات کو ہوا میں کواڑا یا۔

مان لو اگر تمہیں کبھی کسی لڑکی سے عشق ہو گیا تو کیا کرو گے۔ ہہم

پہلی بات تو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔

اور اگر ہو بھی گیا تو میں اس اس کو ساری دنیا سے چھپا کر اپنے پاس رکھ لوں گا۔ اسے اپنے عشق کے حصار میں قید کر لوں گا۔ کہ جس سے اس کو دنیا کی کوئی طاقت بھی الگ نہیں کر پاگی۔

اور اگر وہ تمہاری نہ ہونا چاہیے تو؟

تو میں اس کو اسی سے چھین لوں گا۔ کیوں کہ جو چیز ایس آر کے کو پسند آجائے وہ اس کو چھین لیتا ہے۔

لیکن وہ کوی چیز تھوڑی ہوگی وہ تو ایس آر کے کی چاہت، اس کا عشق ہوگی، اس کا جنون ہوگی۔

جسے ساری دنیا کے سامنے ڈنکے کے چوٹ پر اپنا بنا یگا۔

وہ نہایت جنونی انداز میں بولا۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے وہ لڑکی جلدی مل جائے جس سے تجھے جنون کی حد تک عشق ہو جائے۔ عرشان آنکھ ونک کرتے ہوئے بولا۔

اور تجھے پیار ہوا تو تم کیا کرو گے۔ ہم

کرنا کیا ہے۔ سیدھے پرپوز کر دوں گا اور کیا وہ آنکھوں میں انشاء لاتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

اور اگر تجھے تھپڑ پڑ گئے یا اسنے تجھے ریجیکٹ کر دیا تو شاہ ریز نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

ایسے کوئی ریجیکٹ کر دیگی۔ تیرا اتنا گیا گزرا نہیں کہ کوئی اسے ریجیکٹ کر دے ہنہ



اس نے کالر جھاڑتے ہوئے کہا۔

تبھی عرشان کا موبائل بجنے لگا۔

ھیلو۔ ہاں زمان بولو۔

سر آپ جلدی سے پولیس اسٹیشن آجائیں۔ خیریت زمان

تم اتنے ہڑبڑی میں کیوں ہو۔

سر آپ آجائیں پھر آپ کو سب پتا چل جائے گا۔

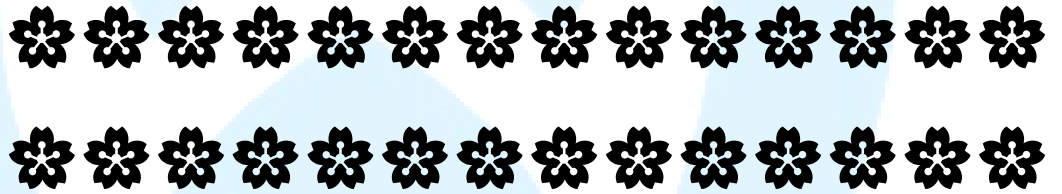
اوکے۔ آی ایم کمنگ۔۔

خان مجھے جانا ہو گا۔

اوکے تو جا۔

اوکے باے۔

ہمم۔



میر آفندی ایک یونی لیکچرار تھے اور ان کی شادی ان کی خالہ زاد سے ہوئی تھی جو کہ ایک خوبصورت شخصیت کی حامل خاتون تھیں۔ شادی کے تین سال بعد خدا نے ان کو بیٹی سے نوازا۔ بچی کی پیدائش پر ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔

انہیں اس بات کا گہرا صدمہ پہنچا۔

لیکن اپنی بیٹی کے لئے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

لوگوں نے بہت کہا کہ دوسری شادی کر لو لیکن وہ نہیں مانے۔ وہ اپنی بیٹی کے لئے سوتیلی ماں نہیں لانا چاہتے تھے۔

اسیے اکیلے ہی اپنی بیٹی کو پالنے لگے۔

انہوں نے اپنی کو بہت ہی پیار سے پالا تھا۔

اس طرح ان کی گڑیا پندرہ سال ہو گئی۔

\*\*\*\*\*

بابا آج آپ کے یونی میں فنکشن ہے نا تو آپ مجھے

بھی ساتھ لے چلے آج میرے کالج کی چھٹی بھی ہے۔

اس نے چہکتے ہوئے کہا۔

بابا میں وہ والی ڈریس پہنوں گی جو آپ پچھلے دفعہ لائے تھے میرے برتھ ڈے پر مجھے بہت پیاری لگتی ہے وہ ڈریس۔ وہ مسلسل کسی چڑیا کی طرح چہکتے ہوئے بولے جا رہی تھی۔

بیٹا آپ وہاں جا کر کیا کرو گی، آپ تو اور سو جاؤ گی۔

پلیز بابا میرے پیارے بابا آپ مجھے لے چلو نہ اس نے کیوٹ کا منہ بناتے ہوئے کہا۔  
اوکے میری جان لیکن آپ ادھر ادھر مت جانا میرے پاس ہی رہنا۔  
اففف بابا میں کوئی بچی تھوڑی ہوں جو ادھر ادھر جانے سے کھو جاؤ گی۔ اوکے میری  
جان میں باتوں میں تم تھوڑی نہ جیت سکتا ہوں۔ انہوں نے ہار مانتے ہوئے کہا۔  
وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ ہنستے ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

انہوں نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔

آج یونی میں فنکشن ہونے کے وجہ سے کافی رش تھا۔

وہ اپنے بابا۔ کا ہاتھ پکڑے بڑے اشتیاق سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔  
آفندی صاحب اسٹیج کے سامنے ایک سیٹ پر بیٹھا کر خود اسٹیج پر چلے گئے۔  
فنکشن شروع ہو گیا تھا۔

وہ بیٹھے بیٹھے بور ہو گئی تو وہ واٹر روم کا بہانا کر کے وہاں۔ سے باہر آگئی۔ وہ جلدی  
جلدی چل رہی تھی کہ تبھی وہ کسی سے ٹکرا گئی۔  
اس نے گرنے سے بچنے کے لئے سامنے والے کے کندھے کو مضبوطی سے تھام لیا۔  
تھینکس لوڈ کہ میں بچ گئی وہ خود میں مصروف تھی اور سامنے والا جو پچیس سال کا  
نوجوان تھا۔ اسے ہوس بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔  
جب اس کی نظر پڑی تو اس کو کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ وہ وہاں سے جانے لگی کہ اس  
نے ایک جھٹکے سے اس کو قریب کیا۔

اور اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں سے سہلانے لگا۔  
وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے چھپٹانے لگی۔



چھوڑو مجھے۔ مم۔ جانے دو۔ اس کا دل سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔  
ہاے ماے انوسینٹ بیوٹی کیسے جانے دوں بغیر کوئی مزے کیے وہ اسے کھینچ کر کلاس  
روم میں لے جاتے ہوئے بولا۔

اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔

دیکھو مم مجھے جانے دیں میرے بابا میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔

پلیز مجھے جانے دو۔ پ پلیز آ آپ کو اللہ کا واسطہ

بابا آپ آجائیں

بابا پلیز سیو می

آہ نہیں کرو پلیز لیو می۔

بابا مجھے بچالیں۔

آہ۔ آہ

اللہ۔

اور پھر اس کی آہ و بکا کچھ بھی کام نہیں آیا وہ درندہ صفت انسان اپنی ہوس پوری کرنے کے بعد اسے یو۔ ہی تڑپتا چھوڑ کر بھاگ گیا۔

\*\*\*\*\*

میر آفندی صاحب جو کب سے اسے ڈھونڈ رہے تھے ایک کلاس روم کے باہر رش دیکھ کر وہاں چلے آئے ان کا دل انجانے خدشات سے لرز رہا تھا۔

کچھ فی میل ٹیچر کسی کو گھیرے ہوئے کھڑی تھی

وہ جیسے ہی چل کر وہاں پہونچے سامنے نظر پڑتے ہی ان کا دل فوراً اپنے دل پر گیا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے اپنی بیٹی کے پاس پہونچے یہ میری بیٹی ہے اسے کیا ہوا ہے۔

انہوں نے چادر سے ڈھکی اپنی بیٹی کو دیکھ کر کہا۔ جس کے چہرے پر زخموں کے نشانات تھے،

آپ سب باہر نکلیں پلیز انہیں چیک کرنے دیں ایک ٹیچر نے سب کو باہر نکالتے ہوئے کہا۔



ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بیٹی کو یہ کب تک ہوش میں آجائے گی۔  
دیکھیں مسٹر آفندی صاحب آپ کو صبر سے کام لینا ہو گا۔ آپ کی بیٹی کاریب ہوا  
ہے۔

وواٹ آپ کیا کہ رہی ہیں وہ لڑکھڑاتے ہوئے بولے۔  
یس مسٹر آفندی ایک تو اتنی کم عمر اوپر سے اتنا بڑا حادثے نے ان کے دماغ پر گہرا اثر  
چھوڑا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔  
میری مانیں تو یہ ایک پولیس کیس ہے آپ کو اس کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔  
آج آپ کی بیٹی کے ساتھ ہوا کل کسی اور کی بیٹی کے ساتھ ہو گا۔  
ایسے درندے کو سزا دلوانا چاہیے۔

او کے اب میں چلتی ہوں آپ ان کا خیال رکھیے گا۔  
خدا حافظ۔



وہ ایک دلخراش چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔

تین دن پہلے ہوا حادثہ پورے جزیات کے ساتھ ذہن کے پردے پر اجاگر ہوا اور وہ یوں چیخ چیخ کر روی کہ اپنے ساتھ اپنے باپ کو بھی رلا گئی وہ شخص جو تین دن سے اپنی بیٹی کی چپ ٹوٹنے انتظار کر رہا تھا اسکے یوں رونے پر اس کا دل خون خون ہو گیا۔

بب بابا اااا اس نے آآ آپ کی بیٹی کو مم میلا کر دیا۔

ب۔۔۔۔ بابا۔۔۔ اس نن نے آآ آپ کی گڑیا کو بڑی بے رحمی سے توڑ دیا آپ تت تو کہہ کہتے تھے نن نہ کہ میں آپ کی زندگی کا خوبصورت پھول ہوں، تو دیکھیں بابا اس درندے نے آآ آپ کے پھول کو بڑی ہی بے دردی سے کچل دیا۔

اس نے مم م مجھ سے میری ذات کا غرور چھین لیا بابا وہ مسلسل خود کو نوچ رہی تھی، پیٹ رہی تھی اور اس کا باپ بے بسی کی انتہا پر تھا کیسے وہ اپنی گڑیا کو سمیٹے۔



مجھے انسپکٹر صاحب سے ملنا میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔ آپ مجھے اندر جانے دیجئے۔ انہوں نے اس سے

درخواست کرتے ہوئے کہا۔

دیکھو صاحب ابھی ہمارے سر بہت بڑی ہیں۔ تم ابھی اندر نہیں جاسکتے۔

دیکھیں میں کہ رہا ہوں نہ کہ میرا ان سے ملنا بہت ضروری ہے۔ تو پلیز آپ مجھے اندر جانے دیجئے۔ میری کی زندگی کا سوال ہے۔ وہ منت کرتے ہوئے بولے۔

وہ صاب تم ہم سے بحث کرنا چھوڑو اگر ملنا چاہیے ہو تو یہاں پے بیٹھ کر انتظار کرو۔ جب وہ فری ہونگے تو مل لینگے۔

بے بسی سے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور جا کر بیچ پر بیٹھ گئے۔

جب ایک گھنٹہ ہو گیا اور انسپکٹر اپنے کیمین سے باہر نہیں آیا تو انہیں بہت غصہ آیا  
ایک تو انکا سارا دھیان انشاء کی طرف لگا ہوا تھا جسے وہ ماسی کے بھروسے چھوڑ کر اے  
تھے۔

وہ غصے سے اپنی جگہ سے اٹھے اور حولد ار کے روکنے کے باوجود اندر گھس گئے۔  
حولد ار۔ انہیں کس نے اندر آنے دیا جب میں نے منع کیا تھا۔  
انسپکٹر جو موبائل پہ کال کرنے میں مصروف تھا خلل پیدا ہونے پر غصے سے دھاڑا۔  
سریہ زبردستی گھس آئے ہیں مینے روکا تھا۔  
اس نے دھیمی آواز میں منمناتے ہوئے کہا۔  
او کے تم باہر جاؤ۔

بولیے کیا رپورٹ درج کرانی ہے آپ کو۔ میرے پاس زیادہ ٹائم نہیں۔ مجھے ایک  
ضروری کال کرنی ہے انسپکٹر نے بے زار لہجے میں کہا۔

سر مجھے مقصود نیازی کے بیٹے آصف نیازی کے خلاف ایف آئی آر درج کرانی ہے  
- اس نے میری بیٹی کے ساتھ

زبردستی کی ہے۔ میری بیٹی کی زندگی برباد کر دی۔

وہی مقصود نیازی جو مشہور و معروف صنعت کار ہیں۔

اور ان کا بڑا بیٹا پولیٹکس میں آنے والا ہے۔

جی ہاں سر۔ کل وہ ہماری یونی کے فنکشن میں بطور چیف گیسٹ آئے تھے اور ساتھ  
میں ان کا بیٹا

بھی تھا۔ اس نے میری بیٹی کی آبروریزی کی ہے۔

مجھے اس درندے کے خلاف رپورٹ درج کرانی ہے۔

ارے صاحب کیا تم پاگل ہو یا تم جانتے نہیں کہ مقصود نیازی کتنی بڑی ہستی ہے۔

جاؤ جاؤ صاحب ان کے خلاف رپورٹ درج کر کے ہمیں اپنی جاب سے ہاتھ تھوڑی  
نہ دھونا ہے۔



ویسے صاحب آپ کی بیٹی کیا بہت خوبصورت ہے؟ جو آصف نیازی جیسے بندے دل آ گیا آپ کی بیٹی پر۔ وہ گھٹیا بات پر آفندی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اگر آپ کو رپورٹ درج کرانی ہے تو میری ایک شرط ہے۔

آپ پر رپورٹ درج کریں صاحب آپ جو بولیں گے میں کروں گا جتنے پیسے لگیں گے میں دو ننگا بس مجھے اس درندے کو سزا دلوانی ہے۔

ارے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بس آپ کو ایک کام کرنا ہے، بس اپنی بیٹی کو ایک رات کے لئے ہمارے پاس چھوڑ دو۔

ارے جب اتنا جان جو کھم والا کام کرنا ہے تو قیمت تو لیں گے ہی نا۔ وہ اپنے ہوس پکاتے لہجے میں بولا۔

انسپکٹر تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ایسے بات کرنے کی

وہ جو کب سے اس کی منتیں کر رہے تھے۔ اس کی گھٹیا بات پر غصے سے دھاڑے۔

جاؤ جاؤ صاحب کیا پتہ صاحب تمہاری بیٹی نے ہی بہکایا ہو۔ یا خود اجازت دی ہو اور اب معصومیت کا ڈھونگ رچا رہی ہے۔ نہیں تو کیا ضرورت تھی اتنے بڑے آدمی کے بیٹے کو کسی لڑکی کے ساتھ زور زبردستی کرنے کی۔

اللہ سے ڈرو انسپکٹر۔ تم میری معصوم بیٹی پر الزام عائد کر رہے۔ تمہاری بھی بیٹی ہوگی۔

ڈرو تم مکافات عمل سے۔ انہوں نے بھراپے ہوئے لہجے میں کہا۔

اوے بڑھے تم مجھ سے زبان لڑا رہے ہو۔

حولد ار نکالو اسے باہر۔

اس سے پہلے حوالدار انہیں دھکے دے کر نکالتا وہ جھکے ہوئے کندھوں کے ساتھ باہر نکل گئے۔ ان کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے تھے اور بغیر ارد گرد دیکھے ہوئے

وہ چلتے جا رہے تھے۔ ان کی ذہن میں بس ایک ہی بات گردش کر رہی تھی کہ گھر جا کر اپنی بیٹی کو کیا منہ دکھائیں گے۔ جس سے وہ وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ اس کے مجرم کو سزا دلوائے گے۔ لیکن وہ اپنی گڑیا سے کیا وعدہ پورا نہیں کر پائے۔ ان کے

سینے میں مسلسل درد ہو رہا تھا تھا لیکن وہ سب کچھ بھولے اپنی بیٹی کے پاس جلد سے جلد پہنچنا چاہتے تھے۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ جب گھر پہنچے مجھے تو دیکھا کہ ان کے گھر عورتیں آ جا رہی تھی۔

وہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔

یہ لو آ گئے یہ میاں۔ بیٹی کے ساتھ اتنا بڑا حادثہ ہو گیا اور یہ میاں کورٹ کچہری کے چکر لگائے جا رہے ہیں۔ یہ آفندی صاحب کی دور پرے کی رشتہ دار خاتون تھیں۔ جو اسی محلے میں رہتی تھی۔ سے آج یہ ان کے گھر آئی تو انشاء کی حالت دیکھ کر سب پتا لگا لیا اور تھوڑا بہت کام والی ماسی نے نمک مرچ لگا کر بتایا۔

تب سے یہ خاتون واویلا کیے جا رہی ہیں۔ کہ آفندی صاحب پولیس اسٹیشن کیوں گئے۔ سماج میں بدنامی ہو گی۔

سب عورتیں مسلسل بولے جا رہی تھیں تے کوئی انشاء کو برا کہہ رہا تھا تھا تو کوئی اس درندے کو بد دعائیں دے رہا تھا۔ اور انشاء نڈھال سی حالت میں ان کی بیچ بیٹھی ہوئی تھی۔

اچانک ان کی سینے میں درد اٹھا اور وہ وہیں لڑکھڑا کر گر گئے۔

اپنا درد بھلائے دوڑ کر ان کے پاس آئی۔

بابا بالکل کیا ہوا آپ کو۔

مم میری جان میری گڑیا اپنے بابا کو مہم معاف کر دو۔ وہ تہمت سے ککھیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر پایا۔

مم میں گیا تھا پر پولیس اسٹیشن۔ ان لوگوں نے مم میری بات نہیں مانی۔ اور میری بیٹی کے بارے میں گھٹیا باتیں کی۔

یہ قانون کے محافظ ہی ج جب لوٹیرے بن جائے تو کوئی قانون پر کیسے بھروسہ کرے۔

وہ مسلسل درد سے تڑپتے ہوئے بولے۔

مم میرے خیال رکھنا اپنا۔

نن نہیں بابا آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

انشومیری جان تم اپنے آنسوؤں روک لو انہیں اپنے سینے میں دفن کر لو۔ اور انہیں اپنی سینے میں دھکتی آگ کو جلا دے رکھنے کا ذریعہ بنالو۔ اور خود کو اتنا مضبوط بنانا تا کہ تم آصف نیازی جیسے درندے کو سزائے موت دے سکو۔

مم میری ایک بات تم یاد رکھنا قانون پر کبھی بھی بھروسہ۔۔ مم مت کرنا۔ تت تم خود سس سزا دینا۔ وو۔ وعدہ ک۔۔۔ کرو۔

وو وعدہ کرو۔۔ تت تم۔ اس درد درندے کو سزا دو گی

ووع د۔ ہ۔۔۔۔۔ اچانک ان کا سر ایک طرف لڑھک گیا۔

ہا ہا بابا میں آپ کی سب بات مانو گی۔ لکن آپ پہلے اٹھیں۔ اس نے انہیں اٹھاتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کے جس میں میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔

بابا۔۔۔۔۔بابا۔بابا۔اٹھیں۔

صبر بیٹا تمہارے بابا اب نہیں رہے۔

نن نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

وہ میرے۔۔۔۔۔بابا ہیں۔۔۔وہ میری بات ضرور۔۔ما۔ن

اچانک وہ بے ہوش ہو گئی۔

\*\*\*\*\*

عجیب ہے میرا اکیلا پن۔

نہ خوش ہوں نہ اداس ہوں۔

بس کھالی ہوں۔

اور خاموش ہوں۔

آج بابا کو گزرے ہوئے تین دن ہو گئے تھے اور اس پر خاموشی چھا گئی تھی ایک جامد خاموشی۔

کون آرہا ہے کون جارہا ہے اس سے کوئی خبر نہیں تھی۔

اچانک اسے اپنے بابا سے کیا وعدہ یاد آیا

بھائی پرومس بابا میں آپ کا وعدہ ضرور پورا کروں گی۔

چاہے اس کے لئے مجھے کسی بھی حد تک کیوں نہ جانا پڑے۔

یہ آپ کی بیٹی کا وعدہ ہے۔ اس نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔

اور یہاں سے شروع ہوا اس کی زندگی کا ایک نیا موڑ۔

اور یہاں سے وجود میں آئی ایک نئی انشاء میر۔

اس نے اپنا سارا وقت اپنا کیریئر بنانے پر لگا دیا تاکہ وہ آصف نیازی جیسے درندے کو سزا دے سکے۔

آٹھ سال کی کڑی محنت اور جانفشانی جا کر اس نے آئی اینڈ ایم امپائر کو کھڑا کیا۔

یہ سب حاصل کرنے کے لیے اس نے راتوں کی نیند چین و سکون اپنا لڑکپن گنوا کر

حاصل کیا تھا۔

وہ اسٹڈی کے ساتھ ساتھ جو ب بھی کرتی اور بچوں کو ٹیوشن بھی پڑھاتی تھی۔

آٹھ سال پہلے کی بات ہے جب ایک دن وہ ایک ہوٹل میں گئی تھی جہاں پر وہ جو ب نہ ملنے پر ویٹر کا کام کرنے گئی تھی

اس کی یونیفارم پر جو س گر گیا تھا جسے صاف کرنے کے لئے وہ قدرے سنسان ایریے کی طرف بنے واشروم میں گئی تھی۔ وہ وہاں سے پلٹ رہی تھی تبھی اس کے کانوں میں آواز پڑی۔

ارے اس مصیبت کو ہم کب تک پالیں گے۔ اس کے ماں باپ خود تو مر گئے اور اس بوجھ کو ہمارے سر لاد گئے۔

ارے آپا غصہ کیوں ہو رہی ہیں۔ میں نے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا زبردست آئیڈیا نکالا ہے۔

ایک تو یہ رنج کے خوبصورت ہے اوپر سے معصومیت ہائے۔

ایسے لڑکیوں کی نگار بانی کے کوٹھے پر بڑی مانگ ہے۔



رقم بھی اچھی خاصی تعداد میں ملے گی۔

بات تو تیری صحیح ہے۔ انہوں نے قیمت کی بات سن کر کہا۔

لیکن اگر بس گئے تو؟

ارے آپا کچھ نہیں ہو گا میں نے ساری سیٹنگ کر لی ہے۔

ان کے آدمی یہیں پر ہیں آتے ہوں گے۔ آتے ہوئے اشارہ کر دیا تھا میں نے ان کو

ارے تو بڑا ہی کمینہ ہے اکیلے اکیلے ہی ساری پلیننگ کر لی مجھے کانوکاں خبر بھی نہیں ہونے دی۔

بس آپا تیرا ہی بھائی ہوں۔ وہ آنکھ مارتے ہوئے کمینے پن سے بولا۔

تبھی واش روم کا دروازہ کھول کر کر اگر ایک لگ بھگ دس سال کی خوبصورت بچی باہر

نکلی۔ جس نے سنہرے بالوں کی دوپونیا بنائی ہوئی تھیں۔ بھرے بھرے گال گلابی

ہونٹ کانچ سی نیلی آنکھیں۔ دیکھنے میں وہ کوئی معصوم سی اینجل لگ رہی تھی۔

مامی ہو گیا اب چلیں۔ وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔  
اے لڑکی یہی رو کو مجھے تھوڑا کام ہے۔ وہ اپنے بھائی کو اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔ اور  
جانے لگیں۔

مامی جلدی آنا مجھے ڈر لگے گا وہ معصوم سی آواز میں بولی۔  
ہاں ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ وہ عجلت میں بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔  
تبھی وہاں پر دو ہٹے کٹے آدمی آئے۔

ہمم تو یہ ہے وہ لڑکی جس کا بانی سے سودا ہوا ہے۔  
ہاں یہی ہے تم لوگ پیسے دو اور لے جاؤ لڑکی۔  
اس کی مامی کے بھائی نے کہا۔

یہ لو پیسے۔ وہ پیسے دیکر اسے کھینچ کر لے جانے لگے۔  
نہیں مجھے کہیں نہیں جانا مامی مامی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔ اور اپنے آپ کو چھوڑ آنے  
لگی۔

اور اندران کی باتیں سنتی انشاء کا دل لرز گیا اس معصوم سی بچی کے ساتھ ظلم ہوتے دیکھ کر۔

وہ اس کی مدد کے لئے ترکیبیں سوچنے لگی۔ اچانک اس کا ہاتھ اپنے بیگ کے اندر گیا جس میں وہ اپنی سیفٹی کے لئے مرچ پاؤڈر رکھے رہتی تھی۔

وہ مٹھی میں مرچ پاؤڈر لئے آگے آئی اور ان تینوں کی آنکھوں میں مٹھی بھر کے پاؤڈر پھینکا اور بچی کا ہاتھ پکڑ کر بھاگنے لگی۔

مرچ پاؤڈر آنکھوں میں پڑنے سے وہ تینوں آنکھوں پر ہاتھ رکھے گالیاں دینے لگے۔ سالی بھاگ رہی ہے پکڑو اسے۔ وہ مسلسل اس کا ہاتھ پکڑے بھاگ رہی تھی۔ اور مڑ مڑ کر دیکھ رہی تھی کہ کہیں وہ ان کے پیچھے تو نہیں آرہے۔

وہ اس کو ساتھ لیے پارکنگ ایریا میں آکر گاڑیوں کے پیچھے چھپ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ ان کو ڈھونڈتے ہوئے باہر نکل گئے۔

جب کچھ دیر بعد تک وہ نہیں آئے تو وہ اس کو ساتھ لیے باہر نکلی۔ بچی بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔

بیٹا ڈرو نہیں اب لوگ چلے گئے ہیں۔

وہ پپ پھر آگئے تو۔

نہیں دینگے اور اگر آ بھی گئے تو میں ہوں نا۔

اچھا وہ عورت کون تھی؟

وہ میری مامی ہیں۔ میرے ماما بابا نہیں ہیں۔ نا تو میں ان کے ساتھ ہی رہتی ہوں۔

اوکے۔ بٹ آج کے بعد سے آپ میرے ساتھ رہو گی اوکے۔

نہیں تو پھر سے تمہاری مامی سودا کر دیگی۔

مامی نے ایسا کیوں کیا۔ میں تو اچھی بچی ہوں نا میں تو ان کی ساری باتیں مانتی تھی۔ وہ

معصوم سی بچی اس سے سوال کر رہی تھی۔

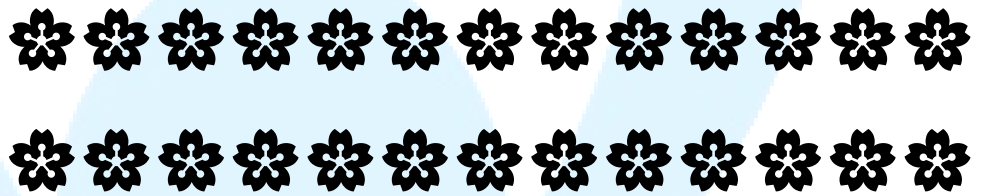
اور وہ یہ سوچ کر لرزا اٹھی اگر وہ اسے لے جاتے تو اس معصوم کی زندگی برباد ہو جاتی۔

بیٹا میں بھی اکیلی ہوں میرا کوئی نہیں ہے اب سے ہم ساتھ رہینگے اوکے۔

اوووو۔ یو مینس آپ ڈرتے ہوا کیلے رہتے ہوئے۔ وہ اپنے گال پر اپنی شہادت کی انگلی  
ٹپٹپاتے ہوئے معصومیت سے بولی۔

اس کی معصومیت پر انشاء اپنے بابا کے جانے کے بعد آج پہلی بار مسکرا رہی تھی۔  
یش مجھے بہت ڈر لگتا ہے ہنی وہ مصنوعی بولی۔  
تو وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

اور اس طرح انشاء اس کو اپنے گھر لے آئی۔



جنت ولا میں اس وقت سب لاؤنج میں موجود خوش گپیوں میں مصروف تھے۔  
تبھی ساحل کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

اچھا دی جان کیا بڑے مہیا پانے اس باسی پھول آبی میں گل (اس نے دی جان کے گھورنے پر اپنے جملے کی تصحیح کرتے ہوئے کہا) کو کسی کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا تھا۔

نہیں مطلب کیا ہاں یہ کس اینگل سے ہماری فیمیلی میمبر لگتی ہے۔ وہ آنکھوں میں شرارتی چمک لئے خاموش بیٹھی گل کو چھیڑتے ہوئے بولا۔

ساحل کے بچے ے ے ے ے ے ے ے۔ گل اس کی بات سن کر دانت پیستے ہوئے بولی۔

ہیں ں ں ں۔۔۔ کہاں ہے کدھر ہے کوی توڈھونڈ کر لا دو ظالموں۔۔ وہ صوفے کے ارد گرد جھک کر دیکھتے ہوئے اداکاری کرتے ہوئے بولا۔

تبھی دی جان کی چھڑی کمر میں ڈھا کر کے بجی تو وہ بلبلا اٹھا۔ ہاے ظالما مار ڈالا۔۔۔  
وہ کمر پر ہاتھ رکھے کر اہا۔

اس کا مسخر این دیکھ کر جل بھن گئی۔

ساحل تیرے لیے ایک شعر بولوں۔

ارشاد ارشاد۔۔

زندگی ایک سفر ہے سہانا۔۔

اپنی یہ گندی شکل لے کر دفع ہو جا۔۔ نا۔۔

وہ دوسری لائن دانت پیستے ہوئے بولی۔

ہاہاہاہارومی چاچی کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

\*\*\*

\*\*\*

انشاء نایرہ کو لے کر مال آئی تھی تاکہ اس کا موڈ فریش ہو جائے۔ اس نے نایرہ کے لیے خوب ڈھیر ساری شاپنگ کی۔ آیس کریم کھلای انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ایک بھرپور دن گزارا۔

ہنی آپ یہیں روکو ایک شاپنگ بیگ میں اوپر ہی چھوڑ آئی۔

میں ابھی لے آتی ہوں ڈرنا نہیں اوکے۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر اوپر چلی گئی۔

نایرہ جو ادھر ادھر دیکھنے میں مگن تھی۔ تبھی وہاں دو تین لڑکے آئے اور اسے اکیلا دیکھ کر چھیڑنے لگے۔

اوپر ہوئے کیا خوبصورت پیس ہے یار ران میں سے ایک نے چھیڑتے ہوئے کہا۔  
نایرہ سہم کر دو قدم پیچھے ہو گئی۔

بیبی ڈر کیوں رہی ہو ہم بس پیار کرینگے اور کچھ نہیں۔

کیوں برو ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر تالی مار کر ہنستے ہوئے کہا۔  
ننہی۔ مم مجھے جانے دو۔

شاہ ریز جو شیر و کے ساتھ مال آیا تھا۔ دو تین لڑکوں کو کسی لڑکی کو چھیڑتے دیکھ غصے سے آگے بڑھا۔

یووباسٹر تم لوگ نہیں آتی کسی لڑکی کو چھیڑتے ہوئے وہ انہیں پے درپے مکے مارتے ہوئے دھاڑا۔



تبھی وہاں پر سکیورٹی اہلکار بھی آگئے۔

کیا ہوا سر؟

اس لیے تم لوگوں کو جو ب دی گئی ہے کہ ہر ایرے غیرے کو تم لوگ اندر داخل ہونے دو۔ وہ غراتے ہوئے بولا۔

سس سوری سر آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

ہم لے جاؤ انہیں اور پولیس کے حوالے کرو۔

اوکے سر۔

تبھی اس کی نظر ڈری سہمی نایرہ پر پڑی اس نے بے ساختہ قدم اس کی طرف بڑھاے۔

اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ایسے لگا جیسے اس کے آس پاس کی ہر چیز ساکت ہو گئی ہو۔۔

یہ تہمت سگریٹ پر ہی کیوں۔۔

عشق بھی تو مضر صحت ہے۔۔

وہ کرسی کے پشت پر ٹیک لگائے سگریٹ نوشی کرتے ہوئے مسلسل انشاء میر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اس کی کالی گہری آنکھیں ذہن کے پردے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔  
اس کی آنکھیں کافی پرکشش تھیں لیکن ایسا لگتا تھا جیسے ان کے اندر کوئی ان کہا سادرد چھپا ہوا ہو۔ ایسے لگتا تھا جیسے یہ آنکھیں سالوں سے مسکرا رہی نہ ہوں۔  
تبھی زمان دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔  
ہاں زمان کچھ پتہ چلا اس گینگ کے بارے میں۔

سر یہ ایک گینگ ہے جو لڑکیوں کی اسمگلنگ کر کے باہری ملکوں میں سپلائی کرتا ہے۔  
اور ان کانٹ ورک کافی مضبوط ہے۔ ان کے آدمی کالج، یونی، کلب اور بہت سی جگہوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ جو انہیں مس لیڈ کر کے باہری ملکوں میں سپلائی کرتے ہیں۔

ہاں سر ایک اور بات یہ ینگ جنریشن کو ڈرگس جیسے مہلک زہر دے رہے ہیں۔

ابھی ان سب کے لیڈر کا نام پتہ نہیں چلا ہے۔

اور یہ رہی اس کی فائل۔۔

ہمم اب تم جاسکتے ہو۔

اوکے سر۔۔

ایک منٹ زمان مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔

اگر کسی کے ذہن، دل، دماغ پر کسی کا چہرہ بار بار آئے اور وہ اس کی یاد کو ذہن سے کوشش کے بعد بھی نہیں نکال پائے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

سر اس کا ایک ہی مطلب ہوا کہ اسے اس انسان سے محبت ہو گئی ہے۔

واٹ محبت۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

کیا مجھے اس کڑوی گولی سے محبت ہو گئی ہے؟

وہ اپنے آپ سے بڑبڑاتے ہوئے بولا۔

سراب میں جاؤں؟

ہاں جاؤ۔



شاہ ریزان لڑکوں کو گارڈ کے حوالے کرنے کے بعد نائزہ کی طرف بڑھتا ہے۔ اس کے حسین چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کو اپنے اس پاس کی ہر چیز رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وہ ایک ٹک اس کے معصوم اور پر نور چہرے کو دیکھے گیا۔

فل بلیک رنگ کے فراک میں اس کی گلابی رنگت دمک رہی تھی۔

شاہ ریز خان جو کسی بھی لڑکی کو نگاہ اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں تھا۔ جس کی زندگی میں حسین سے حسین لیکن لڑکی کی آئی لیکن اس نے ان سب کو انور کر دیا۔

لیکن اس چھوٹی سی لڑکی میں ایسا کیا تھا جو وہ یوں بے خود ہو کر اس کی طرف کھنچا چلا گیا۔

تھ۔۔۔ تھینکیو پ۔۔۔ پرنس۔ وہ اپنی خوبصورت کپکپاتی آواز میں بولی۔

شاہ ریز جو بے خودی کی حالت میں اس کے پنک پنک گلابی گالوں کو چھونے جا رہا تھا۔  
اس کے بولنے پر ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔

ہیے لٹل گرل کیا کہا آپ نے؟

ووہ۔۔۔ دید ووہ نے جو اسٹوری بتائی تھی۔ اس میں ایسے ہی پرنس پر نسیر کو بچاتا ہے

جیسے آپ نے ان بیڈ بوائیز کو ڈھشٹم ڈھشٹم کر کے مجھے بچا لیا۔

وہ اپنے خوبصورت ہاتھوں کو ہوا میں گھماتے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے  
بولی۔ ایسا کرتے ہوئے اتنی کیوٹ لگ رہی تھی، کہ شاہ ریز کا دل چاہا وہ اس کو ساری  
دنیا سے چھپا کر اپنے دل میں قید کر لے۔

ہیے لٹل گرل آپ اکیلے ہی آئی ہو۔ آپ کی فیملی کہاں ہے۔

تبھی نایرہ کو ایک بار پھر سے رونا آنے لگا۔

و وہ مم میری دید و اوپر چلی گئی ہیں وہ بیگز بھول گئیں تھیں۔ تو لینے گی ہیں۔ ابھی تک نہیں آئیں۔

لٹل گرل۔ تو اس میں اتنا رونے کی کیا بات ہے آپ بھی چلی جاؤ ان کے پاس۔ شاہ کو اس کا رونا بالکل اچھا نہیں لگا۔

نہ ن نہیں۔۔ میں نہیں جاسکتی اس سے مجھے ڈر لگتا ہے اس نے الیکٹرک سیڑھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تو آپ جاتی کیسے ہو۔

میں دید و کا ہینڈس پکڑ کر جاتی تھی نا۔ وہ ناک سکیڑ کر اس کو سمجھانے والے انداز میں بولی۔

اس کے انداز پر شاہ ریز کے دل نے بیٹ مس کی۔

اوو۔ شاہ ریز نے بات سمجھ آنے پر سر ہلایا۔

اگر شاہ ریز خان کو کوئی اتنی نرمی سے بات کرتے ہوئے دیکھ لیتا تو یقیناً صدمے سے بیہوش ہو جاتا۔

دی شاہ ریز خان، گرل الرجک کسی لڑکی سے اتنی نرمی سے بات کر رہا ہے۔

شیر و جاؤ فوراً ان سیڑھیوں کو بند کراؤ۔ اس نے نایرہ کے ڈرے ہوئے چہرے کو دیکھ کر حکم صادر کیا۔

اوکے سر۔۔

لو ہو گی بند اب چلو جاؤ اوپر۔

وہ دو قدم آگے بڑھی۔ پھر رک گئی۔

پرنس یہ لو آپ نے مجھے ان بیڈ بوائز سے بچایا اس کے لئے۔۔

نایرہ نے اپنے بیگ سے ایک چو کلیٹ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔

جسے شاہ ریز نے فوراً تھام لیا۔

شیر و حیران و پریشان ہو کر کبھی اپنے سر کو دیکھتا اور کبھی اس چھوٹی سی لڑکی کو جس سے اس کے سر اتنے پولائیٹ ہو کر بات کر رہے تھے۔ اور تو اور اس کے لئے ان الکڑانک سیڑھیوں کو بھی بند کر دیا۔۔

She is mine.۔

لٹل پرنسیز اب سے آپ میری ہیں اور میں آپ کو بہت جلد اپنی پاس لے آؤں گا۔ وہ نایرہ کو اوپر جاتے ہوئے دیکھ کر وہ خود سے بڑبڑایا۔

شیر وو۔۔

یس سر۔۔

مجھے لٹل گرل کے بارے میں پوری انفارمیشن چاہیے۔

اے ٹو زیڈ۔ گوٹ اٹ۔

اوکے سر۔



نایرہ جیسے ہی اوپر آئی انشاء کو ایک شاپ سے نکلتے ہوئے دیکھ کر دوڑ کر اس کے پاس پہنچی اور اس سے لپٹ گئی۔

ہنی میری جان کیا ہوا۔

وہ دیدو۔ مجھے وہ بیڈ بوائز پریشان کر رہے تھے۔

کون پریشان کر رہا تھا آپ کو۔ اور آپ ٹھ۔۔ ٹھیک تو ہونہ میری جان۔

ایس دیدو میں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کو پتا ہے۔ پرنس نے ان کی خوب پٹائی کی اور ان کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ وہ پرنس بہت اچھے تھے۔

نایرہ نے مسلسل چمکتے ہوئے اسے پوری باتیں بتادیں۔

انشاء الجھ کر رہ گئی۔

پہلے تو اگر وہ غلطی سے بھی نایرہ کو اگر ایک منٹ کے لئے بھی اکیلے چھوڑ دیتی تھی۔ تو

وہ واپسی میں اسے روتے ہوئے ملتی تھی۔ اور پورا ایک گھنٹہ اسے چپ کرانے میں

لگ جاتا تھا۔

آج وہ اسے روپی ہوئی نہیں ملی تھی بلکہ وہ مسلسل اپنی باتوں میں کسی پرنس شاید کسی لڑکے کا ذکر بھی کر رہی تھی۔

یہ بات انشاء کے لئے حیران کن تھی۔



ساحل جو شاہ ریز کے کسی کام سے آفس سے باہر گیا تھا۔

آفس میں آیا تو دیکھا کہ گل کسی میل کو لیگ سے مسلسل خوش گپیوں میں مصروف تھی یہ دیکھ کر وہ تن فن کرتا وہ اس کے پاس آیا۔

واہ وا۔۔۔ بہت اچھے۔ وہ تالی بجاتے ہوئے تیز آواز میں بولا۔

گل نے چونک کر سر اٹھا کے دیکھا تو ساحل متممے ہوئے سرخ چہرے لیے کھڑا تھا۔

دوسرے سے بات کرتے ہوئے تمہارے منہ سے بڑے پھول جھڑتے ہیں۔ اور مجھ

سے بات کرتے ہوئے تو انگارے چبا یے ہوئے ہوتی ہو۔ وہ سر دلچے میں بولا۔

گل بیچاری حیران اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ کیوں کہ پہلے کبھی اس نے ساحل کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ اور وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

خیر سمجھ تو ساحل کو بھی نہیں آ رہا تھا۔ کہ وہ کیوں اس پر اتنا غصہ ہو رہا ہے۔ اسے اپنے دل کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

اوے زرافے میں چاہے جس سے بات کروں تمہیں اس سے فرق نہیں پڑنا چاہیے وہ بھی تیز آواز میں بولی۔

گل مجھے غصہ مت دلاؤ۔ تم آج کے بعد ایسے کسی سے بات نہیں کرو گی تو مطلب نہیں کرو گی۔ وہ تیز آواز میں دھاڑا۔

گل کو اس کی لہو رنگ آنکھوں سے بے پناہ خوف محسوس ہوا۔

ٹ۔۔ ٹھیک ہے وہ اٹکتے ہوئے بولی۔

ہم گڈ۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے اپنے غصے کو کم کرنے لگا۔

وہ سمجھ نہیں پارہا تھا کہ اس لڑکے سے گل کا مسکرا کر بات کرنا اسے کیوں اچھا نہیں لگا

-

ادھر گل مسلسل اسے کوستے ہوئے دل ہی دل میں اس سے بدلہ لینے کی پلاننگ کر رہی تھی۔



آج انشاء کی ایس آر کے گروپ آف کمپنی کے ساتھ میٹنگ تھی۔

شاہ ریز خان کو آبی اینڈ این کمپنی کے پروجیکٹ اور پلان کافی پسند آئے تھے۔

تھوڑی سی فرمالٹیز کے بعد دونوں کمپنیز کی پائٹرنشپ ہو گئی۔

کانگریز و لیش۔ مس انشاء آج ہماری کمپنی ساتھ میں کام کریگی۔

آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو۔ مسٹر ایس آر کے۔

اوکے اب میں چلتی ہوں۔

ہمم اوکے۔

انشاء کے جانے کے بعد شاہ ریز خان زمان کی طرف متوجہ ہوا۔

ہمم۔ زمان میں نے نوٹس کیا کہ تم میٹنگ کے دوران مجھ سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہے تھے۔

بولو کیا بات ہے۔

سر میں آپ کو اس لڑکی کے بارے میں بتانا چاہ رہا تھا۔

زمان آج سے انہیں لڑکی کہہ کر نہیں میم کہہ کر بلاؤ گے آئی سمجھ۔ وہ اسے وارن کرتے ہوئے بولا۔

اوکے سس سر۔

اب بولو۔۔

سر۔ مس انشاء میر جن کے ساتھ آپ کی میٹنگ تھی

میم ان کی بہن ہیں۔ سگی بہن تو نہیں ہیں لیکن مس انشاء میر نے انہیں سگوں سے زیادہ محبت دی ہے۔

مس انشاء میر جب سولہ کی تھی اور میم کی عمر دس کی تھی۔ انہوں نے میم کو ان کی مامی سے بچایا تھا۔ جس نے میم کا ایک کوٹھے پر سودا کر دیا تھا۔

سودے کی بات سن کر شاہ ریز کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی۔

مس انشاء نے میم کو ان کے چنگل سے بچایا۔

تب سے میم ان کے پاس رہتی ہیں۔

ہم اب تم جاؤ۔

انشاء جو اپنی کار کی چابی شاہ ریز کے آفس میں ہی بھول گئی تھی۔ جسے لینے کے لئے وہ پارکنگ ایریا سے جلدی جلدی جا رہی تھی کہ وہ اندر داخل ہوتے عرشان خان سے بری طرح سے ٹکرا گئی۔

گرنے سے بچنے کے لئے وہ فوری طور پر عرشان خان کے شرٹ کے کالر کو تھام گئی۔

یہ جو بار بار آپ ہم سے ٹکراتے ہو۔

کیا یہ پیار ہے جو ہم پہ لوٹاتے ہو۔۔

عرشمان خان نے گرنے گرنے سے بچانے کے لیے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر  
نزدیک کرتے ہوئے شوخ آواز میں نہ جانے کس شعر کا بیڑا غرک کرتے ہوئے  
گنگنایا۔

جس کا چہرہ اس کو دن رات چین نہیں لینے دیتا تھا اسے سامنے پا کر ایک دم کھل اٹھا۔  
بیہودہ انسان چھوڑ مجھے وہ اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش  
کرتے ہوئے دھاڑی۔

ڈی ایس پی عرشمان خان کی گرفت سے آزاد ہونا اتنا بھی آسان نہیں ہے مائے ڈیر  
فیوچر وائف۔ وہ ایک آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔

وااٹ۔۔۔ وائف۔۔۔ ٹکے کے آفیسر تمہارا دماغ تو اپنی جگہ پر ہے یا نہیں۔ جو  
یوں بکواس کیے جا رہے ہو۔

اس کی بات پر وہ بھناتے ہوئے بولی۔

ڈارلنگ میرا دل اپنی جگہ پر کیسے ہو سکتا ہے اسے تو تمہاری نشیلی آنکھوں نے چرا لیا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں میرے دلبر میں آپ پر کون سی دفع عائد کروں۔ وہ شوخ لہجے میں بولا جو انشاء کو آگ لگا گیا۔

یو۔۔۔ پہلے تو تم صرف ٹکے کے آفیسر ہی تھے اب ٹھہر کی بھی نکلے۔ دفعہ ہو جاؤ میرے سامنے سے بیہودہ انسان نہیں تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔

مجھے نفرت ہے اس دنیا کے ہر مرد سے بے انتہا اور بے حد جس کی کوئی حد نہیں۔ وہ آنکھوں میں بے پناہ کرب اور نفرت لئے چلائی۔

جب درد حد سے بڑھ جائے تو نفرت حدوں کو توڑ کر بے حد ہو جاتی ہے۔

آج اس کے چیخنے چلانے اور نفرت کے اظہار پر پتا نہیں کیوں عر شمان خان کو غصہ نہیں آرہا تھا۔



انا کہتی ہے چھوڑ دے اسے۔

عشق کہتا ہے اس پہ سب قرباں

جب سے اس کو اپنے دل کا حال پتہ چلا تھا تب سے وہ اس کو بری نہیں لگ رہی تھی۔

عشق کرنے کا ارادہ ہر گز نہ تھا۔

بخدا ہو گیا دیکھتے دیکھتے۔

اسے خود بھی پتا نہ چلا دو تین ملاقات میں اسے کیسے اس لڑکی سے اتنی زیادہ محبت ہو گئی۔

کسی کی اونچی آواز نہ سننے والا کیسے اس کی کڑوی کسلی باتیں سن لیں۔

انشاء دو تین دن سے کافی پریشان تھی کیوں کہ جہاں داد نے تین دن پہلے اسے بتایا تھا کہ جب بھی وہ نایرہ کو کالج لے کر جاتا ہے یا لے کر واپس آتا ہے تو کوئی انہیں مسلسل فالو کرتا ہے ایسے لگتا ہے ہماری روٹین چیک کر رہا ہے۔

کہ میں کب نایرہ بی بی کو کالج لے کر جاتا ہوں اور کب انہیں کالج سے واپس لاتا ہوں۔

جہاں داد کی بات سن کر وہ کافی پریشان ہو گئی تھی۔

اگر اس دنیا میں اسے کسی بات سے ڈر لگتا تھا تو وہ تھا نا پیرہ کو کھونے کا ڈر۔

جہاں داد تم ایک کام کرو سی سی ٹی وی سے اس گاڑی کے نمبر کی فوٹیج نکلو اگر اس کی انفارمیشن نکالو اور پتہ کرو کہ کون ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔

او کے میم۔۔

تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

جہاں داد اب تم جاؤ اور جو میں نے کہا ہے وہ کام آج ہی ہو جانا چاہئے۔

او کے میم۔

اس کے جاتے ہی اس نے یس کر کے موبائل کان سے لگا۔

ہاں بولو کچھ پتا چلا اس کے بارے میں۔

میم جس کے بارے میں آپ نے پتا کرنے کو کہا تھا وہ کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ وہ

ای۔۔

میں نے تعریفوں کے پل باندھنے کو نہیں کہا ہے۔ جو پوچھا ہے وہ بتاؤ وہ غصے میں پھنکاری۔

ج۔۔ج۔۔جی میم۔

وہ ریپ، ڈرگ اسمگلنگ اور لڑکیوں کی اسمگلنگ جیسے گھٹیا کاموں میں ملوث ہے۔ یہ سب تو مجھے بھی پتا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ وہ پاکستان کب آ رہا ہے۔

میم اس بارے میں ابھی پتا نہیں چل سکا ہے کیوں کہ وہ زیادہ تر اپنی اصلی شناخت کو چھپا کر رکھتا ہے۔ ہاں اتنا معلوم کیا ہے کہ اب کی بار پولیس بھی بڑے زور و شور سے تلاش کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ اور یہ انفارمیشن بھی میں نے پولیس اسٹیشن سے اپنے ایک خاص بندے سے پتا کر لی ہے۔

اب کی بار جو نیا ڈی ایس پی آیا ہے وہ کافی ایماندار آفیسر ہے اس کے لئے اس کی وردی ہی اس کا سب کچھ ہے۔ جس کے لئے وہ حد سے زیادہ جنونی ہے۔

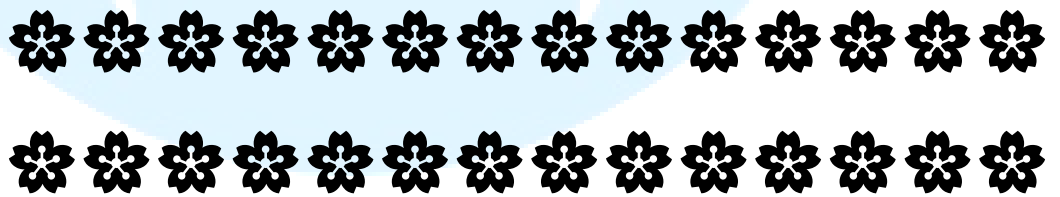
ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ انشاء نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

یہ پولس والے کسی کے سگے نہیں ہوتے ہیں یہ بس اپنا فائدہ دیکھتے ہیں۔ وہ نہایت ہی تلخ لہجے میں بولی۔

میم وہ فائل بھی اس ڈی ایس پی عرثمان خان کے پاس ہے جس میں اس بندے کی ساری ڈیٹیلز موجود ہیں۔

ڈی ایس پی عرثمان خان کے نام پر انشاء ایک دم سے چونکی۔ اچانک اسے کچھ دن پہلے کا منظر پوری جزئیات کے ساتھ یاد آیا جب وہ نایرہ کے کالج جاتے ہوئے ٹکارا پی تھی۔ تو سر سری سی نظر اس کے نیم پلیٹ پر پڑی تھی۔

تم کسی بھی طرح سے اس فائل سے انفارمیشن نکالنے کی کوشش کرو۔ اوکے۔  
اوکے میم۔



گل جب گھر آئی تو غصے سے بھری ہوئی تھی۔

سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو یہ زرافہ۔

آج کے بعد تم ایسے کسی سے بات نہیں کرو گی۔ ہونہ  
وہ ساحل کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔

ڈانٹ تو ایسے رہا تھا جیسے میرا ابا ہو۔

جب سے وہ آئی تھی مسلسل بڑبڑایے جا رہی تھی۔

ارے گل یہ تم اتنے غصے میں کیوں ہو؟

رومیہ بیگم اس کے پاس آتے ہوئے بولیں۔

ارے رومی آپ کو نہیں پتہ اس زرافے نے میرے ساتھ کتنی بد تمیزی کی ہے۔ کسی  
سے ہنس کر بات کیا کر لی یہ ساحل جاہل مجھ پر تو روب ہی جھاڑنے لگا۔

ارے ہوا کیا ہے؟ آپ بتائیں گی تبھی تو مجھے معلوم ہو گا نا۔

اور کیا پھر کیا تھا محترمہ گل صاحبہ نے ایک کی چار لگا کر انہیں پوری بات بتائی۔

یہ تو غلط بات ہے ساحل کو ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔

انہوں نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ جو بات گل نہیں سمجھ پارہی تھی۔ انہیں اچھی طرح سے سمجھ آگئی تھی کہ ساحل صاحب گل کو پسند کرنے لگے ہیں تبھی وہ اس لڑکے سے جیلس ہو رہے تھے۔

آنے دواسے اس کی طبیعت تو میں تو میں صاف کروں گی۔ انہوں نے متبسم لہجے میں کہا۔

اور گل ساحل کی شکایتیں لگانے کے بعد مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔



عرشمان جیسے ہی شاہ ریز کے آفس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ چیئر سے پشت ٹکائے نہ جانے کس کے خیال میں گم مسلسل مسکرا رہے جا رہا تھا۔

کیا بات ہے بڑی کس کے خیالوں میں گم ہو جو میرے آنے کا بھی نوٹس نہیں لیا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔

ارے جگر کیسا ہے تو۔ وہ اس سے گلے ملتے ہوئے بولا۔  
میں تو ٹھیک ہوں۔ مجھے کیا ہونا ہے۔ وہ اپنی پرکشش مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔  
یہ تم اکیلے اکیلے مسکرا رہے ہو۔  
کچھ تو ہے جسے ہم چھپا رہے ہو۔  
عرشان نے شوخ لہجے میں گنگنایا۔  
ارے جگر تیرے یار کو عشق ہو گیا ہے عشق۔ وہ ہنوز مسکراتے ہوئے بولا۔  
وااٹ۔۔۔ خان میرے یار تم ٹھیک تو ہونہ۔  
یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو تم۔  
ارے تو اتنا حیران کیوں ہو رہا ہے جگر۔؟  
خان تو مزاق تو نہیں کر رہا نا۔  
عرش تجھے لگتا ہے کہ میں اتنی بڑی بات مزاق میں کروں گا ہم۔۔  
وہ اپنے اجلی سرد آواز میں بولا۔

انفنف بڈی مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا ہے کہ تجھے محبت ہوگئی ہے۔

اب کیا ارادہ ہے؟

عرش میں نے تجھ سے کہا تھا نا کہ مجھے جب بھی محبت ہوئی تو میں کسی عارضی رشتے کا سہارا نہیں لوں گا۔ سیدھے نکاح جیسا پاک رشتہ بناؤں گا۔

تو کیا تم نکاح کرنے والے ہو۔

جی ہاں اور کل ہی میں اس کی شروعات کرنے والا ہوں اس کے گھر رشتہ بھیج کر۔

یار کون ہے وہ خوش نصیب جسے میرے یار نے چنا ہے؟

جگر خوش نصیب وہ نہیں تیرا بھائی ہے جسے اس جیسی لڑکی سے عشق ہوا ہے۔

عرش کین یو امیجنگ۔

مجھے محبت ہوگئی ہے وہ بھی پہلی نظر میں۔

وہ کھوے کھوے لہجے میں بولا۔

بڈی میں تیرے لئے بہت خوش ہوں۔



او کے بڑی میں چلتا ہوں۔ وہ اس سے گلے ملتا ہوا واپس جانے لگا۔  
ویسے خان تو اکیلے ہی جائے گا کیا رشتے کی بات کرنے ہم۔ لڑکی والے دروازے سے  
ہی لوٹا دیں گے۔ وہ شرارت سے آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔  
کیا تمہیں لگتا ہے کہ کوئی دی ایس آر کے کو منع کر سکتا ہے۔  
وہ اپنی پرکشش گرے آنکھوں میں چمک لئے مسکرا کر بولا۔  
عرش نے دل ہی دل میں اس کے خوب روچہرے کی مسکراہٹ قائم رہنے کی دعا کی۔  
عرش کل تیار رہنا تو بھی چل رہا ہے میرے ساتھ۔  
نہیں خان میں نہیں جاسکوں گا۔ آج کل میں ایک بہت ہی اہم کیس پر کام کر رہا ہوں  
-  
او کے۔ بات تیری ڈیوٹی کی ہے اس لیے جانے دے رہا ہوں۔  
ورناتو جانتا ہے کہ تیرے بن میری ہر خوشی ادھوری ہے۔  
وہ اپنے لہجے میں بے پناہ محبت لئے بولا۔

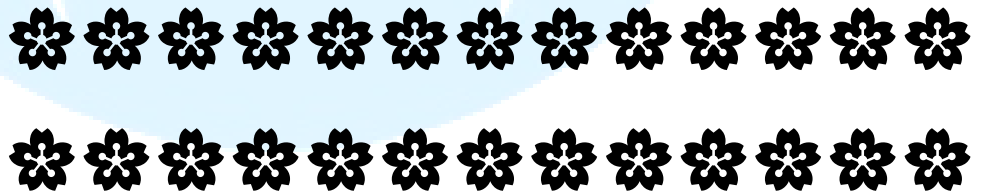
تھینکس بڈی۔

ویسے دی جان کو تو نے یہ بات بتائی ہے کیا وہ بھی جا رہی ہیں۔ یا تو اب بھی ان سے۔۔  
آفکورس وہ بھی جائیں گی۔ کیا میں اپنے بڑوں کے بغیر کوئی خوشی مناسکتا ہوں۔ وہ  
سوالیہ انداز میں بولا۔

لیس یو آر رائٹ۔۔

عرش بہت زیادہ خوش تھا کہ اب اس کے یار کی زندگی میں بھی خوشیاں دستک دینے  
والی ہیں۔

نیہیں تو تین سال پہلے ہوئے حادثے کی وجہ سے وہ ایک روبوٹ بن کر رہ گیا تھا جس  
کی زندگی میں صرف کام اور کام کرنا ہی تھا۔



جب سے جنت و لا میں شاہ ریز نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ اس  
نے لڑکی بھی پسند کر لی ہے کل ان کے گھر رشتہ لے کر جانا ہے۔

تب سے پورے گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

سب سے زیادہ تو گل خوش تھی۔ وہ چہکتی پھر رہی تھی

کہ اس کے بھائی کی شادی ہے تو وہ بہت سارے ڈریسز لے گی اور اپنی ساری فرینڈز کو بھی انوائٹ کرے گی۔

دی جان آج بہت خوش ہوئیں تھیں کہ ان کا لاڈلہ پوتا اب اپنے ماضی کو بھول کر آگے بڑھ رہا ہے۔

ماضی

تیمور خان اور جنت بیگم کو بیٹی کا بڑا ارمان تھا لیکن جو اللہ منظور۔

تین بیٹوں کے بعد ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

تو انہوں نے یتیم خانے سے ایک بچی کو گود لے لیا۔

اس کا نام انہوں نے ذنیرہ رکھا۔

سب گھر والے اسے بہت زیادہ پیار کرتے تھے تینوں بھائیوں کی اس میں جان بستی تھی۔

باہر کا کوئی انہیں دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ اس گھر کا خون نہیں ہے۔  
دیکھتے ہی دیکھتے سارے بچے بڑے ہو گئے۔

تیمور خان نے اپنے سبھی بچوں کی شادیاں کر دیں۔  
اور ذنیرہ کی شادی انہوں نے اپنے جگری دوست کے بیٹے سے کراپی تھی۔  
جن کو اللہ نے ایک بیٹی سے نوازا۔  
جس کا نام فضا رکھا۔

فضا اپنے ماں باپ سے زیادہ تیمور صاحب اور جنت بیگم کے پاس رہتی تھی۔  
ایک دن ذنیرہ بیگم اپنے ہسپینڈ کے ساتھ کسی پارٹی میں  
گئی تھیں تو واپسی پر ان کا بہت بڑا ایکسڈنٹ ہو گیا۔  
ان کے ہسپینڈ تو وہیں پر انتقال کر گئے۔

ذونیرہ بیگم کو ہاسپٹل لایا گیا۔

جنت ولاجب خبر پہونچی تو سبھی دوڑے چلے آئے۔

ڈاکٹر نے ان کی حالت کافی کر ٹکل بتائی۔

کافی جدوجہد کے بعد انہیں ہوش آیا لیکن ان کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا۔

وہ بار بار ایک ہی ضد کیے جا رہی تھیں کہ ان کو اپنی فیملی سے ملنا ہے ان کے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

ناچار ڈاکٹر کو ان کی بات ماننی پڑی۔

اور ان سے ملنے کی اجازت دے دی۔

انہیں اس حالت میں دیکھ کر سبھی کا دل کٹ کر رہ گیا۔

ب۔ با۔ با۔ جان۔ میرے۔۔ پ پاس زیادہ۔۔ و وقت نہیں ہے۔

آپ نے مجھے ہر وہ چیز دی جو میں نے چاہی۔۔

ہی ہے۔ بس ایک اور۔ خواہ ہش پوری۔ ک ردیں۔

میں۔۔۔ چاہتی ہوں ک۔۔ کہ میری فضا اس گھر کی بہو بنے۔

جس گھر سے مجھے ا۔ اتنا پیار ملا۔ مم۔ میری بیٹی کو بھی ملے۔ آپ وعدہ کریں کہ آپ میری بیٹی کو شاہ ریز کی۔ د۔ دلہن بنائیں گے۔

تبھی ولی خان ان کی طرف آئے۔

ذوئی تم پریشان مت ہو میرے شاہ کی دلہن فضا ہی بنے گی۔ یہ تم سے تمہارے بھائی کا وعدہ ہے۔

ان کی بات پر سبھی گھر والوں نے تاییدی انداز میں سر ہلایا۔

ان کی بات پر ان کے ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی اور انہوں نے ہمیشہ کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

دھیرے دھیرے بچے بڑے ہوتے گئے لیکن گھر والوں نے فضا اور شاہ ریز کے رشتے کے بارے میں بچوں کو کچھ نہیں بتایا تا کہ ان کے ذہنوں پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔

شاہ ریز جب اپنی اسٹڈی کمپلیٹ کر کے پاکستان واپس آیا۔

تو تیمور صاحب نے گھر والوں کو فیصلہ سنایا کہ اب ذنیرہ سے کیا وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔

اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ شاہ ریز اور فضا کی شادی کرادیں۔

سبھی گھر والے اس بات سے متفق تھے لیکن شاہ ریز کو یہ بات جیسے ہی پتہ چلی وہ آپے سے باہر ہو گیا۔

اسے فضا سے اپنا رشتہ بالکل پسند نہیں آیا۔

اس نے گھر والوں کو صاف منع کر دیا۔

لیکن دی جان کی منت سماجت اور قسم دینے پر وہ اس رشتے کے لئے تیار ہو گیا۔

فضا گھر والوں کے لاڈ پیار سے کافی بگڑ گئی تھی بن ماں باپ کے ہونے کی وجہ سے اسے کوئی روک ٹوک نہیں کرتا تھا۔

شاہ ریز کو فضا کے بے جاسد اور آزاد خیالات سے کافی چڑ تھی۔

اور فضا کو شاہ ریز خان کی سنجیدہ طبیعت پسند نہیں

لیکن گھر والوں کے نظر میں اچھا بننے کے لیے اس نے اس رشتے سے انکار نہیں کیا۔



آج شاہ ریز اور فضا کا نکاح تھا سبھی گھر والے اس کی تیاری میں مصروف تھے۔

شاہ ریز کو اس سب سے کافی الجھن ہو رہی تھی۔

وہ لاکھ ڈھونڈنے کے بعد بھی اپنے دل میں فضا کے لئے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ نہیں ڈھونڈ پا رہا تھا۔

آج شاہ ریز خان اور فضا کا نکاح تھا سبھی گھر والے اس کی تیاری میں مصروف تھے۔

شاہ ریز کو اس سب سے کافی اکتاہٹ ہو رہی تھی۔

اوپر سے عریشان، ساحل اور گل اپنی بے سری آواز میں گانے گا گا کر مسلسل اسے تنگ کر رہے تھے۔

اور آج کے دن ان پر شاہ ریز کا رعب اور غصہ بھی کام نہیں کر رہا تھا۔

گل مسلسل اپنی پھٹی ہوئی آواز (ساحل کے خیال سے) میں گارہی تھی۔



آج میرے بھیا کی شادی ہے۔

آج میرے بھیا کی شادی ہے۔

تبھی عریشان نے بھی تان چھڑی۔

آج میرے یار کی شادی ہے۔

اوو آج میرے یار کی شادی ہے۔۔

بھلا ساحل کیوں پیچھے رہتا وہ بھی بیچ میں کود پڑا۔

چھوٹے چھوٹے بھائیوں کے بڑے بھئی۔

آج بنیں گے کسی کے سیاں۔۔۔

ساحل۔۔۔ لال لال۔۔۔

بس شاہ ریز کے برداشت کی مدت یہیں تک تھی۔

وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ اندر داخل ہوتی مدیحہ بیگم دہل کے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ گئیں

-

کیا ہوا خان آپ اتنے غصے میں کیوں ہو۔۔

مام ان سے بولیں کہ ایک منٹ کے اندر میرے روم سے اپنی شکل گم کریں نہیں تو مجھے ایک پل بھی نہیں لگے گا ان کی شکلیں بگاڑنے میں۔

وہ غصے سے دانت پیستے ہوئے بولا۔

بیٹا آج تو غصہ نہ کرو آج تمہاری شادی ہے۔

انہوں نے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اسی بات کا تورو نا ہے وہ ہلکی آواز میں بولا۔

اچھا چلو بچو اب تم لوگ اسے تیار ہونے دو۔

بڑی مام برو کوئی دلہن ہیں کیا جو انہیں تیار ہونے میں وقت لگے گا۔ وہ تو یوں تیار ہو جائیگی۔۔۔

ساحل شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔

تیار ہونے میں وقت تو ہماری فضا آپ لیٹگی تاکہ وہ برو کے دل پر بجلیاں گرا سکیں۔

وہ آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔

سبھی کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ دیکھ کر اسے اور زیادہ غصہ آنے لگا۔

مام انہیں بولیں روم سے باہر جائیں وہ ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ٹھنڈے لہجے بولا۔

غصے سے اس کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی تھیں۔

ایک تو یہ تھوپی ہوئی شادی اور اوپر سے ان کے یہ چھیڑ چھاڑ جو شاہ ریز کو مزید غصہ دلارہے تھے۔

چلو بچوں مہمان بھی آنے والے ہوں گے ان کا ویکم کرنے کے لئے بھی تو کوئی ہونا چاہئے۔

وہ شاہ ریز کا غصہ دیکھتے ہوئے انہیں باہر لے گئیں۔

یار مام یہ فضا آپ بھی کافی عجیب ہیں میں کتنی بار ان کے روم کے باہر سے آواز دی لیکن وہ روم ہی نہیں کھولتی ہیں۔ سترہ سالہ گل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

بیٹا وہ تیار ہو رہی ہوگی۔ وہ میک اپ آرٹسٹ ہے خود تیار ہو رہی ہے ٹائم تو لگے گا نہ۔  
ہمم۔۔

\*\*\*\*\*★\*\*\*\*\*

\*\*\*

سارے مہمان اور قاضی صاحب آچکے تھے۔ بس دلہن کا انتظار کیا جا رہا تھا۔  
بڑی بہو جاؤ دیکھو فضا تیار ہو گئی ہے تو اسے لے آؤ۔  
ٹھیک ہے ماں جی۔

وہ فضا کے باہر کھڑی مسلسل دستک دے رہی تھیں لیکن نہ دروازہ کھل رہا تھا اور نہ  
اندر سے کوئی آواز آرہی تھی ان کا دل انجانے خدشات سے لرزنے لگا۔  
تبھی عرشان اندر کی طرف آتا دکھائی دیا۔

بیٹا میں کب سے دروازہ کھول رہی ہوں لیکن فضا نہ ہی دروازہ کھول رہی ہے اور نہ کچھ  
بول رہی ہے۔

آپ ہٹیں میں دیکھتا ہوں۔۔

عرشمان نے روم کی ڈپلیکٹ چابی لے کر دروازہ کھول دیا۔

لیکن اندر جا کر انہیں کافی زور کا جھٹکا لگا کیوں اندر

فضا کیا اس کا تو کوئی نام و نشان تک نہیں تھا۔

عرشمان حیران سا چلتا ہوا کھڑکی کے پاس آیا جو کھلی ہوئی تھی۔

کھڑکی کے نیچے سیڑھی رکھی تھی اسے سمجھنے میں میں دیر نہ لگی۔

تبھی شاہ ریز کی موم کی نظر ٹیبل پر رکھے لیٹر پر پڑی۔

بھاگ کر گئیں اور لیٹر اٹھا کر پڑھنے لگیں۔

اسے پڑھتے ہی لیٹر ان کے سے چھوٹ کر نیچے گر گیا وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی تھیں کہ

عرشمان نے انہیں تھام لیا۔

بڑی مام کیا ہوا کیا لکھا ہے اس میں وہ لیٹر ان کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولا۔

ارے بھابھی کیا فضا ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔

بابا جان کب سے کہ رہے ہیں اس کو لانے کے لئے  
رومیہ بیگم بیگم بولتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔  
کیا ہوا آپ دونوں چپ کیوں ہیں اور فضا کہاں ہے۔  
وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولیں۔  
رومیہ تم سب کو یہاں بلا کر لاؤ۔ انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔  
وہ نا سمجھ تاثرات سے ان کو دیکھتے ہوئے باہر چلیں گیں۔  
کیا بات ہے بڑی بہو آپ نے سب کو یہاں کیوں بلایا ہے۔  
وہ کچھ نہیں بولیں اور چپ چاپ لیٹر ان کی طرف بڑھا دیا۔  
کیا ہے وہ اسے تھامتے ہوئے بولے۔

\*\*\*\*\*

پیارے نانو جان آپ نے اور سب گھر والوں نے مجھے بے تحاشہ پیار دیا ہے میرے مانگنے سے پہلے مجھے ہر چیز دی ہے۔ اور میں آپ سب کے پیار کی دل سے شکر گزار ہوں۔

لیکن شاہ ریز سے شادی کرنا یہ میرے لئے ناممکن ہے کیوں کہ اس جیسے سنجیدہ، روڈ اور بورٹاپ انسان سے میں شادی نہیں کر سکتی اس لئے میں یہاں سے جارہی ہوں۔ اور ہاں میں اپنے کلاس فیلو میں انٹریسٹڈ ہوں تو شادی بھی اسی سے کروں گی۔ اور میں جانتی ہوں آپ مجھے معاف کر دیں گے۔ جیسا کہ آپ مجھے ہمیشہ میری غلطیوں پر معاف کر دیتے تھے۔ ❀ آپ کی فضا۔

خط پڑھتے ہی وہ لڑکھڑا کر گر پڑے اور فوراً اپنے دل پر رکھ لیا۔

سب بھاگ کر ان کے پاس آئے۔

بابا۔۔ جان۔۔

بیک وقت سب ان کو پکارنے لگے۔

اس۔۔۔ن نے۔۔۔ ایسا کیوں کیا۔۔۔ سب کے سامنے۔۔۔ ہمیں۔۔۔ رسوا۔۔۔ کر دیا۔  
وہ مسلسل دل میں ہوتے درد کو دباتے کراہتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولے۔

باباجان آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

کک کچھ ٹھیک۔۔۔ن۔۔۔ نہیں ہو گا اب ہم شاہ ریز کا سامنا کیسے کریں گے۔۔۔  
ہماری ضد پر وہ اس شادی۔۔۔ کے۔۔۔ لیے مانا تھا۔۔۔

تبھی سب کو اس کا خیال آیا۔

شاہ ریز جو سب کو اس طرح سے اٹھ کر اندر آتے دیکھ کر آیا تھا اس نے لیٹر میں لکھے  
ہر لفظ کو سنا تھا جب داداجان پڑھ رہے تھے۔ اور وہ غصے سے مٹھیاں بھینچے سرخ  
چہرے کے ساتھ واپس چلا گیا اسے جاتے ہوئے کسی نہیں دیکھا سواے عرثمان کے

اس نے داداجان کو گرتے نہیں دیکھا تھا۔



شاہ ریز کو کیسے بتائیں اس بارے میں دی جان نے پریشان کن لہجے میں کہا۔  
اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہوگی کیوں کہ وہ سب سن چکا ہے اور کافی غصے میں لگ  
رہا تھا۔

اس کی بات سن کر سب کے چہرے پر پریشانی چھا گئی۔  
کیوں کہ اس گھر میں سب سے زیادہ غصہ شاہ ریز کو آتا تھا۔  
ع۔۔۔ عر۔۔۔ ش۔۔۔ م۔۔۔ ان۔۔۔ ت۔۔۔ تم اس۔۔۔ ے بلاؤ۔۔۔ ہ۔۔۔ ما۔۔۔ ر۔۔۔  
دادا جان کیا ہوا۔ آپ کو آپ کیا کہ رہے تھے۔  
عرش ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے روہان سے لہجے میں بولا۔  
سب کا دل کسی انہونی کے خیال سے لرز گیا۔  
تیمور صاحب بات کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے تھے۔  
عرش تم گاڑی نکالو ہمیں بابا جان کو ہاسپٹل لے جانا ہے  
جلدی کرو جو اد صاحب اپنے آپ کو مضبوط کرتے ہوئے بولے۔

ہر کوئی تیمور صاحب کی حالت دیکھ کر ہڑبڑایا ہوا تھا۔

بھائی صاحب آپ اور بھابی مہمانوں کو سنبھالیں ہم باباجان کو ہاسپٹل لے کر جاتے ہیں۔

آپ بعد میں آجائیگا۔

ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ۔ ہم جلد آجائیں گے۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے باباجان کو۔

دیکھیں خان صاحب انہیں ہارٹ اٹیک آیا ہے۔ اور ان کی حالت کافی کڑکل ہے

ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

آپ ان کے لئے دعا کریں۔

شاہ ریز کافی غصے میں اپنے فارم ہاؤس آیا تھا۔ اور جب سے آیا تھا مسلسل سگریٹ نوشی کر رہا تھا۔

اس کا غصہ کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

اسے فضا سے شادی نہ ہونے کا کوئی غصہ نہیں تھا۔

اسے تو غصہ اس بات پر آرہا تھا۔ اس لڑکی کی وجہ سے اس کے گھر والوں کی کتنی بے عزتی ہوئی۔

اگر اسے شادی نہی کرنی تھی تو پہلے بتا دیتی۔ ویسے بھی اس کے گھر والے اس کی ہر بات کو سر آنکھوں پر رکھتے تھے۔

تبھی اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

ہیلو۔ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

ہ۔۔ ہیلو خان دادا جان ہاسپٹل میں ہیں تو جلدی آجا۔

واٹ۔۔ داجی ہاسپٹل میں ہیں۔

میں ابھی آرہا ہوں۔

وہ فورن باہر کی طرف بڑھا۔

سب لوگ مسلسل دعاؤں میں مصروف تھے۔ دی جان کا تو رورو کر برا حال تھا۔  
ڈاکٹر کو بی مثبت جواب نہیں دے رہے تھے۔

تبھی ولی خان کی جواد صاحب کے موبائل پر کال آنے لگی۔

جواد بابا جان کی طبیعت کیسی ہے اور ڈاکٹر نے کیا کہا۔

ہم لوگ گھر سے نکل گئے ہیں بس آرہے ہیں۔

بھائی ابھی ڈاکٹر کو ی خاطر خواہ جواب نہیں دے رہے۔

ڈاکٹر کا کہ۔۔۔

تبھی ڈاکٹر دروازہ کھول کر باہر آئے۔

آئی ایم سوری خان صاحب ہم آپ کے والد کو نہیں بچا پائے۔

ہی از نو مور۔

ان کی بات کال پر سنتے ولی خان پر بجلی بن کر گری

ان کا اسٹیرنگ پر رکھا ہاتھ کپکپایا جس سے ان کی گاڑی ان بیلینس ہوئی اور سامنے سے آتے تیز رفتار ٹرک سے ٹکرا گئی۔

اور موقع واردات پر ہی ولی خان اور ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔

شاہ ریز خان جب ہاسپٹل پہونچا تو اسے زندگی کی سب سے بھیانک خبر ملی۔

کہ اس کے دادا جان اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

اس کے سر سے شفقت کا سایہ چھین لیا۔

اس سے اس کی جنت چھن گئی۔

اس کا دل دھاڑے مار کر رونے لگا۔

لیکن وہ کیسے رو سکتا تھا وہ تو مرد تھا نہ۔

گل اپنے ماں باپ کی لاش کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئی۔

اور تب سے وہ ہوش میں نہیں آرہی تھی۔

دی جان نے آج اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ اپنے جوان بیٹے اور بہو کو بھی کھو دیا۔

کل تک ہنستا کھکھلاتا جنت ولا آج غم کا گہوارہ بن گیا تھا۔  
آج ان تینوں کو اس دنیا سے گئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔  
گھر کے ہر فرد پر ایک گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔  
سبھی گھر والے ڈانگ ٹیبل پر موجود تھے لیکن کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا۔  
شاہ ریز سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔  
میں کل کراچی جا رہا ہوں۔  
کیوں بیٹا کیا کوئی کام ہے آپ کو۔  
نہیں چھوٹے پاپا کام کے لئے نہیں میں ہمیشہ کے لیے وہاں جا رہا ہوں۔  
اب سے وہاں کی برانچ میں سنبھالوں گا۔  
خان آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں بیٹا؟  
میں سہی کہ رہا ہوں دی جان اب میں یہاں نہیں رہ سکتا۔  
وہ سنجیدہ آواز میں بولا۔

خان آپ مت جاؤ بیٹا اب ہم کسی کو کھو نہیں سکتے۔

آپ ہماری بھی بات نہیں مانیں گے

دی جان پہلے بھی تو مانی تھی۔ پھر کیا ہوا نتیجہ تو آپ نے دیکھ ہی لیا وہ سرد آواز میں بول کر اٹھ گیا۔

اور سب کے لاکھ سمجھانے اور گل کے منتوں اور رونے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا۔

اور کراچی آکر یہاں کی برانچ سنبھال لی اور ڈھائی سال اپنی محنت اور لگن سے اپنے بزنس کو آسمان کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

اس دوران جواد صاحب اور راحم صاحب نے کافی فورس کیا کہ وہ واپس آجائے لیکن وہ نہیں مانا۔

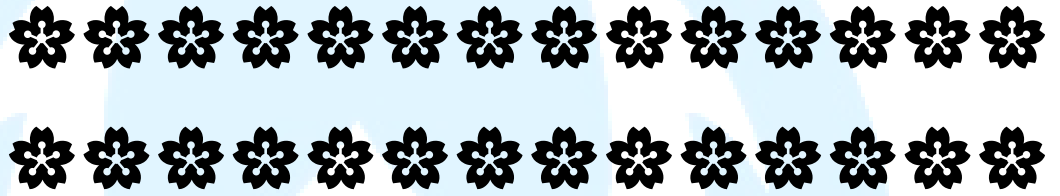
ہاں لیکن گل کے مسلسل رونے دھونے اور ایمو شنل بلیک میل کرنے پر وہ کراچی سے اسلام آباد شفٹ ہو گیا۔

لیکن پھر بھی ان تین سال میں جنت ولا کبھی نہیں گیا۔

وہ رہتا اسی شہر میں تھا لیکن گھر کبھی نہیں گیا۔

ہاں بزنس پارٹیز میں چھوٹے پاپا اور چاچو اکثر ملاقات ہو جاتی تھی۔

پھر ساحل اور گل بھی اس کی کمپنی میں آگئے۔



حال

انشاء میم آپ کے لئے ایس آر کے سر کی کال آبی تھی

وہ کہہ رہے تھے کہ وہ کل اپنی فیملی کے ساتھ آپ کے گھر آرہے ہیں۔

ان کی بات سن کر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ بتا نہیں رہے بلکہ آڈر دے رہے ہیں۔

روزی جو شاہ ریز کا اکھڑ لہجہ سن کر کافی چڑی تھی

انشاء کو ساری بات بتاتے ہوئے بولی۔



واٹ یہ مسٹر شاہ ریز خان میرے گھر کیوں آنا چاہ رہے ہیں وہ بھی اپنی فیملی کے ساتھ۔

انشاء حیران ہوتے ہوئے بولی۔

خیران کے آنے پر پتا چل ہی جائے گا۔ وہ اس بات کو دماغ سے جھٹکتے ہوئے بولی۔  
سبھی گھر والے انشاء کے گھر جانے کے لئے تیار کھڑے۔

گل بیٹا آپ ساحل کی گاڑی میں آجانا کیوں کہ میری گاڑی میں آپ کی دی جان ، چھوٹی ماما، رومی چاچی اور آپ کے راحم چاچو اور میں جارہے ہیں۔ اور شاہ ریز تو اپنی گاڑی میں آئیگا۔

واٹ میں اس زرافے کی صابودانی میں نونیو راپور۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

گل ناک چڑھا کر بولی۔

اوو مہارانی وکٹوریہ۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ تم میری پیاری گاڑی میں بیٹھو۔ کیوں تم جیسا باسی پھول اگر

میری گاڑی میں بیٹھے گی تو اس سے میری ہی گاڑی کی شان میں کمی آئے گی جو میں بالکل نہیں چاہتا۔

ساحل عرف زرافے تمہاری یہ۔۔

بیٹا اگر آپ دونوں اسی طرح لڑتے رہے تو ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ پھر پڑھتے رہنا ایک دوسرے کی شان میں قصیدے۔

جو اد صاحب نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں نہیں چھوٹے پاپا میں نہیں لڑ رہی وہ تو یہ۔

گل بیٹا آپ ہمارے ساتھ چلیں اور رومیہ تم ساحل کی گاڑی میں چلی جاؤ ساحل کی مام انکے جھگڑے کا نکالتے ہوئے کہا۔

عرشمان تو تھا نہیں نہیں تو کوئی اس کی گاڑی میں چلا جاتا۔



میر مینشن کے باہر دو گاڑیاں آکر رکتی ہیں جس میں سب لوگ نکل کر اندر داخل ہوتے ہیں۔

ایک گاڑی اور آتی ہے جس میں سے تین ملازمین نکلتے ہیں جنہوں نے خوبصورتی سے سجے ٹوکرے اٹھا رکھے تھے  
اسلام علیکم۔

انشاء جولاؤنج میں موجود تھی انہیں اندر آتا دیکھ سلام کرتی ہے اور انہیں بیٹھنے کا کہتی ہے۔

وعلیکم السلام بیٹا۔

دی جان نرمی سے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں۔

انشاء کو دیکھ کر سبھی کی آنکھوں میں ستائش ابھری کیوں کہ انہیں لگا کہ انشاء ہی وہ لڑکی ہے جسے شاہ ریز نے پسند کیا ہے۔

تبھی ایک کھنکتی ہوئی آواز لاؤنج میں گونجی

شاہ ریز نے ایک سکینڈ کی دیر کیے بنا اپنی نظریں آواز کی طرف موڑی۔

دید و میری پیاری دید و آپ بہت بہت اچھی ہیں میں نے آپ کو کیٹی لانے کا کہا تھا  
آپ لے آئیں۔

یو آر شو شوٹ میری پیاری دید و آی لو یو شوچ۔

وہ خوشی سے چمکتے ہوئے سیڑھیوں سے اترتے ہوئے آرہی تھی  
دید و و۔۔ یو آر دابیسٹ۔۔

وہ اوپر سے آ کے انشاء کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولی۔

آپ کو پتہ ہے دید و کیٹی اتنی پیاری ہے دل کرتا ہے میں اسے ڈھیر سارا پیار کروں۔

نائرہ کافی دنوں سے اس سے کہہ رہی تھی اسے ایک سیٹ لادو۔ انشاء کل لے کر آئی (

تھی لیکن اسے نہیں بتایا تھا اور اس کے سونے کے بعد اس کے روم میں رکھ دی

تاکہ صبح اس کے چہرے پر سر پر ایز ملنے پر اس کے چہرے پر آنے والی خوشی دیکھ  
(سکے۔)

وہ اپنی بانہیں پھیلائے خوشی سے چمکتے ہوئے بولی۔

لیکن میری ہنی سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔

انشاء نے پیار سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

لاؤنج میں موجود سبھی لوگ کافی دلچسپی سے ان دونوں بہنوں کا پیار دیکھ رہے تھے۔

اور شاہ ریز تو بس ایک ٹک اپنی بڑفلائی کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے آنے سے ایسا لگ رہا  
تھا کہ ہر طرف رنگ بکھر گئے ہوں۔

نایرہ سفید رنگ کا گھیر دار فراک پہنے جس پر پنک کلر کے ریشم کے دھاگوں سے  
گلاب بنے ہوئے تھے، فل آستین،

اور پنک کلر کا دوپٹہ کندھوں پر ڈالے اور گولڈن کلر کے بالوں کو پشت پر بکھیرے وہ  
شاہ ریز خان کو وہ اس دن سے بھی زیادہ پیاری لگی۔

وہ بغیر پلکیں جھپکے ایک ٹک اسے دیکھے گیا۔ کہ اسے اپنے آس پاس کا بھی ہوش نہیں رہا۔

سبھی گھر والے اسے اس طرح نایرہ کو دیکھنے پر سمجھ گئے کہ وہ لڑکی نایرہ ہی ہے جسے شاہ ریز نے پسند کیا ہے۔

انہیں اس کی پسند پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ کیوں کہ نایرہ بھی ان سب کو کافی پسند آئی تھی۔

تبھی دی جان نے انشاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

بیٹا ہم یہاں ایک خاص مقصد کے لئے آئے تھے اب آپ کے گھر میں کوئی بڑا تو ہے نہیں اس لیے ہمیں آپ سے ہی بات کرنی ہوگی۔

جی کہیے آپ کو کیا بات کرنی ہے انشاء اپنے مخصوص سنجیدہ آواز میں بولی۔

پریٹی گرل آپ ہمیں اپنے خوبصورت مینشن کا دیدار تو کراؤ۔

گل نے دی جان کے اشارہ کرنے پر نایرہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔

او وہ یہ تو نایرہ بھول گئی وہ ہونٹوں کو گول کرتے ہوئے کیوٹ سافیس بناتے ہوئے بولی۔ ایسا کرتے ہوئے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

چلیں میں آپ کو دکھاتی ہوں اور ہاں میں آپ کو اپنی کیٹی سے بھی ملاؤں گی۔ اوکے۔ گل نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

نایرہ کے جاتے ہی شاہ ریز کو لگا کہ جیسے ہر منظر ویران ہو گیا ہو۔

بیٹا ہم اپنے پوتے شاہ ریز کے لئے آپ کی بہن ہاتھ مانگنے آئیں ہیں اور اسے ہم اپنے گھر بنانا چاہتے ہیں۔

دی جان کی بات سن کر انشاء کو کرنٹ سا لگا۔

وااٹ۔۔۔ آپ یہ کیا کہ رہی ہیں۔

ابھی وہ چھوٹی سی بچی ہے۔

معاف کیجئے آنٹی میں نے ابھی بہن کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سوچا ہے۔

ابھی تو اس کے کھیلنے کو دنے کے دن ہیں۔ وہ تو ابھی سہی طرح سے اس دنیا سے متعارف بھی نہیں ہوئی ہے۔

اور میں چاہتی بھی نہیں کہ وہ اس دنیا کے تلخ حقائق سے روشناس ہو۔

ابھی تو وہ خود بچی ہے وہ شادی جیسی ذمہ داری کیا نبھائیگی۔

انشاء نے فوراً انکار کرتے ہوئے کہا۔

اس کی باتیں سن کر شاہ ریز کا غصے سے برا حال ہو گیا۔

آج تک اس نے جو چاہی تھی اسے حاصل کر کے ہی دم لیا تھا۔

یہ تو پھر اس کا عشق اور جنون تھی اس کی آتی جاتی سانسوں کی ضمانت تھی۔

مس انشاء آپ کی یہ بودی دلیل کو میں نہیں مانتا

مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ۔

آپ کی بہن سے مجھے جنون کی حد تک عشق ہو گیا ہے

اور میرے عشق کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی سرحد۔



اور وہ میری اسی وقت ہو گئی تھیں جب ان پر میری پہلی نظر پڑی تھی اور وہ ازل سے ہی میرے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور ابد تک میری ہی رہیں گیں

اور میرا عشق بے ریا اور پاک ہے اس لیے تو میں نے نکاح جیسا رشتہ بنانا چاہتا ہوں۔ وہ اپنے لہجے میں جنون کی آنچ لئے گمبھیر آواز میں بولا۔

انشاء کو پتا نہیں کیوں اس کی آنکھوں میں سچائی نظر آئی لیکن بات اس کی ہنی کی تھی جسکے لئے وہ ایسے کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی تھی۔

تبھی جو اد صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئے۔

بیٹا آپ ہم پر بھروسہ کر سکتی ہیں۔ یقین مانئے وہ ہمارے لئے گل کی طرح ہیں انہیں ہمارے گھر میں کوئی پر اہلم نہیں ہوگی۔

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے سمجھاتے ہوئے نرم آواز میں بولے۔

انہوں نے سر پر ہاتھ رکھا تو انشاء کو لگا جیسے اس کے بابا جان نے ہاتھ رکھا ہو۔ اس کی آنکھوں میں نمی سی چمکی۔

اسے وہ لوگ کافی پسند آئے تھے لیکن اس کا ماضی اسے اتنی جلد کسی پر اعتبار نہیں کرنے دیتا تھا۔

نایرہ مسلسل گل سے باتیں اسے پورا مینشن دکھا رہی تھی۔

اب یہ ہے نایرہ پر نسیم کا روم وہ کھکھلا کر بولی۔

اوہ تو یہ ایک پر نسیم کا روم ہے۔ چلو پھر دکھاؤ مجھے بھی۔

ہاں کیوں نہیں اور کیٹی بھی اندر ہے وہ گل کو اندر لاتے ہوئے بولی۔

گل اندر داخل ہوئی تو حیران رہ گئی کیونکہ کہ کمرے کی ہر چیز سفید رنگ کی تھی۔

گل کو روم کافی پسند آیا۔

اب آپ میری کیٹی سے ملو۔

کیٹی یہ ہیں میری فرینڈ گل چلو جلدی سے ان کو ہیلو بولو۔

میاؤں۔۔ میاؤں۔۔

واؤ نایرہ یہ تو مجھے ہیلو کر رہی ہے گل خوش ہوتے ہوئے بولی۔

پھر وہ دونوں کافی دیر تک اس سے کھیلتی رہیں۔

اچانک انشاء کے موبائل پر کال آنے لگی وہ ان سب سے اسکیوز کر کے کال سننے باہر آ گئی۔

ہاں جہاں داد بولو کیا بات ہے؟

میم وہ جو نایرہ بی بی کو فالو کر رہے تھے ان کے بارے میں پتہ چل گیا ہے وہ کراے کے گنڈے ہیں انہیں ایسا کرنے کے لئے پیسے ملے تھے۔

اور جس نے پیسے دیئے ہیں وہ سجاد نام کا آدمی ہے جو چوری ڈکیتی اور بہت سے برے کاموں میں ملوث ہے۔

اور اس کا نام ایک کوٹھے سے بھی جڑا ہوا ہے جہاں وہ لڑکیوں کو ٹریپ کر کے بھیجتا ہے۔

جہاں داد کی بات سن کر اس کے چہرے پر گہری تشویش نظر آنے لگی۔

کیوں کہ یہ سجاد نام کا آدمی کوئی اور نہیں بلکہ نایرہ کے مامی کا بھائی ہے جس نے نایرہ کو کوٹھے پر بیچنے کی کوشش کی تھی۔

او کے جہاں داد میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔

اور ہاں جہاں داد تم اس سجاد نامی شخص کے پیچھے آدمی لگا دو جو اس کے پل پل کی خبر دیں۔

او کے میم۔۔

انشاء کے چہرے پر گہری پریشانی چھا گئی۔

کافی سوچنے کے بعد اس نے وہ فیصلہ کیا جو عام حالات میں نہیں کرتی۔

اس نے اس رشتے کو مثبت جواب دینے کا فیصلہ کیا۔

اسے یہ فیملی کافی اچھی لگی تھی۔ اور شاہ ریز خان کو وہ پچھلے تین سالوں سے جانتی تھی

اور اس کے بارے میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں سنی تھی۔

اور سب سے بڑی وجہ اس رشتے کو ہاں کرنے کی تھی۔

وہ نایرہ کی سیفٹی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ اس کی حفاظت نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے اپنے لئے جو راہ چنی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا اثر نایرہ کی زندگی پر پڑے۔

اندر آتے ہی اس نے انہیں ہاں میں جواب دے دیا۔

جسے سن کر سب کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔

اور رہا شاہ ریز۔ تو اسے ایسا لگا کہ مانو اسے ہفت اقلیم مل گیا ہو۔ اس نگاہیں بار بار

دروازے کی طرف جاتی جہاں سے نایرہ گئی تھی۔

تبھی گل نایرہ مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

نایرہ کی نظر جیسے ہی شاہ ریز خان پر پڑی تو اسے کافی حیرانی ہوئی۔

ارے پرنس آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔

شاہ ریز کو اس کے منہ سے اپنے بارے میں سن کر بہت خوشی ہوئی کہ اس کی بڑ فلاحی اسے یاد رکھے ہوئے ہے۔

ہنی آپ انہیں جانتی ہو؟

یس دیدو۔ میں نے آپ کو بتایا تھا نہ پرنس کے بارے میں۔

انہوں نے بیڈ بوائز سے بچایا تھا مجھے۔

وہ مال والی بات کا حوالہ دیتے ہوئے بولی۔

تھینکس مسٹر شاہ ریز آپ نے میری بہن کی ہیلپ کی۔

ہم اگر میں انہیں بچاتا نہیں تو پھر یہ مجھے ملتیں کیسے۔

بیٹا ہم چاہتے ہیں کہ آج تین دن بعد جمعہ کے مبارک دن نکاح رکھ لیں۔

ارے اتنی جلدی کیسے؟

بیٹا میری زندگی ہی کتنی بچی ہے آج ہوں کل نہ رہوں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ اپنے بچے کی خوشی دیکھ لوں۔

دی جان کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ کو خدا لمبی عمر دے ابھی تو آپ کو بہت سارا وقت بتانا ہے ہمارے ساتھ۔

اور پھر نکاح اور رخصتی کے بارے میں ساری باتیں طے کر کے چلے گئے۔

بابا کیا میں نے ٹھیک کیا نایرہ کے لئے یہ فیصلہ کر کے؟

بابا میں نہیں چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کچھ بھی غلط ہو۔

میں جانتی ہوں بابا اس کے بغیر رہنا آسان نہیں ہوگا

لیکن مجھے رہنا ہوگا بابا اس کے لئے اس کی خوش حال زندگی کے لئے۔

بابا آپ میری ہنی کے لئے دعا کرنا کہ وہ ہمیشہ خوش رہے۔

اس کی زندگی پر کوئی غم کا سایہ بھی نہ پڑے۔

انشاء اپنے بابا کے فوٹو فریم پر ہاتھ پھیرتے نم آواز میں بولی۔ اور پھر فریم کو چوم کر اٹھ گئی۔

ابھی اسے نایرہ کو بھی اس کے بارے میں بتانا تھا۔

پتا نہیں وہ کیسے ریکٹ کرے گی کیوں نایرہ بھلے ہی انیس سال کی ہو گئی تھی لیکن اس کے اندر باقی لڑکیوں کی طرح ان سب باتوں کی سمجھ نہیں تھی۔

کیوں کہ انشاء نے ہمیشہ اسے ایک بچی کی طرح ٹریٹ کیا تھا۔



آج کل عریشان ایک کیس کے پیچھے کافی محنت کر رہا تھا۔

اس لئے وہ گھر والوں کے ساتھ نہیں جاسکا تھا کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ہر کام کو پس پشت ڈال کر اپنے جان سے پیارے بھائی اور دوست کی اس خوشی میں ضرور شامل ہوتا۔

لیکن یہاں بات اس کے فرض کی تھی جسکے سامنے اس کے لئے کوئی بھی رشتہ اور کوئی وجود یہاں تک کہ اس کی جان بھی کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔

وہ اپنی جان کو ہم وقت اپنے وطن پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔

سروہ پاکستان آرہا ہے زمان نے اندر داخل ہوتے ہوئے اسے اطلاع دی۔



زمانہ تمہیں پکا یقین ہے کہ وہ آرہا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان شناخت تبدیل کرتا رہتا ہے کیوں کہ اسے بھی پتہ کہ پولیس اس کے پیچھے ہے۔ جس سے بچنے کے لئے وہ اپنی پہچان کو اور رہائش گاہ کو آخری حد تک چھپانے کی کوشش کریگا۔

نہیں سر یہ خبر ہنڈریڈ پرسنٹ سچ ہے۔ اور وہ اس ویک کے اندر ہی پاکستان پہنچ جائے گا۔

ہم اگر یہ خبر سچ ہے تو اس بار اس کا ڈی ایس پی عرثمان خان سے سامنا ہو گا جس کے شکنجے سے بچ پانا ممکن ہی نہیں ناممکن ہے۔

زمانہ تم مجھے اس کی پل پل کی خبر دیتے رہو اور ہاں اس کے اس پاک سرزمین پر قدم رکھتے ہی ہمیں اس کو کچھ ایسا بڑا جھٹکا دینا ہے تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس وطن کے رکھوالے اپنے وطن کے دفاع کے لیے ہر آن تیار رہتے ہیں۔

سرا ایک بات اور پتہ چلی ہے کہ وہ یہاں بہت بڑی ڈیل کے لئے آرہا ہے اور سر آپ تو سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ ڈیل کس چیز کی ہوگی۔

او کے اب تم جاؤ۔



دوسری طرف انشاء کو بھی انفارمیشن مل چکی تھی کہ وہ پاکستان آرہا ہے۔

اور اس خبر نے برسوں سے اس کے اندر جل رہی آگ کو اور بھڑکایا تھا۔

بابا وہ آرہا ہے اور اس بار آپ کی بیٹی کمزور نہیں ہے بابا۔

آپ کی بیٹی نے اس پل کاشدت سے انتظار کیا ہے۔

اب وہ اپنا انتقام لیگی ایک ایک ایسا انتقام جس سے پھر کسی کی ہمت نہیں ہوگی کسی اور کے ساتھ ایسا کر سکے۔

وہ خیالوں میں اپنے بابا کو مخاطب کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی تھی۔

اس لئے وہ اتنی جلدی نایرہ کے نکاح اور رخصتی کے لئے مان گئی تھی تاکہ وہ برسوں پہلے اپنے بابا سے کیے گئے وعدے کو پورا کر سکے۔

آج شاہ ریز خان اور نایرہ کا نکاح تھا۔

انشاء نے جب نایرہ کو نکاح کے بارے میں بتایا۔۔۔

تین دن پہلے

ہنسی میری جان میں نے آپ کے بارے میں ایک ڈسین لیا ہے

کیا آپ میری بات مانو گی؟

دیدو یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے آپ جو بھی میرے لئے کرتی ہیں وہ بیسٹ ہوتا

ہے۔ آپ جو بھی کہیں گی میں مانوں گی۔

وہ اس کے گلے لگتے پیار سے بولی۔

ہنی میں نے آپ کی شادی کا فیصلہ کیا ہے اور تین دن بعد

آپ کی شادی ہے۔

دید و میری شادی واو و دید و کتنا مزہ آگاہ میں پیارے پیارے ڈریس پہنوں گی اور اور جیولری بھی وہ جیسے موویز میں برائیڈ پہنتی ہیں۔ اور ڈھیر سارے گیٹ بھی آتے ہیں نا۔

اے۔۔۔ کتنا مزہ آگاہ خوشی سے چہکتے گول گول گھومتی مسلسل بول رہی تھی۔

اور انشاء تو سر پر ہاتھ رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔

کہاں اس نے اس کی شادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔

یہاں اس کی پیاری ہنی کی معصومیت اور بچپنا ہی نہیں ختم ہو رہا ہے۔

کچھ بھی ہو لیکن اس کے چہرے پر یہ معصومیت اسے اور خوبصورت بناتی تھی۔

دید و میں آپ کو بتا دوں کہ میں اپنی کیٹی کے لئے بہت ساری شاپنگ کروں گی اور

آپ مجھے منع نہیں کریں گی۔

شادی اس کی خود کی تھی اور وہ اپنی کیٹی کی شاپنگ کا سوچ رہی تھی۔

او کے میری جان آپ جو چاہے لے لینا اپنی پیاری کیٹی کے لئے۔  
دیدو یو آر دابیسٹ۔۔

وہ انشاء کے گالوں پر کس کرتے ہوئے باہر بھاگ گئی۔  
کیوں ابھی یہ خبر اسے اپنی کیٹی کو بھی تو دینی تھی۔  
سارے گھر والے پچھلے تین دن سے خان ولا یعنی شاہ ریز کے گھر میں ہی موجود تھے۔  
پورے ولا کو برقی قتموں سے سجایا گیا تھا۔  
پورے ولا کو شاہ ریز اپنی نگرانی میں شہر کے سب سے بڑے ڈیکوریٹر ڈیکوریٹ کرایا  
تھا۔

اس نے نکاح کا جوڑا اپنی پسند کا لیا تھا جو فل سفید رنگ کا گاؤن تھا جس کے بازو فل  
آستین کے تھے اور ان پر موتیوں کا کام کیا ہوا تھا۔  
سب لوگ تیار کھڑے گل کا انتظار کر رہے تھے جو نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔  
آخر تنگ آ کر دی جان نے کہا۔

رومیہ بہو تم یہیں روکو اور گل کو لے کر ساحل کی گاڑی میں آجانا۔ کافی وقت لگ رہا ہے اور نیک کام میں دیر کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

دی جان کافی دیر سے شاہ ریز کی بے چینی محسوس کر رہی تھیں جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح جلد سے جلد اپنی بٹر فلائی کے پاس پہنچ جائے۔

دی جان کی بات سب کو ٹھیک لگی اس لیے سب چلے گئے سوائے رومیہ بیگم اور گل، ساحل کے۔

ساحل کا تو منہ ہی بن گیا تھا۔ مطلب کہ اسے اس باسی پھول کا انتظار کرنا پڑے گا 😊 یہ بھی دن آنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر سیڑھیوں سے اترتے نظر آئی

اس پر نظر پڑتے ہی ساحل کی نگاہیں تھم سی گئیں اسے لگا وقت رک سا گیا ہے۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھے گیا۔

تبھی رومی چاچی نے کھنکارتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

کیا ہوا بیٹا جانی؟

کچھ کچھ ہو رہا ہے کیا دل میں وہ شرارتی آواز میں بولیں۔

ان کی بات سن کر ساحل ایک دم سٹپٹا یا۔

گل چلتے ہوئے ان کے پاس آئی۔

رومی میں کیسی لگ رہی ہوں وہ ان کے آگے گول گول گھومتے ہوئے بولی۔

تبھی ساحل بول پڑا۔

اہہم اہہم۔ آپ کی بارگاہ میں ایک شعر عرض ہے۔

ارشاد فرمائیے۔

ایک لڑکی کو دیکھا تو ایسا لگا۔

جیسے کانٹوں کے جھاڑ۔

جیسے زہر کے پہاڑ۔

جیسے ڈینگو بخار۔۔

جیسے بچھو کے ہار۔۔

جیسے چڑیل کا روپ۔۔

جیسے نیم کا سوپ۔۔

جیسے دشمن نے دی ہو کوئی بد دعا۔۔

گل جو سمجھی تھی شاید وہ اس کی خوبصورتی پر کوئی اچھا سا شعر کہے گا وہ اس کے شعر پر  
جل بھن گئی۔

تبھی دانت پیستے ہوئے وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

تجھے پیٹنے کو دل کرتا ہے۔۔

اوو زرا نے تجھے پیٹنے کو دل کرتا ہے۔۔۔

جو بھی منہ میں آئے وہ تو بکتا ہے۔۔

ساحل۔ تیری آنکھوں کے ڈیلے بڑے بڑے۔

تو گھورے مجھ کو کھڑے کھڑے۔



ساحل اس کے گھورنے پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔

اس کی بات سن کر گل کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔

گل۔۔ چین سے مجھ کو جینے نہیں دے

پنگے لے مجھ سے گھڑی گھڑی۔۔

اچانک فضا میں رومی چاچی کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔

وہ جو کافی دیر سے اپنی امنڈنے والی ہنسی روک رہی تھیں جب برداشت نہیں کر پائیں تو بے ساختہ ہنس پڑیں۔

اووہ میرے سوٹ کڈز آپ لوگ اپنی گولہ باری بند کرو اور فورن یہاں سے نکلو نہیں تو آپ دونوں اپنے جان سے پیارے بھائی کی شادی مس کر دو گے اور آپ دونوں کے ساتھ ساتھ میں بھی۔

اووہ رومی اس زرافے کی وجہ سے ہم کافی لیٹ ہو گئے ہیں چلو نکلتے ہیں۔

اووہ ہیلو میری وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری وجہ سے لیٹ ہوئے ہیں۔

کیوں کہ تم نے اپنی چڑیل جیسی شکل کو انسانوں والی حالت میں لانے کے لئے اتنا وقت لیا ہے۔۔

وہ دونوں پھر سے شروع ہو گئے۔

رومی چاچی نے اپنا سر پکڑ لیا کہ یہ دونوں نہیں سدھرنے والے۔

اب اگر تم دونوں نے اپنی یہ بحث بند نہیں کی تو میں نے شاہ ریز کو کال کر لینی ہے اور بیٹا ساحل تم تو اپنی خیر منانا کیوں کہ آج اگر تم نے کوئی ایسی ویسی حرکت کی تو وہاں پر تمہارے وہ پولیس آفیسر بھائی بھی موجود ہونگے جس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا ہے۔

شاہ ریز کی دھمکی پر وہ دونوں فورن تیر کی طرح سیدھے ہوتے دروازے کی طرف بھاگے۔۔

♥♥♥ نکاح اسپیشل ♥♥♥

شاہ ریز کی طرف سے بھیجے گئے سفید گاؤن میں ہلکے پھلکے میک اپ میں تیار نایرہ معصوم سی پری لگ رہی تھی۔ اس کو اس طرح سے سجا سنورا دیکھ کر انشاء کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی۔

اس کا دل چاہا کہ وہ اپنی ہنی کو سب سے چھپالے اور اسے کہیں نہ جانے دے۔

انشاء نے آج فل ریڈ کلر کی میکسی پہنے ہوئے تھی اور کانوں میں خوبصورت ٹاپس، ہاتھوں میں بریسٹ پہنے، سمپل سی تیاری میں بھی بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

دید و میں کیسی لگ رہی ہوں۔

وہ خوشی سے چمکتے ہوئے بولی۔

اس کے بولنے پر انشاء خیالوں کی دنیا سے باہر آئی۔

میری ہنی اس دنیا کی سب سے خوبصورت دلہن لگ رہی ہے۔

وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیے محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔

ریلی دید و کیا میں ایک پر نسیر لگ رہی ہوں۔

وہ گاؤن میں گول گول گھومتے ہوئے بولی۔

ہاں ایک خوبصورت پر نسیر، جس کو لینے اس کا پرنس آگیا ہے۔

رومی چاچی گل کے ساتھ آتے ہوئے بولیں۔

واو میرا پرنس بھی آگیا تو میں اب باہر جاؤں۔

اوہو لڑکی کچھ شرم کر لو آج شادی ہے تمہاری۔

اور ویسے بھی آپ ابھی اپنے پرنس کے پاس نہیں جاسکتی ہیں۔

کیوں۔۔۔ کیوں نہیں جاسکتی میں پرنس کے پاس؟

کیوں کہ ابھی آپ کو اپنے پرنس کے پاس جانے کے لیے کچھ فارملٹیز پوری کرنے ہوں گی

اچھا۔۔ وہ ہونٹ باہر نکال کر بولی جیسے اسے یہ پسند نہیں آیا ہو۔۔

تبھی ساحل مولوی صاحب کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

ان کے آتے ہی نکاح شروع ہوا۔

نایرہ صدیقی بنت غفور صدیقی آپ کا نکاح شاہ ریز خان ولد ولی تیمور خان کے ساتھ  
بعوض ایک کروڑ سکھ رائج الوقت قرار پایا ہے۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

نکاح کے بول سن کر نایرہ نے آنسو بھری آنکھوں سے انشاء کی طرف دیکھا  
انشاء نے نم آنکھوں سے ہاں میں سر ہلایا۔

تو نایرہ نے تین بار قبول کہہ کر کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کر دیئے۔

مولوی صاحب کے جاتے ہی وہ دوڑ کر انشاء کے گلے لگی اور رونے لگی۔

اسے لگا کہ جیسے وہ اب انشاء سے دور ہو جائے گی اور اس خیال سے ہی اس کی روح  
کانپ گئی کہ وہ اپنی دید و سے دور ہو جائے گی۔



شاہ ریز خان ولد ولی تیمور خان آپ کا نکاح نایرہ صدیقی بنت غفور صدیقی کے ساتھ  
بعوض ایک کروڑ سکھ رائج الوقت قرار پایا ہے۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

مبارک ہو بڈی۔

عرشمان شاہ ریز سے گلے ملتے ہوئے بولا۔

باری باری سب اسے مبارک باد پیش کرنے لگے۔

آج شاہ ریز خان کے نکاح پر شہر کے کافی بڑے بڑے لوگ۔ شامل تھے۔

تبھی شاہ ریز کی نظر سامنے سے گل اور انشاء کے ساتھ آتی نایرہ پر پڑی جو دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کی طرف آرہی تھی۔

شاہ ریز کو لگا اس پاس کی ہر چیز ساکت ہو گئی ہو اسے تو بس اپنی بڑ فلانی ہی نظر آرہی تھی۔ جو پور پور اس کے لئے سچی تھی۔

وہ بنا پلکیں جھپکے ایک ٹک اسے دیکھے گیا۔

آج تو اس کے پاس اپنی بڑ فلانی کو دیکھنے کا جائز حق تھا تو کیوں نہ دیکھتا۔

نگاہیں تو کسی اور کی بھی تھم گئی تھیں اور وہ کسی اور کی نہیں بلکہ ڈی ایس پی عرثمان خان کی تھیں۔

جو انشاء میر کو دیکھ کر اسٹل ہو گیا تھا۔

پھر لوگوں کی پرواہ کرتے ہوئے اس نے اپنی نظروں کو قابو میں کیا۔

ادھر بیگم جو اد دی جان اور جو اد صاحب سے کہ رہی تھیں۔

کاش ہم انشاء کو بھی اپنی بہو بنا سکتے۔

مجھے تو بہت پیاری لگتی ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم  
اسے اپنے عرشان کی دلہن بنالیں۔

وہ انشاء کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

بیگم کیا آپ نہیں اپنے لاڈلے کو

وہ شادی نہیں کرنا چاہتا ابھی۔ اس نے یہ بات بہت پہلے ہی بتادی تھی۔ جواد صاحب  
نے اپنی بیگم کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اب بیچارے جواد صاحب کو کیا معلوم کہ ان کے لاڈلے بیٹے نے لڑکی پسند کر لی ہے  
اور اس سے شادی کے شدید خواہش مند بھی ہیں۔

یہ لڑکی ہے جو ان کو بھاؤ نہیں دے رہی ہے۔

بیگ گراؤنڈ میں دھیمی آواز میں گانا چل رہا تھا۔

تم جو آئے زندگی میں بات بن گئی۔

عشق مذہب عشق میری ذات بن گئی۔



نایرہ کے پاس آتے ہی شاہ ریز نے اسٹیج سے اتر کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلا یا جسے  
نایرہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے تھام لیا۔

اسے لا کر اسٹیج پر بٹھایا اور خود بھی ساتھ میں بیٹھ گیا۔

انشاء جو نایرہ کو شاہ ریز کے پاس چھوڑنے کے بعد پلٹنے لگی تھی اچانک پیچھے کھڑے  
عرشمان سے ٹکرا گئی۔

اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

وہ اس سے بحث سے بچنے کے لئے وہ کترا کر جانے لگی

وہ آج کے دن بحث نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اوہو کوئی تو آج بجلیاں گرا رہا ہے۔

عرشمان نے اسے بولنے پر اکسانے کے لئے کہا۔

دیکھو ٹھہر کی آفیسر آج میری بہن کی شادی ہے تو میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتی سو  
پلیز تم مجھ سے دور رہو۔

اور ہاں شادی میں شرکت کرنے آئے ہو تو کھاؤ پیو اور نکلتے بنو۔

وہ دانت پیستے ہوئے دھیمی آواز میں بولی۔

اوہو۔ تمہاری بہن کی شادی ہے میرے بھائی سے اس کا مطلب ہم رشتے دار ہوئے، چلو پھر اسی بات پر ملاؤ ہاتھ۔

وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

مطلب کہ اب اس کی دال گل سکتی ہے یہاں ہے۔

لیکن انشاء کو کوی خوشی نہیں ہوئی تھی اس ٹھکر کی آفیسر کو اپنے رشتے دار کے روپ میں دیکھ کر۔

اس لئے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

دلبر آنا تو آپ کو میرے ہی پاس ہے چاہے کتنا ہی راستہ کیوں نہ بدلیں، وہ اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولا۔

اور پیچھے کھڑے ساحل اور گل کو تو شک ہی لگ گیا

وہ کافی حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔

نہیں مطلب کیا ہاں، ان کا ایک بھائی جو گرل الرجک تھا اس کو عشق ہو گیا وہ بھی کوئی ایسا ویسا عشق نہیں بلکہ جنون سے بھرا عشق۔ اور وہ شادی کر رہا ہے۔

ایک ان کا دوسرا بھائی جو بولتار ہتا تھا کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی اس نے بھی لڑکی پسند کر لی۔

بلکہ اسے بتانے کی بھرپور کوشش بھی جاری ہے۔

اچھا بچو تو یہ سب ہو رہا ہے اب تو دی جان کو خبر دینی ہی پڑے گی۔

کیوں گل بکاؤلی۔ اس نے گل کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے کہا۔

..ہاں سہی ک ہہ

گل اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگی تھی کہ اس کے لفظوں پر غور کرتے فورن اس کی طرف بھاگی لیکن وہ اس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی بھاگ گیا۔

شاہ ریز کی نظریں بار بار اپنی بڑ فلائی کے خوبصورت سراپے سے الجھ رہی تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنی بڑ فلائی کو لے کر کہیں غائب ہو جائے۔

وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس کا دل چاہا کہ وہ اس کو اپنے دل میں چھپالے۔

نایرہ کو شاہ ریز کی نظروں سے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا جسے وہ کوئی نام نہیں دے سکی۔

وہ بار بار اپنے ہاتھ کی ہتھیلیاں مسلسل رہی تھی۔

کہ اچانک شاہ ریز نے اس ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی قید میں لیا۔

ہے۔۔ بڑ فلائی آپ مجھ سے نروس ہو رہیں ہیں کیا؟

اس نے گمبھیر آواز میں اس کے کان کے پاس جھکتے سرگوشی کی تھی۔

اس بو جھل سرگوشی پر نایرہ نے کھسک کر دور ہونے کی کوشش کی جس پر شاہ ریز نے

اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نزدیک کرتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔

پر نسیر آپ مجھ سے دور ہونے کی کوشش بھی مت کیجیے گا

کیوں کہ اب سے آپ میری ہیں۔ اور میں آپ کو اس بات کی بالکل اجازت نہیں  
دوں گا کہ آپ مجھ سے دور ہوں  
سمجھ گئیں آپ؟

وہ اس کی کمر پر اپنے انگلیوں کی گرفت بڑھاتے ہوئے بولا۔

جس سے نایرہ کی سانس سینے میں اٹک گئی۔

ج۔۔ جی۔ وہ نم آنکھوں سے بولی

ہم گڈ۔ اینڈ سوری ماے انوسینٹ بیوٹی۔

تبھی اسٹیج پر دی جان گل اور ساحل کے ساتھ آئیں تو شاہ ریز نے فوراً اپنے اور نایرہ  
کے درمیان فاصلہ کرتے ہوئے بی جان کی طرف متوجہ ہوا۔

تب جا کر نایرہ کی سانس میں سانس آئی۔

شاہ ریز کے چھونے پر اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی اور اسے سمجھ نہیں آرہا تھا  
کہ اسے کیا ہو رہا ہے؟

اس کے نزدیک آنے سے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز کیوں ہو گئیں تھیں۔

ماشاء اللہ میری بیٹی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔

دی جان نے اس کی نظر اتارتے ہوئے کہا۔

ان کے تعریف کرنے پر وہ شرماسی جس سے اس کا گلابی ہو گیا۔

اوہو بھابھی تو ابھی سے شرماسی ہیں ساحل شرارتی آواز میں بولا۔

جس پر نایرہ نے ایک شرمیلی مسکان کے ساتھ سر جھکا لیا۔

جس سے اس کے دائیں گال پر ڈمپل نمودار ہوا جس نے اس کی خوبصورتی میں اور

چار چاند لگا دیا۔

شاہ ریز کا دل اس کی مسکراہٹ پر بے تحاشہ دھڑکا۔

کافی دیر سے مہمان انہیں مبارکباد دینے آرہے تھے۔

نایرہ ایک ہی جگہ پر بیٹھے بیٹھے کافی تھی اور انشاء بھی اس کے پاس نہیں تھی کیوں کہ وہ مہمانوں کے ساتھ تھی گھر میں کوئی بڑا نہ ہونے کی وجہ سے اسے ہی سب دیکھنا پڑ رہا تھا۔

تبھی شاہ ریز نے اس کی بے چینی محسوس کرتے ہوئے گل سے کہا کہ وہ نایرہ کو روم میں لے کر تاکہ وہ تھوڑا ریست کر لے کیوں کہ رخصتی میں ابھی کافی وقت تھا۔ ہاں میرا بچہ آپ جاؤ تھوڑا آرام کر لو کب سے ایک جگہ پر بیٹھی ہو تھک گئی ہو گی۔ دی جان نے اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے کہا۔

شاہ ریز کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس کی نظر سے دور ہو لیکن اسے اس کے آرام کا بھی تو خیال تھا۔

عرشمان کافی دیر ادھر ادھر نظر گھما رہا تھا لیکن انشاء اسے نظر نہیں آرہی تھی۔

جگر تو کسی ڈھونڈ رہا ہے۔

اپنی دلبر کو۔۔

کیا۔۔۔

ارے میرا مطلب کہ یہ بھابھی کی بہن نظر نہیں آرہی ہیں۔

تجھے اس سے کیا کام ہے؟

ارے اب سارے کام ان سے ہی تو ہیں۔

اچانک ساحل وہاں ٹپکتے ہوئے بولا۔

کیا مطلب یہ ہے بھائی کہ ہمارے آفیسر بھائی کو آپ کی طرح عشق کا بخار ہو گیا ہے وہ بھی ایک سو ایک ڈگری۔

اور وہ بھی آپ کی سالی صاحبہ سے۔ وہ مزے سے چٹخارہ لیتے ہوئے بولا کیوں کہ آج

ہی تو اسے موقع ملا تھا اس کی ٹانگ کھینچنے کا ایسا موقع بار بار تھوڑی نہ ملنا تھا۔

جگر یہ ساحل کیا بول رہا ہے



بڈی یہ صحیح کہ رہا ہے۔

تیرے جگر کو دل کی بیماری ہو گئی جس کا علاج صرف ایک انسان کے پاس موجود ہے  
عرشمان دانت نکالتے ہوئے بولا۔

عرش کیا تجھے سچ میں پیار ہو گیا ہے وہ بھی انشاء میر سے۔

شاہ ریز حیران ہوتے ہوئے بولا۔

خان تجھے کیا لگ رہا ہے کہ میں مزاق کر رہا ہوں۔

نہیں یار میں تو صرف کنفرم کر رہا تھا کیوں کہ بڑی خطرناک جگہ تو نے اپنا دل لگایا ہے

ارے بڈی خطروں سے کھیلنا تیرے یار کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اور ویسے بھی جہاں  
عشق ہو وہاں رسک نہ ہو یہ تو ممکن نہیں۔

ویسے خان تیری شادی ہے اور کوئی جشن نہیں ہو رہا ہے

یہ کیا بات ہوئی۔

سہی کہ رہے ہیں عرش بھائی مجھے بھی یہ سونی سونی شادی اچھی نہیں لگ رہی ہے، آخر کو میرے پیارے بھائی کی شادی ہے گل نایرہ کو روم میں چھوڑنے کے بعد ان کے پاس آتے ہوئے بولی۔

گل میری جان آپ کو تو پتا ہے ناکہ مجھے یہ سب پسند نہیں ہے۔  
ہاں اگر آپ لوگ کا دل ہے تو آپ اپنا یہ ارمان میرے ریسپشن پر پورا کر لیجئے گا۔  
جو ابھی نہیں کچھ ٹائم بعد ہو گا۔

او کے بھائی۔ گل خوشی سے چمکتے ہوئے بولی۔

ویسے بھائی اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی پرائیویٹ ملاقات کر سکتی ہوں اپنی پریٹی بھابھی سے۔

گل شاہ ریز کے پاس جھکتے آہستہ آواز میں بولی۔

گڑیا یہ کیا کھسر پھسر کر رہی ہو ہم بھی یہیں موجود ہیں ہمیں بھی بتاؤ۔

عرش نے اسے سرگوشی کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

کچھ نہیں بھائی میں تو بھائی سے بول رہی تھی کہ اگر انہیں بھابھی سے ملنا ہے تو بتادیں  
میں ملوادوں گی۔

اور بدلے میں بھابی سے کیا لوگی ذرا یہ بھی ارشاد فرمادو۔

ساحل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ہا۔۔ میں تمہیں اتنی لالچی لگتی ہوں زرا فے۔ گل کا تو منہ ہی کھل گیا ساحل کی بات پر

نا۔ نا۔ ڈیر کزن مجھے تو تم اس سے بھی زیادہ لالچی لگتی ہو، یاد نہیں پچھلی بار۔۔۔

ساحل تم باز نہیں آؤ گے؟

عرشان اسے ڈپٹتے ہوئے بولا۔

گل جھٹ سے معصوم سی شکل بنالی تاکہ اسے ڈانٹ نہ پڑے۔

تبھی وہاں پر انشاء آگئی اور عرشان خان ساحل کو ڈانٹنا بھول کر اسے دیکھنے میں  
مصروف ہو گیا۔

مسٹر خان مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔  
جی بولیں۔

یہاں نہیں کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔۔  
وہ ایک اچھٹی نظر عرثمان پر ڈال کر بولی۔  
یاشیور۔

مجھے نایرہ کے پاسٹ کے بارے میں آپ کو کچھ بتانا تھا۔  
میں آپ کو نکاح کے پہلے ہی بتانا چاہتی تھی جسکے لئے میں آپ کو کل کال بھی کی تھی  
لیکن آپ نے کہا جو بھی بات ہو نکاح کے بعد ہوگی۔  
کل انشاء نے کافی سوچنے کے بعد فیصلہ کیا کہ اسے شاہ ریز خان کو نایرہ کے پاسٹ کے  
بارے میں بتادینا چاہیے تاکہ آگے چل کر نایرہ کی زندگی میں کوئی پرالم نہ ہو۔  
اس لئے کل اس نے کال بھی کی تھی لیکن شاہ ریز نے کہا کہ جو بھی بات ہے کل وہ  
آمنے سامنے کر لی جائے گی۔

جی بولیں کیا بتانا ہے۔

اور پھر جیسے جیسے انشاء بتاتی گئی، شاہ ریز خان کا چہرہ خون چھلکانے لگا۔

اس کی آنکھوں سے شرارے پھوٹتے محسوس ہوئے۔

غصہ ضبط کرنے کے لئے اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی۔

اس کے چہرے کو دیکھ کر انشاء کو لگا کہ اسے یہ بات پہلے بتا دینی چاہئے تھی۔ اب تو نکاح بھی ہو گیا ہے۔

اگر نایرہ کے ساتھ کچھ بھی غلط ہوا تو وہ خود کو کبھی

معاف نہیں کر پائے گی۔

مس انشاء آپ مجھے اس انسان کی پوری انفارمیشن کل بھیج دیجئے گا۔

اس نے سرد آواز میں کہا۔

تو انشاء چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

شاہ ریز نے اسے اپنی طرف تکتے دیکھا تو کہا۔

انشاء آپ یہ ڈر اپنے ذہن سے نکال دیں کہ میں کبھی انہیں ان کے پاسٹ کی وجہ سے اپنی زندگی سے نکال دوں گا۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا، وہ تاریک زندگی میں روشن ستارہ بن کر آئیں ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اپنی زندگی سے اس روشنی کو ختم کر دوں۔

آپ ٹرسٹ کریں آج سے وہ میری ذمہ داری ہیں، اور میں ان پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔

چلیں اب رخصتی کا بھی وقت ہو گیا ہے۔

وہ جو اس کی آنکھوں سے چھلکتی سچائی کو دیکھ رہی تھی کہ آیا وہ سچ ہیں یا۔۔۔

اس کے بلانے پر انشاء نے چونک کر اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

ہہم چلیں۔

سچ بتانے کے بعد وہ کافی ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔

شاہ ریز اور انشاء کے جانے کے بعد عثمان خان کافی دیر سے پہلو بدل رہا تھا۔

نجانے کیوں اسے تجسس ہو رہا تھا کہ کیا بات کرنے کے لئے وہ شاہ ریز کو لے گئی ہے

تبھی وہ دونوں آتے ہوئے نظر آئے۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد رخصتی کا شور ہونے لگا۔

رخصتی کے وقت نایرہ انشاء سے ملتے ہوئے بہت زیادہ رو رہی تھی۔

دیدو۔۔۔م۔۔۔مجھے۔۔۔ک۔۔۔کہیں۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔ج۔۔۔جانا، پلیز دیدو  
آپ مجھے اپنے پاس رکھ لو۔

میں نے نہیں جانا کہیں بھی وہ بے تحاشہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔

ہنی میری جان ایسے روتے نہیں ہیں، اور ویسے بھی تم دور کہاں جا رہی ہو آدھے گھنٹے  
کی ڈرائیو پر تو ہوگی جب دل کرے آجانا ملنے اور میں بھی تو آیا کروں گی اپنی ہنی سے  
ملنے، بھلا میں رہ سکتی ہوں اپنی گڑیا کے بنا۔

وہ اپنے آپ کو مضبوط کرتے اسے سمجھاتے ہوئے بولی، ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی اپنی ہنسی سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ آنسو ضبط کرنے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

جب سے وہ ملی تھی پہلی بار وہ دونوں الگ ہو رہی تھیں۔

نایرہ کو روتے ہوئے دیکھ کر شاہ ریز کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس کی آنکھوں سے آنسو چرا کر خوشیوں کی چمک بھر دے۔

نایرہ کی آنکھوں سے ٹپکتا ہر آنسو اس کے دل پر گر رہا تھا۔

اس وقت وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔

نایرہ کو روتے ہوئے دیکھ کر گل بھی رونے لگی۔

ساحل جو اس کے پاس کھڑا تھا بولا۔

باسی پھول تم دیکھ نہیں رہے کہ وہ کتنا رو رہی ہیں،

تو مجھے بھی رونا آ گیا نا۔



وہ اٹے ہاتھ کی پشت سے آنکھیں رگڑتے ہوئے بولی۔

ہہنہ تم لڑکیوں کو سمجھنا مشکل ہے ہر چھوٹی بڑی بات پر رونے لگتی ہو۔

ہم تمہاری طرح پتھر دل نہیں ہوتی نا اس لیے۔

اوے بچوں تم لوگ یہاں پے بھی شروع ہو گئے۔

رومی چاچی ان کے پاس آکر افسوس کرتے ہوئے بولیں۔

گل اور رومی چاچی نے آگے بڑھ کر نایرہ کو انشاء سے کرتے ہوئے اسے گاڑی میں بیٹھایا۔

دولہن کے بیٹھتے ہی سب گھر والے بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔

اس مرتبہ گل بھاگ کر عریشان کی گاڑی میں بیٹھ گئی تاکہ اس کو ساحل کی صابودانی میں نہ بیٹھنا پڑے۔

ایسا نہیں تھا کہ اس کی گاڑی چھوٹی یا کم قیمت کی تھی۔

شاہ ریز نے اس کی برتھ ڈے پر اسے کافی مہنگی ترین گاڑی گفٹ کی تھی۔

یہ تو گل اسے ایویں ہی چڑھاتی تھی کیوں کہ صابو دانی بولنے ساحل کافی چڑھتا تھا۔  
سب گھر والے آگے بڑھ گئے۔

شاہ ریز نے کہا کہ وہ خود گاڑی ڈرائیو کر کے آئے گا اس لئے نایرہ کو بھی آگے کی سیٹ پر بیٹھایا تھا۔

وہ چلتا ہوا آگے گاڑی میں بیٹھا تو اس کے کانوں میں نایرہ کی روتی ہوئی آواز پڑی۔  
ہیے۔۔ بٹر فلائی آپ اب بھی رو رہی ہو؟

وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں لیتے ہوئے بولا۔

مجھے رونا آرہا ہے تو میں روونگی نا۔ وہ ہونٹ باہر نکال کر بولی۔

وہ مسلسل اپنی دونوں آنکھوں کو مٹھیوں سے مسل رہی تھی۔

پرنسبز آپ نے اپنی خوبصورت آنکھوں کی کیا حالت کر لی۔ وہ اس کے ہاتھ ہٹاتے  
آنکھوں پر پھونک مار کر بولا۔

اچھا اب رونا بند کریں، آپ تو گڈ گرل ہونا۔

نہیں میں آپ کی بات نہیں مانوں گی۔

آپ اچھے نہیں ہو پرنس، آپ نے مجھے میری دیدو سے دور کر دیا میں آپ سے بات نہیں کرونگی۔

وہ اس کے ہاتھوں کو جھٹکتے ہوئے بولی۔

اس کے ہاتھ جھٹکنے پر شاہ ریز کو بے پناہ غصہ آیا۔

اس نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کے کانوں میں سرد سی سرگوشی کی۔

بڑفلائی آج آپ نے یہ حرکت کر لی لیکن آئندہ کبھی مت کرنا اور نا مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔

سمجھ گئیں آپ۔

ج۔۔جی۔

اس کے لب مسلسل نایرہ کی کان کی لو سے مس ہو رہے تھے، جس سے نایرہ کو کافی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

اس کا دل مسلسل دھک دھک کر رہا تھا۔

شاہ ریز بڑے غور سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس کا یہ سجا سنورا روپ اس کے جذبات بھڑکار رہا تھا۔

کافی دیر سے وہ اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔

اور پھر اچانک جھکتے ہوئے اس نے انہیں اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا، اور کافی

دیر تک اپنے لبوں کی پیاس بجھاتا رہا۔

نایرہ اس کی حرکت سے کانپ کر رہ گئی۔ اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے

ہوئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ پیچھے کرنے لگی،

جب شاہ ریز کو لگا کہ اب وہ سانس نہیں لے پا رہی ہے تب جا کر اسے چھوڑا۔

جس پر کھانستے ہوئے نایرہ نے اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا، اس کا پورا جسم  
ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

اففف میری بٹر فلائی تم میری اتنی سی جسارت برداشت نہیں کر پار ہی تو ساری  
زندگی کے لیے میرا جنون کیسے برداشت کر پاؤ گی، ہہم۔۔

شاہ ریز اس کے نرم لبوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔

پھر پبلک پلیس کا خیال کرتے ہوئے اس نے گاڑی گھر کی طرف موڑی۔

سارا راستہ نایرہ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس نے شرم کی وجہ سے اپنا چہرہ کھڑکی کی  
طرف کیے رکھا۔

شاہ ریز نے بھی اس کی شرم اور جھجک سمجھتے ہوئے دوبارہ اس سے کوئی چھیڑ کھانی  
نہیں کی۔

شاہ ریز اور نایرہ جب خان ولا پہونچے تو ان کا بہت ہی شاندار طریقے سے ویکم کیا گیا۔

نایرہ تو بڑی ہی دل چسپی سے ادھر ادھر نظریں گھما رہی تھی کیوں کہ خان ولا اسے بہت زیادہ پسند آیا تھا جو کہ

وہاٹ ماربل سے بنا ہوا تھا اور نایرہ کو تو سفید رنگ کی ہر چیز بھاتی تھی۔

بیٹا آپ کو اپنا نیا گھر کیسا لگا؟

دی جان نے نایرہ کو ادھر ادھر دیکھتے دیکھ کر کہا۔

واو دی جان۔۔ بہت خوبصورت ہے۔

مجھے بہت اچھا لگا کیا میں پورا دیکھ سکتی ہوں؟

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

شاہ ریز تو اپنی بڑ فلائی کی کو دیکھتا رہ گیا۔

مطلب کہ اس کی نئی نویلی دلہن شادی کی پہلی رات کو اپنا نیا گھر دیکھنا چاہتی ہے۔

اسے اس وقت اپنے ولا سے کافی جیسی فیل ہو رہی تھی۔

کیوں کہ اس کی بڑ فلائی اس کو دیکھنے کے بجائے اس کو اتنی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

گل آپ نایرہ کو روم میں لے جاؤ، کیوں یہ کافی تھک گئی ہیں۔

شاہ ریز نے اس کی توجہ ہٹانے کے لئے کہا۔

ارے نہیں نہیں۔ میں ابھی پورا اولاد دیکھوں گی پھر جاؤں گی۔

نہیں آپ تھک گئی ہیں۔ اس لئے آپ روم میں جاؤ گی اور اب کوئی اگر مگر نہیں وہ اس خوبصورت چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

شاہ ریز کو کافی مشکل لگ رہا تھا اپنے جذبات پر قابو پانا جو اس کو اس طرح سے سجا سنورا دیکھ کر بے قابو ہو گئے تھے۔ اس لئے اس نے تھوڑا روڈ لہجے میں کہا۔

جس پر نایرہ منہ بسور کر گل کے ساتھ چلی گئی۔

اسے منہ بناتا دیکھ کر شاہ ریز کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی جسے اس نے اپنے دبا لیا۔ اور اسے دکھتا رہا جب تک وہ روم میں چلی نہیں گئی۔

ساحل اور عرشان کافی معنی خیزی سے شاہ ریز کی طرف دیکھ رہے تھے۔

کیا ہے؟ تم دونوں مجھے گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہو۔

شاہ ریزا نہیں اپنی طرف دیکھتے دیکھ کر بولا۔

ہم تو بس یہ چیک کر رہے تھے کہ یہ ہمارا وہی شاہ ریزا خان ہے ناجسے لڑکیوں سے سخت الرجک تھی۔۔

اور کہاں اب۔۔۔۔۔۔۔۔

عرشان شرارت سے بولتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

ارے عرش بھائی سمجھا کر ونا یا یہ عشق چیز ہی ایسی ہے جو اچھے خاصے بندے کو بھی دیوانہ بنا دیتا ہے۔

ساحل نے عرشان کو آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا۔  
پھر دونوں ہاتھ پر تالی مار کر ہنسنے لگے۔

ہم یہ تم دونوں کچھ زیادہ نہیں بول رہے ہاں؟

وہ ان کی بات سن کر اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

ارے بچوں آپ لوگ کو سونا نہیں ہے کیا جو اتنی دیر سے باتوں میں لگے ہوئے ہو۔



دی جان جو انہیں باتیں کرتا دیکھ کر بولیں۔

ارے دی جان سونا کیوں نہیں ہے؟ اتنا زیادہ تھک گیا ہوں میں تو سونے جا رہا ہوں۔

ساحل نے ایک زبردست انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

ارے سووگے کیوں نہیں سارا کچھ خود تم نے ہی تو کیا ہے۔

گل نے اس کی بات سن کر پاس آتے ہوئے بولی۔

دیکھو گل بکاؤلی میں اس ٹائم تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ میں کافی تھک گیا ہوں۔

اوہ زرا فے تم۔۔۔

ارے اب تم لوگ پھر سے شروع مت ہو جانا۔

عرشمان انہیں ڈپٹے ہوئے بولا۔

سب لوگ اپنے روم میں جاؤ اور شاہ ریز بیٹا تم بھی جاؤ نایرہ اکیلی ہے روم میں۔

دی جان نے ان سب کو کہا۔

او کے دی جان۔ شب بخیر۔

سب لوگ ایک ایک کر کے اپنے روم میں جانے لگے کہ اچانک کچھ یاد آنے پر گل شاہ ریز کے پاس آئی۔

بھائی میرا نیک دیں۔

ہیں یہ کیا ہوتا ہے؟

جو تمہیں نہیں مل سکتا۔

گل ساحل کو زبان دکھاتے ہوئے بولی۔

گل بچے آپ کو کیا چاہیے بتاؤ جلدی۔

ہاں گڑیا بتا دو کیوں کہ ہمارے دولہا صاحب کو کافی جلدی ہے روم میں جانے کی۔

عرشان شرارتی لہجے میں بولا۔

یہ لو آپ رکھ لو شاہ ریز نے اپنا پورا والٹ گل کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

بھائی ناٹ فیر آپ نے اس گل کی بچی کو پورا والٹ دے دیا اور مجھے کچھ بھی نہیں۔

ارے اوکھوتے یہ بہنوں کانگ ہوتا ہے جو ہر بھائی اپنی بہن کو دیتا ہے۔

جو اد صاحب ان کے پاس آتے ہوئے بولے۔

اور ساحل بے چارہ منہ بسور کر رہ گیا۔

اور گل اسے والٹ دکھا کر جلاتے ہوئے اپنے روم میں چلی گئی۔

چاچو آپ لوگ بھی روم میں جائیں میں دی جان کو ان کے کمرے میں چھوڑ دیتا ہوں

-

اوکے بیٹا۔

آن

خان میرے بچے میں بہت زیادہ خوش ہوں تمہارے لیے اب موت بھی آجائے تو کوئی غم نہیں۔

دی جان میں نے کتنی بار منع کیا ہے کہ یہ مرنے کی باتیں مت کیا کریں ابھی تو آپ کو بہت سارا جینا ہے۔

بیٹا موت تو برحق ہے ہر کسی کو آنی ہے اس میں اتنا دکھی ہونے کی کیا ضرورت ہے؟  
دی جان جب آنی ہے آجائے گی، لیکن آپ یوں بار بار کہ کر ہمیں تکلیف مت دیا  
کریں۔

وہ ان کے سامنے دو جانو بیٹھ کر ان کی گود میں رکھے ہاتھوں کو پکڑ کر بولا۔  
چلو نہیں کرتی میں کوئی ایسی ویسی بات۔  
ہم گڈ۔

ویسے دی جان مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔  
ہاں بولو بیٹا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ سب یہیں میرے خان ولا میں رہیں۔  
دی جان میں جان میں وہاں نہیں جاسکتا کیوں کہ وہاں پر میں نے بہت کچھ کھویا ہے  
اور جب میں وہاں پر جاؤں گا مجھے ہر بار اپنا نقصان یاد آئے گا۔  
اسلیے میں چاہتا ہوں آپ سب یہیں میرے ساتھ رہیں۔

بیٹا میں کل جواد اور راحم سے بات کرتی ہوں، اور اب تم اپنے روم میں جاؤ وہ بچی کب سے اکیلی ہے۔

نی جگہ ہے اسے ڈر بھی لگ رہا ہو گا۔

او کے دی جان شب بخیر۔

وہ ان کے پیشانی پر بوسہ دے چلا گیا۔

وہ جیسے ہی روم میں داخل ہوا اسے نایرہ کی گھٹی گھٹی سسکیاں سنائی دی اس نے آواز کی سمت نظر کی تو دیکھا کہ نایرہ بیڈ کے سرہانے سکڑ سمٹ کر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی اور اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔

وہ تڑپ کر اس کی طرف بھاگا۔

میری جان کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں؟

وہ اسے باہوں میں بھرے بے تاب لہجے میں بولا۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ م۔۔۔ جھ۔۔۔ ے دیدو۔۔۔ کی یاد آرہی ہے۔

م۔ میں کبھی ان سے دور نہیں ہوئی۔ لیکن۔۔ آ۔ ج۔۔ وہ میرے پاس ن۔ ہیں۔  
۔۔ تو مجھے۔۔ رونا آرہا ہے۔

وہ ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

رونے سے کاچہرہ سرخ ہو گیا

اس میں اتنا رونے والی کیا بات میری جان۔

صبح وہ آہنگی تو آپ ان سے مل لینا۔

وہ پیار سے اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولا۔

پرنس۔۔ مجھے کیٹی کی بھی یاد آرہی ہے نا۔۔ اس نے اپنا ایک اور دکھ بتاتے ہوئے  
کہا۔

اففف اب یہ کون سا رقیب ہے میرا۔

پرنس رقیب نہیں کیٹی میری کیوٹ شی کیٹی۔

وہ معصومیت سے بولی۔

افف میری بڑفلائی کو میرے علاوہ ہر کوئی یاد ہے یہاں تک کہ ایک بلی بھی، واہ بیٹا شاہ ریز تمہاری تو خوب گزرے گی اپنی معصوم بیوی کے ساتھ۔

وہ خود سے بڑبڑایا۔

پرنس آپ صبح ہوتے ہی میری کیٹی لادینا۔ وہ بھی مجھے مس کر رہی ہوگی نا۔  
ویسے بڑفلائی آپ نے تو مجھے اپنے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں اب تو دوست بھی بن گئے ہیں۔

شاہ ریز اس کا دھیان بلی سے ہٹانے کے لئے بولا۔

اوہ یہ تو میں بھول گئی تھی۔

پرنس مجھے ہر فلیور میں چاکلیٹ، آئس کریم بہت بہت زیادہ پسند ہے۔ مجھے بارش میں نہانا نہیں پسند مجھے بس بارش کی بوندوں کو اپنی مٹھیوں میں بند کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔۔ مجھے دیدو سے روزرات کو کہانیاں سننا اچھا لگتا ہے۔

اور مجھے باربی پر نسیم مووی دیکھنا اچھا لگتا ہے۔

ہم اور مجھے سنگنگ کرنا بہت اچھا لگتا ہے۔

پرنس میں آپ کو بھی سناؤں گی۔ اوکے۔

شاہ ریز خان تو اسے کہاں سن رہا تھا وہ تو اس کے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا جو ریڈ کلر کی لپسٹک سے سجے ہوئے اس کے جذبات بھڑکار رہے تھے۔

پرنس آپ سن رہے ہو۔

اف آپ کہاں کھو گئے ہو۔ وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولی۔

آ۔ کیا ہوا۔ وہ ہوش میں آتے ہوئے بولا۔

اچھا اب آپ چینیج کر لو پھر سونا بھی تو ہے۔

اوکے۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر جانے لگی تھی کہ اچانک پاؤں مڑا اور وہ لڑکھڑا کر شاہ ریز کے اوپر گر گئی۔



انشاء کافی دیر سے سونے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نیند تھی کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

اسے رہ رہ کر نایرہ کا خیال آ رہا تھا۔

پتا نہیں کیسی ہو گی وہ۔

کیا میں نے ٹھیک کیا نایرہ کی شادی کر کے؟

اس نے اپنے آپ سے سوال کیا۔

یا اللہ میری نایرہ بہت معصوم ہے آپ اس کی حفاظت کرنا، اس کے ساتھ کبھی کچھ غلط نہ ہونے دینا۔

اگر اس کے ساتھ کچھ بھی غلط ہوا تو وہ سہ نہیں پائیے گی۔

وہ بہت معصوم ہے وہ اس دنیا کے لوگوں سے واقف نہیں ہے۔۔

یا اللہ تو ہر پل اس کے ساتھ رہنا۔

انشاء اللہ سے دعا مانگ کر کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔

وہ نایرہ کے ساتھ بتایے لمحوں کو یاد کرتے ہوئے لان میں چہل قدمی کر رہی تھی۔

تبھی اچانک اس کا فون بجنے لگا۔

ہیلو۔۔ وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولی۔

میم وہ پاکستان آرہا ہے۔

اور وہ یہاں کسی خاص مقصد کے لیے آرہا ہے۔

ہمم آنے دواسے۔

مجھے تکلیف دینے والے کو بھی تکلیف ہوگی کیوں کہ کچھ لوگ مجھ سے معاف نہیں کیے جائینگے۔

اچھا تم ایک کام کرو اس کی فلائٹ ٹائم اور وہ کہاں اسٹے کرے گا یہ سب پتہ کر کے مجھے انفارم کرو۔

اوکے۔۔۔

خود پہ کھلتی ہوں خود میں بند ہوں میں۔

کچھ ایسی ہی خود پسند ہوں میں۔



شاہ ریز نے کروٹ لے کر اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کیا۔

پتہ ہے بٹر فلائی۔

نکاح نامے پر تمہاری سنگت کے اعتراف میں دستخط کرتے ہوئے میرے دل نے چپکے سے کہا۔

فایا لای ربی کما تکذبان۔

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

بٹر فلائی۔

میرے لئے پیار محبت عاشقی یہ سب الفاظ تھے۔

مگر جب سے تم سے ملا ہوں مجھے ان لفظوں کے معنی مل گئے ہیں۔

اگر میں زندگی میں تمہیں ایک چیز دے سکا تو میں تمہیں اپنی آنکھوں سے تمہیں دیکھنے کی صلاحیت دینا چاہوں گا۔ تاکہ تم محسوس کر سکو کہ تم میرے لئے کتنی خاص ہو۔

شاہ ریز اس کے کانوں میں میٹھی سی سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

نایرہ شاہ ریز کی سرگوشیاں سنتے کانپ رہی تھی

اچانک شاہ ریز نے اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے اس کے سرخ بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا اور اس کی سانسوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا پیاس تھی کہ بجھنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

نایرہ تو اس کے اس اقدام پر کانپ کر رہ گئی۔ اس کے بدن میں بجلی سی دوڑ گئی اور وہ اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے شاہ ریز آج اس کی جان لے کر ہی رہے گا۔

اسے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کا دم گھٹنے لگتا جا کر شاہ ریز نے اسے آزاد کیا۔

اس کے چھوڑتے ہی اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر رونا شروع کر دیا۔  
ہیے۔ بڑ فلائی آپ رو کیوں رہی ہو۔

شاہ۔۔۔ آپ۔۔۔ بہت۔۔۔ گندے۔۔۔ ہو۔۔۔ آپ نے۔۔۔ میرے۔۔۔ لپس پر  
کاٹی۔۔۔ کی۔۔۔ میں۔۔۔ آپ۔۔۔ سے۔۔۔ بات۔۔۔ نہیں۔۔۔ کروں گی  
اور۔۔۔ اپنی۔۔۔ دیدو۔۔۔ کے پاس چلی۔۔۔ جاؤں گی۔۔۔ اور انہیں سب بتاؤں  
گی۔

وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔

اففف میرا سوری میں نے آپ کو ہرٹ کیا۔

لیکن پر نسبز آپ ہم دونوں کی کوئی بات کسی کو بھی نہیں بتاؤں گی کسی کو بھی مطلب اپنی  
دیدو کو بھی نہیں۔۔۔

کیوں۔۔۔ کیوں۔۔۔ نہیں بتاؤں گی میں بتاؤں گی کہ آپ گندے پرنس ہو اور آپ  
نے میرے لپس پر کاٹی کی ہے۔

وہ ضدی بچے کی طرح بولی۔۔

شاہ ریز کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اسے کس طرح سمجھائیے۔ اسے نہیں پتہ تھا کہ اس کی بیوی اتنی معصوم ہوگی۔ عمر تو اس کی انیس سال کی تھی لیکن اس کے اندر بچوں جیسی معصومیت تھی جسے ان سب باتوں کی سمجھ نہیں تھی۔

دیکھو بٹر فلانی آپ اور میں فرینڈ ہیں نا اور ہسبینڈ وائف بھی تو آپ ہم دونوں کی کوئی بات کسی کو بھی نہیں بتائیگی۔

اگر آپ نے بتای تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیگے۔

اور آپ تو گڈ گرل ہونا تو اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کروگی۔

ہاں میں گڈ گرل ہوں میں کسی کو نہیں بتاؤں گی۔

ویری گڈ میری جان۔ اچھا اب آؤ چلو سوتے ہیں۔

شاہ ریز نے سوچ لیا تھا کہ تک نایرہ کو اس رشتے کی سمجھ نہیں آجاتی وہ اس رشتے کو آگے نہیں بڑھائے گا۔

لیکن چھوٹی موٹی گستاخیاں کر ہی سکتا ہے۔

اس نے نایرہ کو اپنے ساتھ لٹا کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا جس کی وجہ سے وہ بہت جلد سو گئی۔

اس نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

تیری طلب کی حد نے کچھ ایسا جنون بخشا ہے

کہ ہم خود کو بھول بیٹھے ہیں تمہیں یاد کرتے کرتے۔

عرشمان کافی دیر سے انشاء کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ جب بھی اسے دیکھتا تھا اسے لگتا تھا کہ جیسے اس سے نئے سرے سے عشق ہو گیا ہو۔

اس کے بارے میں وہ بے بس تھا۔

لاکھ سمجھانے کے بعد بھی اس کا دل اسی کے نام کی مالا جپتا تھا۔

من کو سمجھایا بہت یہ عشق و شق سے دور رہو۔

پر یہ من ہی من میں اپنی منمائی کر بیٹھا۔

مکمل عشق تب ہوتا ہے

جب عشق کی بانہوں میں خود عشق ہوتا ہے۔

شاہ ریز کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ نایرہ پوری طرح اس کے اوپر پھیل کر سو رہی تھی اور اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا ہوا تھا۔

شاہ ریز کے ہونٹوں پر ایک میٹھی سی مسکراہٹ چھا گئی۔

اس نے آہستہ سے کروٹ لے کر اس کو آرام سے سیدھا کر کے سلایا اور دائیں بائیں طرف ہاتھ رکھ کر اس کے چہرے پر جھکا اور اس کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا۔  
مائی بٹر فلائی آپ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ میرے دل و دماغ پر چھاتی جا رہی ہو اور آپ کا عشق میری رگوں میں خون بن کر گردش کر رہا ہے۔

آپ کے آنے سے پہلے میری زندگی میں سوائے اندھیروں کے کچھ نہیں تھا لیکن آپ کے آنے سے میری زندگی میں ہر طرف روشنی چھا گئی۔ آپ اپنے نام کی طرح ایک چمکتا ہوا ستارہ ہو۔



آپ میری زندگی کا برائٹ اسٹار ہو جس نے میری زندگی اور دل کو روشن کر دیا ہے۔  
آپ مجھ سے کبھی دور مت جانا پر نسیر زور نہ یہ شاہ ریز خان جی نہیں پایگا۔  
وہ اس کے چہرے پر اپنی محبت اور دیوانگی کے پھول کھلاتے ہوئے بولا۔  
نایرہ ابھی بھی سو رہی تھی۔

اس کے چہرے پر بچوں جیسی معصومیت تھی۔ اس کے چہرے کو دیکھتے اچانک شاہ ریز  
کو انشاء کی باتیں یاد آئیں جو اس نے نایرہ کے پاسٹ کے بارے میں بتائیں تھی۔  
اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

بٹرفلائی آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا اور اگر کسی نے پہونچانے کی کوشش  
کی تو پھر اسے شاہ ریز خان کے کہر سے اس دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا پائے گی۔  
آپ میرا دل ہو آپ اس دل کی آتی جاتی سانسوں کی ضمانت ہو۔

وہ اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے ہوئے بولا۔  
اچانک نایرہ کسمپاسی اور مندی آنکھوں سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولی۔

گڈمارنگ پرنس۔۔

گڈمارنگ پرنسز۔

جلدی سے آپ فریش ہو جاؤ کیوں کہ آپ کی دید و آنے والی ہیں۔

اوہ۔۔ہ میں تو بھول گئی دید و آنے والی ہیں۔

میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں وہ فورن واش روم کی طرف بھاگی۔

لیکن دروازے پر ہی رک گئی۔

پرنس آپ نے بولا تھا آپ صبح میرے اٹھنے سے پہلے کیٹی کو منگوادیں گے۔

لیکن کیٹی تو نہیں ہے یہاں۔

نایرہ یاد آنے پر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

اور شاہ ریز خان تو اس کیٹی کو من ہی من کو سا جس وجہ سے اس کی بٹر فلانی کا دھیان

اس سے زیادہ اس کیٹی طرف ہوتا تھا۔

پرنسز آپ تیار ہو جاؤ آپ کی کیٹی آپ کی دید و لا رہی ہیں۔

یا ہو وواب کیٹی بھی میرے ساتھ رہے گی۔

وہ چہکتے ہوئے بولی۔

اور بھاگ کر واش روم میں گھس گئی۔

تاکہ جلدی سے تیار ہو سکے۔

مائے انوسینٹ بیوٹی آپ اپنے ڈریس تو لے لیں۔

اسے دروازہ بند کرتے ہوئے دیکھ شاہ ریز نے کہا۔

اور پھر وارڈروب سے ایک خوبصورت ڈریس جو لانگ کرتی اور پلاز جو کہ نیوی بلیو کلر کا تھا جس پر ہلکے پھلکے دھاگوں سے کڑھائی کی ہوئی تھی۔

ڈریس کافی ہلکا تھا کیوں کہ کل شاہ ریز نے دیکھا کہ نایرہ ہیوی ڈریس ہونے کی وجہ کیری نہیں کر پار ہی تھی۔

شاہ ریز ڈریس پکڑا کر وہیں صوفے پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

دس منٹ بعد ہی نایرہ باہر نکل آئی اور جلدی سے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی ہو کر بال بنانے لگی۔

اس کے ہر انداز میں عجلت تھی ایسا لگتا تھا کہ وہ بہت جلدی میں ہے۔  
اور شاہ ریز کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ اپنی جلدی میں کیوں ہے۔  
اور ایک بار پھر سے اسے غصہ آنے لگا۔

مطلب کہ حد ہے اب ایک بلی کی وجہ سے اس کی بٹر فلائی اسے نظر انداز کر رہی ہے۔

اچانک اسے نایرہ کی سسکی سنائی دی۔

کیا ہوا بٹر فلائی آپ روکیوں رہی ہیں۔ وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔

م۔۔ مجھے۔۔ بال۔۔ بنانے۔۔ نہیں آتے۔۔ وہ سسکتی ہوئی بولی۔

تو آپ بال کیسے بناتی تھی نا۔ وہ ہونٹ باہر نکال کر بولی۔

اوہ اب کیا کریں؟

اچھا میں کوشش کرتا ہوں۔

پرنس آپ بال بھی بنا لیتے ہو۔

وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور بڑا کرتے ہوئی۔

نہیں مای بیوٹی فل لیڈی مجھے بنانا نہیں آتا میں یوٹیوب پر دیکھ کر بناؤں گا۔

وہ نرمی سے اس کے گالوں کو کھینچتے ہوئے بولا۔

ا۔ی۔ی۔ی پر نس آپ میرے چکس مت کھینچو مجھے درد ہوتا ہے۔

اووہ سوری بٹر فلاتی۔ کیا زیادہ درد دھورہا ہے؟

ہ-ہ ہمم بہت زیادہ۔ وہ معصوم چہرہ بنا کر بولی۔

شاہ ریز جھکا اور نرمی سے اس کے پھولے ہوئے گالوں پر پیار کیا۔

اس کی حرکت پر نایرہ کا چہرہ پل سرخ ہوا تھا۔

وہ شرمناک نظریں نیچے کر لیں۔

اسے کل سے اپنی حالت سمجھ نہیں آرہی تھی۔ شاہ ریز جب بھی اس کے قریب آتا اس کی نظریں جھک جاتیں، دھڑکنوں کا شور بڑھ جاتا اور سانسیں اٹھل پٹھل ہونے لگتی تھیں۔

شاہ ریز نے اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالی اور اپنے جذبات پر قابو پاتے بال بنانے کی کوشش کرنے لگا۔

پہلے تو اس سے کافی بیکار چوٹی بنی جسے اس نے کھول دیا اور پھر تھوڑی بہت محنت کرنے کے بعد ایک سمپل ڈیزائن میں بالوں کا جوڑا بنا دیا۔

اسے نایرہ کے کھلے بال پسند نہیں تھے کیوں کہ وہ بار بار اس کے خوبصورت چہرے پر آتے تھے اور شاہ ریز نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس کے وہ اس کے چہرے کو چھوے چاہے اس کے بال ہی کیوں نہ ہو۔

واؤ پر انس آپ کو تو بال بنانا بھی آتا ہے۔

وہ خوشی سے اس کے گلے لگتے ہوئی بولی اور جلدی سے اس کے گالوں پر کس کر دی۔

کرنے کے بعد احساس ہوا کہ وہ کیا کر چکی ہے۔

وہ جلدی سے اس سے الگ ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ اچھپا لیا۔

شاہ ریز تو اپنے گالوں پر ہاتھ رکھے اسٹل کھڑا رہ گیا۔

تبھی نایرہ کی منمناتے آواز سنائی دی۔

و۔۔۔ ہ میں۔۔۔ دیدو۔۔۔ کو ایسے ہی کرتی ہوں۔ تو۔

اوہو مای انوسینٹ بیوٹی یو آر دی بیسٹ۔

آپ بس ایسی چھوٹی چھوٹی عنایتیں کرتی رہیں۔

وہ خوش ہوتے ہوئے بولا۔

ارے اولو برڈز اب باہر تشریف لے آئیں گھر میں ایک عدد کنوارہ اور شریف بچہ رہتا ہے کیوں اسے بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اچانک ساحل دروازے پر جن کی طرح حاضر ہوا۔

شاہ ریز گڑ بڑا کر نایرہ کو اپنی بانہوں سے آزاد کیا اور غصے سے اس کی طرف بڑھا۔

ساحل یہ کیا بد تمیزی ہے؟ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ نایرہ اپنی جگہ پر کانپ کر رہ گئی۔  
لیکن ساحل جیسے ڈھیٹ انسان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

ارے بڑے بھیا اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے وہ دی جان نے کہا کہ میں نے  
نویلی دلہا دلہن کو بلا لاؤں۔

وہ اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے صفائی دیتے ہوئے بولا۔

اور ایک شرارتی نظر نایرہ کی طرف ڈالی۔

بھابھی آپ ذرا بچ کے رہنا یہ جو ہمارے بڑے بھیا ہیں نا ان کے اندر کبھی کبھی ہٹلر کی  
روح آجاتی ہے اور پھر غصے میں بھول جاتے ہیں کہ ان کے سامنے کون ہے؟

اور پھر ان کا وہ جلالی روپ سامنے آتا کہ بس۔ اللہ ہی بجایے۔

آپ بھی ذرا ہوشیار رہنا۔

ساحل تم یہاں سے جا رہے یا میں۔۔۔

ارے بڑے بھیا غصہ کیوں ہو رہے ہیں میں تو بس جا رہا تھا۔



وہ تیلی لگا کر فورن نو دو گیارہ ہو گیا۔

یہ ساحل بھی نہ۔۔ اچانک اس کی نظر پے پڑی جو ڈری ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا بٹر فلائی آپ مجھ سے ڈر رہی ہو کیا؟

اسے ساحل پر بہت زیادہ غصہ آیا جس کی بے تکی باتوں کی وجہ سے اس کی بٹر فلائی اس سے ڈر رہی تھی۔

ن۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں تو۔۔

تو پھر۔۔

وہ۔۔۔ ساحل۔۔۔ بھائی نے۔۔۔ بولا۔۔۔ کہ۔۔۔ آپ۔۔۔ کے۔۔۔ اندر روح آ جاتی۔۔۔ ہے۔

پرنس مجھے تو۔۔۔ بھوت۔۔۔ سے بہت زیادہ ڈر لگتا ہے۔۔

وہ اپنی آنکھوں میں نمی لئے بولی۔

اوہ میرا بچہ یہ ساحل جاہل مذاق کر رہا تھا۔ یہ بھوت وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔  
اچھا چلو اب سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔  
اوکے۔



آج صبح سے ہی میرا مینشن میں کافی ہلچل مچی ہوئی تھی۔  
کیوں کہ انشاء نایرہ کے گھر پر ناشتہ لے کر جانے کی تیاری کر رہی تھی اور سبھی  
نوکروں کی دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔  
وہ کوئی کمی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔  
اس نے اپنی نگرانی میں ہر چیز تیار کر اپنی تھی۔  
اب وہ جہاں داد کے ساتھ خان ولا کے لئے تیار ہو کر نکل رہی تھی کہ اچانک یاد آنے  
پر اس نے ایک سرونٹ کو آواز دی اور اسے نایرہ کی کیٹی لانے کو کہا۔  
اگر وہ کٹی کو بھول جاتی تو نایرہ نے رو رو کر سارا ولا سر پر اٹھالینا تھا۔

وہ کیٹی لیکر گاڑی میں بیٹھی اور خان ولا روانہ ہو گئی۔  
اس نے آج بلیک رنگ کی خوبصورت فرائیڈ پہنے ہوئے تھی۔  
جس کے گلے اور آستین پر ریشمی دھاگے سے خوبصورت کڑاھائی کی گئی تھی۔  
وہ دونوں جیسے ہی نیچے آئے۔  
ساحل نے شوخ آواز میں گانا گانا شروع کر دیا۔  
اپنے کرم کی کرا دائیں۔  
کر دے تو ہم بھی کچھ عنایتیں۔  
وہ گانے کی ٹانگ توڑتے ہوئے بولا۔  
شاہ ریز کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہیں لگی کہ وہ یہ کیوں گارہا ہے۔  
اس نے شاید سن لیا تھا جب شاہ ریز نایرہ سے عنایتیں والی کی تھی۔  
شاہ ریز نے کافی غصے سے اس کی طرف دیکھا۔  
جو مسلسل اپنی شرارتی مسکراہٹ سے کافی ٹیز کر رہا تھا۔

کیا ہوا ہے؟ تم صبح صبح گانا کیوں گارہے ہو۔

عرشمان ٹیبل پر آتے ہوئے بولا۔

اور پھر ساحل نے اسے پوری بات بتائی جس پر وہ بھی دانت نکالتے ہوئے بولا۔

بڈی کبھی کچھ نظر عنایت ہم پر بھی کر دیجئے۔

اس نے لفظ عنایت جان بوجھ کر استعمال کیا۔

شاہ ریز کافی غصے سے ان دونوں کی بے غیرتیاں دیکھ رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ بولتا کہ اس کی نظر اندر داخل ہوتی انشاء پر پڑی۔

دیدو۔۔ نایرہ بھاگ کر انشاء گلے لگی۔

آی ایم سوپسی دیدو آپ آگئیں مجھے آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔

مجھے بھی اپنی ہنی کی بہت یاد آرہی تھی اسلئے تو میں آگئی آپ سے ملنے۔

وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرے پیار سے بولی۔

سارے گھر والے ان دونوں کو کافی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔

عرشمان خان انشاء کو دیکھ کر کھل اٹھا آج اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اسے پرپوز کر دے گا۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

تبھی جہاں داد سامان سے لدا پچھدا اندر داخل ہوا جو گاڑی سے سامان نکالنے گیا تھا۔ ارے بیٹا اس سب کی ضرورت نہیں تھی آپ نے بے کار میں اتنی محنت کی۔ عرشمان کی ماما نے اسے کہا۔

ارے آنٹی ضرورت کیوں نہیں تھی میری جان سے پیاری بہن کا سسرال ہے اور میں نہیں جانتی تھی کہ کوئی کمی ہو اور مجھے زیادہ کچھ نہیں پتا ان سب کے بارے میں تو میں نے نیٹ پر سرچ کر کے یہ سب تیار کرایا ہے اگر کوئی کمی معاف کر دینا۔ بیٹا کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ یہ بھی آپ کا نایرہ بیٹے کا گھر تو کوی تکلف کی ضرورت نہیں ہے آئندہ یہ سب مت کرنا بیٹا۔

جواد صاحب نے کافی پیار سے کہا۔

اوکے انکل۔۔

دید و میری کیٹی کہاں ہے آپ بھول گئی کیا؟ نایرہ منہ بناتے ہوئے بولی۔

ارے نہیں گڑیا میں نہیں بھولی وہ دیکھو جہاندار ہا ہے۔

اوہہ مائے شونو میری کیوٹ کیٹی میں نے آپ کو بہت مش کیا۔

کیا آپ نے مجھے مش کیا۔

میاؤں میاؤں۔

ہائے کیٹی آپ نے بھی مش کیا۔

ارے بھابھی آپ نے اپنی کیٹی کو منگو الیا۔ یہ بہت اچھا کیا مجھے بھی اس کی یاد آرہی تھی۔

یہ لو ایک نہ سہی دودو اس بلی کے پیچھے پاگل ہیں۔

شاہ ریز خان نے اپنی سرخ آنکھوں سے بلی کو گھورتے ہوئے سوچا۔

کافی دیر تک انشاء گھر والوں سے بات کرتی رہی اسے گل اور ساحل بھی کافی پسند

آئے تھے اور اگر کوئی پسند نہیں آیا تھا تو وہ تھا ڈی ایس پی عریشان خان۔

اس کے موبائل پر کال آرہی تھی جسے سننے کے لئے وہ بیک ایریا کی طرف آئی تھی۔  
کال سن کر وہ پلٹ رہی تھی کہ اچانک پاؤں مڑا اور وہ گرنے لگی تھی کہ سامنے سے  
آتے ہوئے عریشان نے اسے اپنی بانہوں میں بھر کر گرنے سے بچا لیا۔  
اس کی نظر انشاء کی آنکھوں پر ٹک گئیں۔

جس میں دیکھنے کے بعد اسے کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔  
انشاء نے خود کو اس کی بانہوں سے آزاد کرایا اور اندر کی طرف بڑھی۔  
کہ اچانک عریشان اس کے سامنے آگیا۔  
مس انشاء مجھے آپ سے بات کرنی ہے کیا آپ اپنا تھوڑا سا وقت مجھے دینگے؟  
مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔  
پلیز صرف دو منٹ۔۔

اوکے۔۔

اس نایرہ کے بارے میں سوچ کر اجازت دے دی کہ وہ اس کی بہن کا دیور ہے۔ دو منٹ کے لئے اس کی بات سن سکتی ہے۔

دیکھیں میں زیادہ گھما پھرا کر بات کرنے کا عادی نہیں ہوں مجھے صاف ستھری بات کرنا پسند ہے۔

اسیے میں مدعے پر آتا ہوں۔

مس انشاء میر آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں آپ کی اس سحر طراز (جادو کر دینے والی) آنکھوں نے اپنا دیوانہ بنا دیا ہے۔ مجھے آپ سے عشق ہو گیا ہے۔

تو کیا آپ میرے امی ابو کی بہو، اور میری دی جان کی پر بہو، اور میرے بہن بھائیوں کی بھابھی بننا پسند کریں گی۔

انشاء جو اس کے عجیب و غریب پر پوزل پر شکا سی کھڑی تھی اچانک ہوش میں آئی اور کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے گال پر رسید کر دیا۔

عرشمان خان تو ہکا بکارہ گیا کہ ایسا بھی اس نے کیا کر دیا۔ جو اس لڑکی نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔



اس کی آنکھیں لہورنگ ہو گئیں۔ اس نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی۔

آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی وہ عرثمان خان سے اونچی آواز میں بات کرے  
کہاں اس لڑکی نے تھپڑ رسید کر دیا تھا

آج تک کسی کی ہمت نہیں ہوئی تھی عرثمان خان سے اونچی آواز میں بات کر سکے  
اور کہا اس لڑکی نے اسے تھپڑ رسید کر دیا تھا۔

غصے سے اس نے اپنی مٹھیاں بھینچی غصے کی زیادتی کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا  
اور آنکھیں لہورنگ ہو گئی تھیں۔

وہ ایک جست میں اندر کی طرف جاتی انشاء تک پہنچا اور اس کی نازک کلائیوں کو  
اپنی سخت پکڑ میں لیا۔

اور کھینچ کر اپنے روبرو کیا۔

واٹ دا ہیل۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی ہاں۔

وہ اپنی پوری طاقت سے چلایا۔

ایک پل کو تو انشاء بھی کانپ کر رہ گئی۔

ت۔۔ تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ یہ گھٹی بات کرنے کی۔

کون سی گھٹی بات کی ہے ہاں؟ نکاح کرنے کا بولا ہے۔

اور یہ کوئی مذاق نہیں ہے مس انشاء میر۔

وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولا جیسے اسے یقین دلانا چاہتا ہو۔

ہو نہہ۔۔

دنیا میں سب سے زیادہ ناقابل اعتبار ذات مرد کی ہے کیوں کہ یہ بڑے طریقے جانتا ہے یہ برباد کرنے کے، پہلے پیچھے بھاگے گا، محبت کے دعوے کرے گا وقت گزارے

گا وقت کے ساتھ سب گزر جائیگا۔ یقین پانے کے بعد تمہیں توڑے گا اور تم سے

تمہارا غرور چھینے گا اور تمہاری روح پر گہری کڑوی ضربیں لگائے گا اور تمہاری روح

چھلنی کر کے چلا جائے گا۔

اور مجھے اس دنیا کے کسی مرد پر بھروسہ نہیں ہے اور نہ میں اس پیار محبت جیسے سستے لفظوں کے جال میں نہیں پھنسنے والی۔

اس نے اپنی زندگی جو روپ مردوں کے دیکھے تھے ان کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔  
پہلے تو اس کی بات پر عرثمان خان کو بہت زیادہ غصہ آیا لیکن جب نظر اس کی سیاہ خوبصورت آنکھوں پر پڑی تو اسے ان میں بے پناہ کرب اور درد نظر آیا اس کا دل بے چین ہوا اٹھا۔

ایسا کیا اس کی زندگی میں ہو گیا جو اس قدر مردوں سے نفرت کرتی ہے؟  
مس انشاء مجھے آپ سے عشق ہو گیا ہے اور میں آپ سے نکاح عشق کرنا چاہتا ہوں۔  
عرثمان نے اس کی کڑوی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک بار پھر سے اپنی بات دہرائی۔

ہو نہ مرد عشق و عاشقی نہیں کرتا اسے تو صرف جسم کی بھوک ہوتی ہے۔  
وہ نفرت آمیز زہر خند لہجے میں بولی۔

مس انشاء۔۔۔

مرد نکاح کرتے ہیں۔ عیاشی اور ٹایم پاس تو درندے کرتے ہیں۔

اور ماشاء اللہ آپ میں اتنی سمجھ تو ہوگی کہ آپ ایک مرد اور درندے میں فرق کر سکیں۔

وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

کچھ پل تو انشاء کچھ بول نہیں سکی بس خاموشی سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔ پھر بولی۔

مسٹر عر شمان خان آپ اپنا وقت کسی اور پر ضائع کریں مجھے جانے دو وہ غصے سے کہتے وہاں سے چلی گئی۔

اسے عر شمان خان پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا لیکن وہ برداشت کر گئی کیوں کہ وہ یہاں پر کوئی تماشہ کرنا نہیں چاہتی تھی۔

مس انشاء میرا ایک بار تم میری دسترس میں آ جاؤ پھر تمہیں خود بخود میری محبت اور دیوانگی پر یقین آ جائے گا۔

اب لگتا ہے مام ڈیڈ سے بات کرنی پڑے گی۔



اچھا نایرہ اب میں چلتی ہوں، آپ اپنا خیال رکھنا اوکے۔

دید و آپ اتنی جلدی جارہے ہو۔

ہنی جانے پڑے گا آفس میں ایک میٹنگ ہے۔

اور پھر انشاء سب سے مل کر واپس چلی گئی۔

اس کے جانے سے نایرہ کے چہرے پر اداسی چھا گئی جسے سبھی گھر والوں نے محسوس کی

گل آکر۔ نایرہ کے پاس بیٹھ گئی اور بولی۔

! بھابھی آپ کی دید و کتنی پیاری ہیں کاش میری بھی کوئی بہن ہوتی

ہاں میری دید و بہت پیاری ہیں وہ ورلڈ کی بیسٹ دید و ہیں۔

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

یہاں آؤ میری بچی دی جان نے اسے اپنے پاس بٹھایا۔

بیٹا آپ اداس مت آپ کا جب دل کرے آپ اپنی دید و سے مل لینا یا پھر انہیں  
اپنے پاس لیا کرنا۔

یس مجھے جب بھی دید و کی یاد آئے گی میں دید و کے پاس چلی جاؤں گی۔ وہ خوش  
ہوتے ہوئے بولی۔

بھابھی آپ کو وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے؟

عرشمان ان سب کے پاس آتے ہوئے سنجیدہ آواز میں بولا۔

اوے کھوتے تو کیا بول رہا ہے کیوں نہیں ضرورت جانے کی ایک ہی دن ہوا ہے بچی کو  
آیے اب وہ اپنے گھر بھی نہ جایے۔ دی جان اس کو ڈپٹے ہوئے کہا۔

ہاں عرش کیوں نہیں جاسکتی نایرہ اور یہ تم کیوں اس کی ساس بن رہے ہو اس آنے جانے پر پابندی لگا کر۔

رومی چاچی نے بھی اس کو لتاڑتے ہوئے کہا۔

😊 استغفر اللہ۔ میں کیوں ساس بنوں گا

میں تو کہہ رہا تھا کہ بھابھی کو کیا ضرورت جانے کی ہم انہیں ہی یہاں پے لے آتے ہیں ہمیشہ کے لیے۔

ارے عرش تم کیسی بات کر رہے ہو کیسے ہم اسے یہاں پے بلا سکتے ہیں وہ بھی ہمیشہ کے لیے اس کی اپنی زندگی ہے آفس ہے جسے ہی سنبھالتی ہے۔

اب کی عرثمان کی ماما نے ٹوکتے ہوئے کہا۔

سب گھر والے اس کی بے تکی بات پر اسے دیکھ رہے تھے سوائے شاہ ریز اور ساحل کے کیوں کہ انہیں پتہ تھا کہ وہ کیا کہنا چاہ رہا ہے۔

وہ گھر والوں کی بات سن عر شان کافی جھنجھلا گیا وہ کیا کہنا چاہتا تھا اور اس کے گھر والے کیا سمجھ رہے تھے۔

شاہ ریز اس کی حالت سے کافی لطف اندوز ہو رہا تھا۔

کیوں صبح اس نے بھی ناک کر دیا تھا۔

ارے ماما آپ سمجھو یا ر بچہ بڑا ہو گیا ہے کب سے وہ اپنے منہ سے شادی کی بات کر رہا ہے اور آپ لوگ بھی پتا نہیں کیا کیا سمجھ رہے ہو۔

ساحل نے اس کی حالت سمجھتے گھر والوں کو بتایا۔

کیا۔۔؟

کیا۔؟

کیا۔؟

ارے تم شادی کے لیے مان گئے کمال نہیں ہو گیا۔

رومی چاچی نے بے یقین لہجے میں کہا۔



بیٹا تم سچ کہہ رہے ہو؟۔

یس مام میں سہی کہ رہا ہوں مجھے مس انشاء سے شادی کرنی ہیں۔

یا ہوو۔ وگل فوراً نایرہ کے گلے لگی۔

بھابھی اب آپ اپنی دیدو کو ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھنے کی تیاری کرو۔

واو کتنا مزہ آگیا دیدو بھی ہوں گی اب۔

وہ خوشی سے چمکتے ہوئے بولی۔

بیٹا کیا تم نے اس بارے میں بات کی ہے اس سے مطلب کہ تم اس سے شادی کرنا چاہتے ہو۔

کرلی ہے اور اس کا اچھا خاصہ انعام بھی ملا ہے وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے آہستہ آواز میں بولا۔

بیٹا میں ہم سب بہت خوش ہیں آپ کی چوائس سے اب ہم آپ کے بھی فرض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔

نہیں بابا ابھی نہیں ابھی میں ایک کیس میں الجھا ہوا ہوں جیسے ہی یہ کیس ختم ہوتا ہے اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

ہم یہ بھی سہی ہے۔

وہ کہ چلے گئے

نایرہ چلیں آپ روم میں آرام کر لیں صبح سے ہی اٹھیں ہوئیں ہیں آپ۔

نہیں مجھے نیند نہیں آرہی ہے مجھے گل سے باتیں کرنی ہے وہ جھٹ سے انکار کرتے ہوئے بولی اسے شاہ ریز سے ڈر لگ رہا تھا کیوں کہ صبح کی جسارت ابھی بھولی نہیں تھی جس کے بارے میں سوچتے اس کے گال دھک اٹھے۔

شاہ ریز نے بڑے غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا اور اسے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اس کی بٹر فلالی اس سے ڈر رہی ہے اور شرمناک رہی ہے۔

اسے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اس کی بٹر فلالی اس کے جذبات سمجھ رہی ہے۔

دی جان تھوڑی سی نظر کرم مجھ معشوم پر بھی فرمادیں میری شادی وادی کرادیں اب تو میں بھی کمانے لگا ہوں وہ نظروں کے حصار میں گل رکھ کر بولا۔ جو دی جان کی تیز نظروں سے چھپ نہیں سکا۔

اوے زرافے تم سے شادی کے لیے مانگی کون۔۔۔ ہنہ۔۔۔  
کیوں نہیں مانگی گڈ لنگ اور چار منگ ہوں اچھا خاصا کما بھی لیتا ہوں۔  
ہر لڑکی یہ سب نہیں چاہتی۔

تو پھر کیا چاہتی ہے؟

کچھ ایسی بھی ہوتی ہیں جو چاہتی ہیں کہ ان کا شوہر ایسا ہو جو اس کی ہر خواہش پوری کرے۔

اگر اس کا دل رات کو دو بجے آئس کریم کھانے کا کرے تو وہ بنا وقت کی پرواہ کیے اس کے لیے آئس کریم لائے۔

اگر وہ کہے آج میرا دل برتن دھلنے کا نہیں کر رہا ہے آپ دھل دو تو دھل۔

اگر وہ کہے کہ مجھے فلاں فلاں چیز کھانی ہے تو وہ فورن کچن میں گھس جائے اور اس کی پسند کی ہر چیز بنا کر کھلائے۔

اگر وہ کہے کہ آج میرا دل باربی پر نسیم مووی دیکھنے کا کر رہا ہے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھ کر بنا اگر مگر کیے پوری مووی دیکھے۔

اگر وہ کہے کہ۔۔۔۔

ارے بس بس۔۔۔ یہ پیار ہے کہ ٹارچر اور کون سی لڑکی ہے وہ جو یہ سب فرمائش کرے گی ہاں؟

میری جیسی لڑکی اور کون۔

کیا یہ سب تمہاری بھی خواہشات ہیں؟

یس آف کورس۔ اور ابھی تو پوری سنی ہی نہیں۔

بس بس مجھے سننے بھی نہیں۔

ساحل بیٹا تیرا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ کیا تجھے یہی لڑکی پسند آتی تھی۔ وہ خود سے بڑبڑایا۔



عرشمان زمان کے کال کرنے پر پولیس اسٹیشن آیا تھا کیوں کہ اسے کوئی ضروری بات کرنی تھی۔

تبھی زمان اندر داخل ہوا۔

ہاں زمان بولو کیا خبر ہے؟

سر آج وہ پہونچ جائے گا۔

ہم۔ گڈ اور اس کو ایر پورٹ پر وہ سرپرائز مل جانا چاہیے جو ہم نے اس کے لیے تیار کیا ہے۔

اوکے سر۔

تیاری مکمل ہے نا۔ اور جو میں نے ٹیم تیار کرنے کا بولا تھا وہ تیار ہے۔

جی ہاں سر وہ سب تیار ہیں۔



آج کا سارا دن نایرہ نے گل کے ساتھ مل کر گزارا تھا۔  
اور اس نے پورا ولا بھی دیکھا۔

سب سے زیادہ اسے لان میں لگا جھولا پسند آیا تھا۔  
دونوں نے کافی ساری باتیں کی تھیں۔

شاہ ریز جب آفس سے واپس آیا تو گاڑی سے باہر نکلتے اس کی نظر نایرہ پر پڑی جو  
جھولے پر گل کے ساتھ اپنی کیٹی کو لے کر بیٹھی تھی۔

بلی کو دیکھ کر شاہ ریز کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

وہ چلتا ہوا دونوں کے پاس آیا۔

ارے شاہ آپ آگئے؟

پر نسیر آگیا ہوں تبھی تو آپ کو دکھ رہا ہوں۔

وہ گمبھیر آواز میں بولا۔ اس کی نظریں تو اس بلی پر ٹکی ہوئی تھیں جو اس کی بٹر فلانی کی  
گود میں مزے سے بیٹھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

اس کے آتے ہی گل اندر چلی گئی تھی۔

بڑ فلائی آپ ہر وقت اس بلی کو اپنے ساتھ مت رکھا کریں۔

کیوں؟۔ کیوں کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے۔

ہا۔۔ شاہ آپ کو میری کیٹی کیوں اچھی نہیں لگتی ہے؟

سب کو تو اتنی پسند آئی ہے۔

ہاں نہیں ہے پسند کیوں کہ یہ ہر وقت میری بڑ فلائی سے چپکی رہتی ہے اور میری بڑ فلائی بھی اس سے پیار کرتی ہے مجھ سے نہیں۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

اور اسے بانہوں میں بھر لیا۔

آمی مس یوماے انوسینٹ بیوٹی۔

میں نے آپ کو بہت مس کیا میرا پورا دن اور گزرا۔

اور آپ نے کیا کیا سارا دن۔

ہم میں پہلے تو پورا اولاد دیکھا جو کہ مجھے بہت زیادہ پسند آیا۔

اس کے بعد جھولے لیے۔

ہم اس کا مطلب آپ نے مجھے ذرا بھی مس نہیں کیا۔

وہ اس کے بالوں میں منہ چھپائے ہوئے بولا۔

اپنی گردن پر اس کی سانسیں مسوس کر کے نایرہ کانپ گئی۔

اور خود کو اس کے حصار سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

بڑ فلاحی آپ کچھ دیر ایسے ہی کھڑی رہیں اور مجھے اپنے آپ کو محسوس کرنے دیں۔

شاہ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ فریش۔۔۔۔۔ ہو جائیں نا ابھی باہر سے آئے ہیں اور شروع ہو گئے

۔۔۔

او۔۔۔ وہ۔۔۔ اسٹرینج میری انوسینٹ بیوٹی کو بہانے بھی آگئے مجھ سے بچنے کے۔

وہ وہو ننٹوں کو گول کرتے ہوئے بولا۔

ایرپورٹ۔۔۔



ایک پینتیس سالہ آدمی ایر پورٹ سے باہر نکلتا ہے جو دیکھنے میں اپنی عمر سے سات آٹھ سال کم ہی لگتا ہے۔ اس کے دائیں بائیں سات آٹھ گارڈ ہوتے ہیں۔

وہ شاہانہ چال چلتے ہوئے گاڑی کی طرف آتا ہے ایک گارڈ

جھک کر دروازہ کھولتا ہے ابھی وہ بیٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

ہیلو۔۔ آصف نیازی اسپیکنگ۔ وہ گمبھیر آواز میں بولا۔

ہ۔۔۔ ہیلو سر۔۔ ایک بری خبر ہے سر ہمارا سال پکڑا گیا ہے اور جو لڑکیاں آپ نے شیخ کو دینی آج رات ان کو بھی پولیس والوں نے چھڑا لیا ہے۔

سر ایک بری خبر ہے وہ جو کراچی یونیورسٹی میں ہمارا گروہ ڈ۔ر۔گ۔س۔ سپلائی کرتا تھا اور لڑکیوں کو ٹریپ کر کے ہمارے پاس بھیجتا تھا اس کا لیڈر پکڑا گیا ہے۔

کال کرنے والے ایک ہی سانس میں پوری خبر سنا دی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ پوری بات سنے بنا کال کاٹ دے اور بعد میں اس کو ہی سزا ملے کہ پوری بات کیوں نہیں بتائی۔

کیوں کہ آصف نیازی جیسے درندے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں پر جان لے لینا ایک مشغلہ تھا۔

اس کی پوری بات سن کر اس کا غصہ ساتویں آسمان کو پہنچ گیا۔

یو باسٹر ڈ تم سب کہاں مرے ہوئے تھے ہاں؟ کیا اس لئے میں تم لوگوں کو پیسے دیتا ہوں۔

تم کو تو میں آکر دیکھتا ہوں تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں سے لکھی ہے۔

نیازی تو کسی کی معمولی سی غلطی بھی معاف کرتا اس بار تو میرا کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔

اور سب سے پہلے سزا تمہیں ملے گی کیوں کہ میں تمہیں انچارج بنایا تھا کہ تم میری غیر موجودگی میں سب سنبھالو گے اور اگر کوئی گڑبڑ ہوتی ہے تو سب سے پہلے مجھے خبر دو گے۔

اور تم نے تو مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ پولیس میرے بارے میں چھان بین کر رہی ہے

-

میں پہونچ رہا ہوں اور فرار ہونے کی کوشش بھی مت کرنا کیوں کہ تم کہیں بھی  
چھپ جاؤ لیکن نیازی سے بچ نہیں سکتے۔

وہ غصے سے دھاڑا۔

اور موبائل کو غصے سے پھینکا اور خود ڈرائیونگ کرنے کے لئے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا  
اس کے گاڑنے سے روکنے کی کوشش کی تو اس نے انہیں کہ اس کی ایک گھوری پر  
چپ کر گئے۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ عریشان خان کو جب آصف نیازی کے پاکستان آنے کی خبر ملی تھی تو  
اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس کے سامنے آنے سے پہلے کچھ دھماکے دار سرپرائز اس  
نیازی کو دے تاکہ اسے بھی پتہ چلے کہ اس ملک کے رکھوالے اتنے بے خبر نہیں کہ  
کوئی بھی ان کے ملک کی جڑیں کھوکھلی کرے اور انہیں کچھ خبر ہی نہ ہو۔  
اس لئے اس نے پہلے ہی سے تیاری کر لی تھی۔

اتنے دنوں سے وہ اور اس کی ٹیم نے پوری پوری جاں نثانی سے اس کیس پر کام کیا  
تھا اور اس کے بارے میں ایک ایک بات جانکاری حاصل کی تھی اسی دوران انہیں

نیازی کے ڈ۔۔۔ر۔۔۔گ۔۔۔س ڈیل کے بارے میں پتہ چلا تھا جو آج کے دن ہونی  
تھی اور یہ ڈیل نیازی کے اسلام آباد کے باہر سنسان ایریے میں بنے فارم ہاؤس پر  
تھی۔

عرشمان نے اس کیس کے لئے ایک ٹیم تیار کر اپی تھی۔

جس کے ساتھ وہ نیازی کے فارم ہاؤس پر پہونچا اور انہیں یہ یہاں آکر یہ معلوم ہوا کہ نیازی نے آج ہی کچھ لڑکیوں کی کسی شیخ کے ساتھ ڈیلنگ کی ہے اور آج رات کو یہ بھی باہر بھیج دی جائیگی۔

یہ سب جان کر عر شمان خان کا خون کھول اٹھا۔

وہ تو شکر کہ وہ لوگ وقت سے پہلے آ گئے تھے اور فارم ہاؤس سے کچھ دور موجود جنگل میں چھپے ہوئے تھے تاکہ ان کی آمد کا نہیں پتہ نہ چل سکے۔

فام ہاؤس میں جانے کے لئے دو راستے تھے ایک تو سامنے سے جانے والا اور ایک پیچھے سے تھا جو بہت کم استعمال ہوتا تھا۔

عرشمان نے پیچھے کے دروازے سے جانے کا پلان کیا۔

یہاں تک اتنی آسانی سے پہنچ پانا ممکن نہیں ہوتا اگر اس کے بارے میں عرثمان خان آدمی جوان لوگوں کے بیچ نوکر کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ انہیں پوری جان کاری دے رہا تھا۔

عرشمان نے اس سے کہا تھا کہ وہ موقع دیکھ کر ان کی چائے میں نشہ آور گولیاں ملا دے اور وہ آسانی سے پلان پر عمل کر سکے۔

اس نے زمان اور ٹیم کے چار اور لوگ کو اپنے ساتھ لیا اور باقی آٹھ کو باہر موجود  
ٹرک کے پاس جانے کو کہا جس میں انہوں نے ڈ۔۔۔ ر۔۔۔ گ۔۔۔ س کا مال لوڈ کیا ہوا  
تھا۔

عرشمان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے کے دروازے سے اندر داخل ہوا اس کے آدمی نے اس کو اس راستے کے بارے میں کافی کچھ بتایا تھا اس لیے اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی وہ لوگ کافی احتیاط سے چل رہے تھے کہ کسی کو پتہ نہ چلے کیوں کہ لڑکیاں ان کے قبضے میں تھیں اس لیے وہ کوی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

وہ لوگ کافی سنبھل سنبھل کرتے خانے تک پہنچے جہاں پر ان لڑکیوں کو رکھا گیا تھا

-

اور وہاں پر دو تین گارڈ پہرہ دے رہے تھے جسے دیکھ کر عرشان اور اس کے ساتھیوں کے چہرے پر چمک آگئی

کیوں کہ انہیں قابو کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا تھا۔

ان گارڈ کو ان سب نے کافی آسانی سے زیر کر لیا۔

عرشان جب تہ خانے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ ڈری سہمی دیوار سے لگ کر بیٹھی ہوئی تھیں۔

وہ چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔

ڈرو نہیں۔ ہم تم سب کو بچانے آئے ہیں۔ وہ انہیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔

ان سب کو اس نے بیک ایر یا کی طرف لایا اور ان کے پاس اپنے دو ساتھیوں کو کھڑا کر کے کہا کہ تم دونوں ان کے ساتھ رہو اور اگر کوئی گڑبڑ لگے تو انہیں لیکر جنگل کی طرف جانا جہاں پر ہماری گاڑیاں ہیں۔

تب تک ہم باہر والوں سے نمٹ لیں۔

باران کی تعداد زیادہ تھی لیکن نیند کی گولیوں کی وجہ سے وہ سب آدھی سوئی جاگی کیفیت میں تھے اس لیے وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکے۔

عرشمان خان نے ان لڑکیوں میں سے جو اپنے گھر جانا چاہتی تھیں اور یقین تھا کہ ان کے گھر والے قبول کر لیں گے انہیں ان کے گھر بھجوا دیا۔

اور جنہیں ان کے گھر والوں نے قبول نہیں کیا انہیں شیلٹر ہوم بھیج دیا

اور وہاں سے ضبط کیا گیا ڈ۔۔۔۔۔ر۔۔۔گ۔۔س سرکار کے حوالے کر دیا۔

میں نے یہاں پے مار دھاڑ والے سین نہیں لکھے ہیں کیوں برگر چاچے کو نہ جانے کیا)  
( کر رہے ہیں distroy پر ابلم ہے کہ وہ اسٹر کی آئی ڈی





گل جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر آرہی تھی وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی تھی کہ سامنے سے آتے ساحل نے اسے تھام لیا اور اسے گرنے سے بچانے کے چکر میں اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر نزدیک کر لیا۔

اسے گل کی دھڑکنیں اپنی دھڑکن کے ساتھ سنائی دینے لگی۔

اوپر دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے گل کو اس کی آنکھوں میں آج کچھ الگ سا محسوس ہوا جسے وہ کوئی نام نہیں دے سکی۔

ساحل تو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھو گیا کہ اسے چھوڑنا بھی بھول گیا۔

زرا فے چھوڑو مجھے اور یہ کیا مجھے چھچھوروں کی طرح گھورے جا رہے ہو۔

گل اس کی پکڑ میں کسمپاتی ہوئی بولی۔

تمہاری لولی آنکھوں نے ہمیں یوں اڑیکٹ کیا۔

کہ سب کو نیگلیٹ کر کے تمہیں ہی سلیٹ کیا



ساحل نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پڑھا۔

بد تمیز ٹھہر کی زرا نے یہ کیا بک رہے ہو تم؟

ک۔ کیا تعریف ہی تو کی ہے۔

ہو نہہ تعریف کی ہے گل اس کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔

آج کے بعد کی تو میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔

میں تو کروں گا کیا کر لو گی تم ساحل اسے چڑھاتے ہوئے بولا۔

تو میں نے تمہاری یہ زرا نے جیسی گردن مروڑ دینی ہے۔

گل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

ویسے گل مجھے تم سے کچھ کہنا ہے وہ سیریس آواز میں بولا۔

گل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا کیوں کہ وہ اسے گل بہت کم کہتا تھا اس لیے وہ اس

کی طرف متوجہ ہو گئی۔

گل۔۔

میری ایک ہی ہے وش

کہ تمہیں بنو میری مس

ساحل شرارتی آواز میں کہ کر بھاگ گیا۔

گل جو سیریس ہو کر بات سن رہی تھی اس بات سن کر اس کے پیچھے بھاگی لیکن تب

تک وہ بھاگ چکا تھا۔

وہ دانت پیس کر رہ گئی۔



شاہ ریز کمرے میں آنے بعد نایرہ کو اپنی بانہوں میں قید کیے اپنی دن بھر کی بے چینی

اور بے قراریاں مٹا رہا تھا۔

نایرہ اس کی بانہوں میں قید ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی اور مسلسل اپنے آپ کو چھڑانے کی

کوشش کر رہی تھی۔

بڑ فلائی اب اگر آپ نے میری بانہوں سے نکلنے کی کوشش کی تو پھر سزا کے طور پر آپ صبح تک میری بانہوں میں قید رہیں گی۔

اور میں وہ سب کر گزروں گا جس کے ابھی نہ کرنے کا میں نے خود سے وعدہ کیا ہے وہ اس کے بالوں میں منہ چھپائے ایک ہاتھ سے اس کی کمر جکڑے اور دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے اس کے کانوں میں معنی خیز سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔  
اس کے بولنے سے لب نایرہ کے کان سے ٹپچ ہوئے جس سے اس کے پورے بدن میں بجلی سی دوڑ گئی۔

اور اس کی معنی خیز سرگوشی پر اس کے گال تپنے لگے جس پر نایرہ نے اپنا چہرہ شاہ ریز کے سینے میں چھپایا

اس کا ایسا کرنا شاہ ریز کے جذبات بھڑکا گیا

شاہ ریز نے اس کا چہرہ اپنے سامنے کرنے کی کوشش کی تو نایرہ اور سختی سے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

اففف مائے انوسینٹ بیوٹی۔

اگر آپ ایسا کریں گی تو یہ خان اپنے آپ سے کیا ہر وعدہ توڑ دے گا پھر آپ کو ہی پر اہلم ہوگی۔

کیوں کہ پھر آپ کو ساری رات اپنے اوپر میری بے قراریاں اور بے تابیاں سہنی پڑیں گی جو آپ کی یہ نازک سی جان سے نہیں پائیے گی۔

وہ گمبھیر لہجے میں اس کے کانوں میں جان لیو اسرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

نایرہ سے اپنا چہرہ اوپر اٹھانا مشکل ہوگی۔

اچانک شاہ ریز نے اسے ایک جھٹکے سے سامنے کیا اور اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا۔

نایرہ تو سمجھ ہی نہیں پائی کہ ہوا کیا ہے۔

شاہ ریز اس کے لبوں کو قید کیے اور ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو سہلاتے وہ اس کی سانسوں کو قطرہ قطرہ پی رہا تھا۔

نایرہ کو اپنی سانس سینے میں اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی، وہ اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن ہو نہیں پائی۔

شاہ ریز جب لگا کہ وہ سانس نہیں لے پار ہی تب جا کر اسے آزاد کیا۔

اور اسے لے کر صوفے پر بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ اس کی رب کرنے لگا تا کہ وہ تھوڑا پر سکون ہو سکے۔

ش۔۔ش۔ شاہ۔۔ آپ۔۔ ب۔۔ ہت برے ہیں۔۔ اگر میری سانس۔۔ رک۔۔ ج۔ اتی تو۔

وہ۔ اس کی گردن میں۔ منہ چھپائے اٹک اٹک کر بولی۔

ایسے کیسے رک جاتی۔ ہہم۔ میں آپ کو کچھ ہونے دے سکتا ہوں کیا۔

وہ اسے گلے سے لگایے محبت سے بولا۔

آصف نیازی ایرپورٹ سے آنے کے بعد مسلسل غصے میں تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ڈی ایس پی عریشان خان کو جان سے مار دے جس کی وجہ سے اس کا کروڑوں کا نقصان پہنچا ہے۔

جب سے آیا تھا وہ بیگ پے پیگ چڑھائے جا رہا تھا اور مسلسل عریشان کو گالیوں سے نوازے جا رہا تھا۔

اس کے سارے نوکر مسلسل اس کے عتاب کا نشانہ بن رہے تھے۔

اس کے بڑے بھائی جو کہ پولیٹکس میں تھے اور منسٹر کے عہدے پر فائز تھے۔ اور پولیٹکس کی آڑ میں انہیں سب کاموں میں ملوس تھے اس سے اس کے غصے کی وجہ پوچھی تو اس نے سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ میں چاہتا کہ اس ڈی ایس پی کو سسپینڈ کر دیا جائے۔ اور آپ پولیٹکس میں ہونے کی وجہ سے یہ کام اچھی طرح سے کر سکتے ہیں۔

دیکھو آصف میں بھلے ہی پولیٹکس میں ہوں لیکن میں اسے سسپینڈ نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ کوئی چھوٹا پولیس انسپکٹر یا حوالدار نہیں ہے۔

وہ اس شہر کے ٹاپ بزنس مین جواد تیمور خان کا بیٹا اور ایس، آر، کے کا بھائی ہے جس کی کافی اونچی پہونچ ہے۔ اور صرف یہی بات نہیں ہے بلکہ یہ جوڈی ایس پی عر شان خان ہے اسنے یہ نوکری اپنے باپ بھائی کی مدد سے حاصل نہیں کی ہے بلکہ اپنی ایمان داری اور بہادری سے کمائی ہے۔ اب تو تم سمجھ گئے ہو گے کہ اس کی پوزیشن کتنی اسٹرانگ ہے اور ہم بنا کسی جرم کے اسے نوکری سے نہیں نکال سکتے ہیں۔

بھائی میں نے آپ کو اس کی شان میں قصیدہ خوانی کرنے کو نہیں بولا ہے بلکہ اپنی پر اہلم کا سلیوشن مانگا ہے۔

وہ غصے سے تیز آواز میں بولا۔

ارے میرے بھائی تم پریشان کیوں ہو رہے ہو اس کا بھی کوئی حل ڈھونڈ لیں گے۔ اوکے بھائی لیکن اس ڈی ایس پی کو موت ملنی چاہیے کیونکہ آج تک کسی نے مجھے نہیں ہرایا لیکن اس ڈی ایس پی نے نہ صرف ہرایا ہے بلکہ ہمارا کروڑوں کا نقصان بھی پہونچایا ہے۔

ارے میرے بھائی تم ابھی یہ سب چھوڑو اور وہاں پہونچو جہاں پر میں نے تمہاری رات رنگین کرنے کا سامان مہیا کیا ہے اس کا بڑا بھائی خباثت سے آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔

اوو۔ و مطب آپ نے میرے آنے کی خوشی میں نگار بانی کے کوٹھے پر کوئی مست کلی منگوائی ہے۔

ہاں۔ اب تم جاؤ اور ان سب کے بارے میں بے فکر رہو تمہارا بھائی سب سنبھال لے گا جیسے سالوں پہلے سنبھالا

تھا وہ ماضی کا حوالہ دیتے ہوئے بولا۔

او کے بھائی اینڈ تھینکس۔۔

ہم جاؤ لیکن صرف دل لگی کرنا دل نہ لگالینا وہ پیچھے سے ہانک کر بولا۔

اف اب میں اس عمر میں دل لگاؤں گا کیا، ویسے بھی میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بہت خوش ہوں۔



یہ تو جسٹ فن ہے۔

وہ عریشان کو بھول بھال کر اپنی رات رنگین کرنے چلا گیا۔

کہتے ہیں کہ انسان جب پہلی بار گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے اور جیسے جیسے وہ گناہ کرتا جاتا ہے یہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے اور ایک دن ایسا آتا ہے جب اس کا پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ گناہ کیے جاتا ہے اور اس کا ضمیر بھی مردہ ہو جاتا ہے۔

کچھ ایسا ہی حال ان دونوں بھائیوں کا بھی ہے جنہوں نے ناجانے کتنے گناہ کیے اور معصوم لوگوں کی بدعائیں لی ہیں کہ اب ان کا ضمیر بھی انہیں ملامت نہیں کرتا ہے۔



میم وہ پاکستان آچکا ہے اور اسے بہت بڑی ہار کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

مطلب؟

انشاء نے اس کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔

میم نے آپ کو بتایا تھا کہ اس کے پیچھے پولیس بھی لگی ہے۔ اور اس کی ہر ایک ٹویٹی کو فالو کر رہے تھے۔

کل اس کو یہاں پہنچتے ہی یہ خبر ملی کہ اس کا سارا مال پکڑا گیا ہے اور جو لڑکیاں اسمگلنگ ہونے والی تھیں وہ پولیس نے ہاتھ لگ چکی ہیں۔

ہم یہ پولیس کب سے اتنی فاسٹ ہو گئی۔

میم وہ جو نیے ڈی ایس پی سر آئے ہیں وہ بہت ہی ایماندار اور قابل آفیسر ہیں۔

کل انہوں نے اور ان کی ٹیم نے مل کر آصف نیازی کے فارم ہاؤس پر ریڈ ڈالی تھی جو کہ کامیاب ہوئی۔

ہم کچھ بھی ہو مگر پولیس قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

ویسے میں نے تم سے جو بولا تھا وہ کام ہو گیا کہ نہیں؟

جی میم ہو گیا ہے۔

اوکے۔۔۔



آج شاہ ریز اور نایرہ کی شادی کو ایک ہفتہ ہو گیا۔

اس دوران وہ گھر والوں سے کافی گھل مل گئی تھی۔

اس کی سب سے زیادہ گل اور رومی چاچی کے ساتھ بنتی تھی۔

اسے اس گھر کے سبھی لوگ بہت اچھے لگے جنہوں نے اس ایک ہفتے اسے بہت زیادہ پیار دیا تھا کہ وہ بھی ہچکچانا چھوڑ کر ان کے ساتھ گھل مل گئی تھی۔

اس کی انشاء سے روز بات ہوتی تھی لیکن وہ اب پہلے کی طرح اسے فورس نہیں کرتی تھی اپنے پاس بلانے کے لیے۔

اس ایک ہفتے میں انشاء ایک ہی بار خان ولا آئی تھی کیوں کہ وہ کافی مصروف تھی وجہ آصف نیازی تھا جس کی وہ پل پل کی خبر حاصل کر رہی تھی وہ بس ایک موقع کی تلاش میں تھی کہ وہ اسے اس کے کیے کی سزا دے سکے۔

عرشمان بھی زیادہ تر باہر رہتا تھا کیس کے سلسلے میں۔

فلحال وہ اپنے جذبات سائیڈ پر رکھے اس کیس کے لئے جی توڑ کوشش کر رہا تھا۔  
سبھی گھر والے اس وقت لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔  
تبھی عریشان تھکا ہوا سا اندر داخل ہوا۔

میرا بچہ تھک گئے ہو جاؤ فریش ہو جاؤ میں تب چائے بنواتی ہوں۔  
جب ایسی جاب کرے گا تو تھکے گا ہی۔ میں نے کتنا بار منع کیا۔۔۔۔۔  
اففف۔۔۔۔۔ ناٹ اگین ڈیڈ میں اپنے جاب کے بارے میں کچھ نہیں سنوں گا وہ ان  
کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔  
میں تمہاری جاب۔۔۔  
ارے جواد تم کیا بچے کے پیچھے پڑے ہو ابھی تو وہ باہر سے تھکا ہوا آیا ہے۔  
جا پتر تو فریش ہو کر آ۔

دی جان نے پہلے جواد صاحب کو ڈپٹا اور عریشان کو فریش ہونے کو کہا۔

ویسے ماما بھائی کی جوب سے محبت دیکھ کر میرے دماغ میں ایک سوال آیا ہے کہیں تو عرض کروں۔

ساحل نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

پوچھ تو ایسے رہے ہو جیسے منع کریں گی تو مان جاؤ گے۔

گل نے اسے چڑھاتے ہوئے کہا۔

باسی پھول تم چپ رہو۔

ہاں تو میں سوچ رہا تھا کہ اگر بھائی کے جوب کی وجہ سے باہر رہنے پر اگر بابا کو اتنی

پریشانی ہے تو اگر ان کی بیوی آگئی تو اس بیچاری کا کیا ہو گا۔

جو بھی ہو گا تمہیں اس بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں۔

عرشمان اس کے بغل میں چیر پر بیٹھتے ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے بولا۔

ساحل گڑبڑا کر رہ گیا۔

تبھی رومی چاچی گرما گرم پکوڑے لے کر آئیں۔

آج موسم ابر آلود تھا اور لگ رہا تھا کہ بارش ہونے والی ہے اس لیے انہوں نے موسم کی وجہ سے پکوڑے بنا لیے۔

ساحل نے جھٹ سے پلیٹ آچکی اور جلدی جلدی کھانے لگا۔

محبت کے پکوڑے کھا رہا ہوں،

ذرا چاہت کی چٹنی ڈال دینا۔

گرم چائے پکا کر بھی لے آؤ

کوئی آئیے تو اس کو ٹال دینا۔

ساحل پکوڑے کھاتے ہوئے گنگنا کر بولا۔

رومی چاچی منہ پر ہاتھ رکھے ہنسے لگی

میں ہمیشہ چلا آؤں گا جلدی

اگر شامی تلو تو مس کال دینا۔

عرشمان کو شامی کباب زیادہ پسند تھے اس لیے وہ بھی ساحل کی دیکھا دیکھی فرمائش کر دی۔

آج اس کا موڈ فریش تھا اس لیے اس نے بھی ایک چھوٹی شرارت کر دی۔

انہیں سوکھی ہوئی روٹی کھلا دو

میری جاں بس مجھے تر مال دینا

میں کتنی دیر سے بھوکی ہوں بیٹھی۔

اگر کچھ بھی نہیں تو دال دینا۔

تیرے پکوان میں کیسے بھول جاؤں

مجھے پھر سے وہی کھانے کمال دینا۔

گل کیسے ان سے پیچھے رہ جاتی اس لیے اس نے بھی شعر پڑھتے ہوئے کہا۔

اچانک فضا میں ایک کھنکھاتا ہوا قہقہہ گونجا۔

سب نے چونک کر آواز کی طرف دیکھا۔

تو نایرہ مسلسل پیٹ پکڑے ہنس رہی تھی۔۔۔ شاہ ریز جو اس کے بغل میں صوفے پر بیٹھا آفس کا کام کر رہا تھا چونک کر اس کو دیکھنے لگا۔

بھابھی آپ ہنس کیوں رہی ہیں؟

م۔۔۔م۔۔۔یہ۔۔۔نہ۔۔۔یہ ہنس رہی وہ اپنا پیٹ پکڑے ہوئے بولی۔  
ہنسنے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

وہ آپ لوگ اتنی فنی شاعری کر رہے تھے نا اس لیے مجھے ہنسی آگئی۔  
آئی ایم سوری وہ اپنے کان پکڑے کیوٹ سا فیس بناتے ہوئے بولی۔  
ارے بھابھی کوئی بات نہیں آپ جتنا دل چاہے ہنس سکتی ہیں۔

شاہ ریز تو بس اپنی بٹر فلائی کے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔  
اچانک عرشمان کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

جسے وہ کان سے لگایے باہر آگیا۔



ہاں زمان بولو کیا خبر ہے۔

اور زمان کے بتانے پر اس نے ایک دو سوال کیے اور کال بند کر دی۔

اور کل کے بارے میں سوچنے لگا۔

در اصل بات یہ تھی کہ آصف نیازی جسے ہفتے پہلے ہوئے ریڈ کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا اور تب سے وہ بپھر اہوا تھا۔

اور آج زمان نے خبر دی کہ ایک جگہ پر غریب لڑکیوں کا اجتماعی نکاح کرایا جا رہا ہے جن کے ماں باپ ان کی شادی افورڈ نہیں کر سکتے یا پھر وہ لڑکیاں جو اکیلی ہیں اور کوئی نہیں ہے۔

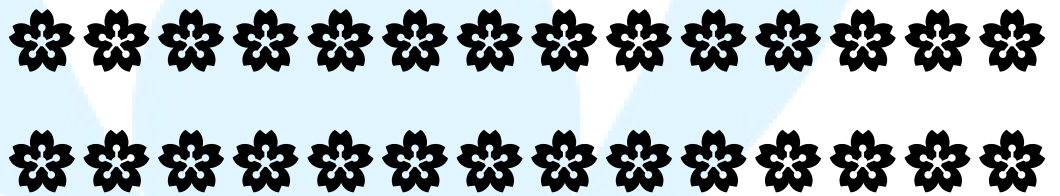
اور، ہ نکاح آصف نیازی کے بھائی کی طرف سے کرایا جا رہا تھا۔

دنیا والوں کی نظر میں یہ ایک نیک کام تھا لیکن کسی کو پتہ نہیں تھا کہ اس نکاح کی آڑ میں کونسا گھناؤنا مقصد چھپا ہوا ہے۔

یہ سب آصف نیازی اور اس کے بھائی کی چال تھی کہ وہ ان لڑکیوں کا نکاح ایسے لڑکوں سے کریں گے جو نکاح میں لے کر انہیں باہر ملک لے جانے کا بول کر بیچ دیں گے کیوں کہ یہ سب لڑکے بھی آصف نیازی اور اس کے بھائی کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔

اور جب سے، یہ بات زمان نے اسے بتائی تھی وہ غصے سے بھرا ہوا تھا پھر اس نے اجتماعی نکاح میں جانے کا پلان کیا۔

ادھر انشاء کو بھی اس بارے میں پتہ چل گیا تھا اور وہاں جانے کو تیار تھی۔ اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان لڑکیوں کو کچھ نہیں ہونے دیگی۔



آج اجتماعی نکاح تھا اور اس جگہ پر انشاء اور عثمان دونوں ایک دوسرے سے انجان وہیں پر موجود تھے۔

ساری لڑکیاں تیار ہو رہی تھیں اور انشاء بھی وہاں تھی اچانک دو لڑکیاں چلتی ہوئی اس کے پاس آئیں اور اسے اپنی ساتھ ایک کمرے کی طرف لے جانے لگیں  
اوو ہیلو۔ آپ لوگ مجھے کہاں لے کر جا رہی ہیں۔

تیار کرنے، اس میں سے ایک نے مختصر سا جواب دیا۔  
کیوں۔؟

نکاح کے لیے تیار کرنا پڑیگا نا اس لیے تو لے جا رہی ہوں۔  
واااٹ کس کا نکاح وہ کافی پریشان ہوئی۔

اور وہ لوگ اسے کمرے میں لے آئیں اور اسے تیار کرنے لگیں۔

اس نے بہت روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانی اور ویسے بھی وہ یہاں اپنے مقصد کے لیے آئی تھی۔

اس لیے وہ زیادہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

ادھر عریشان خان کو بھی زبردستی دلہا بنا کر بٹھا دیا تھا۔ اور زیادہ مزاحمت بھی نہیں کر سکا۔

کیوں کہ وہ زمان کا ویٹ کر رہا تھا جو ان نقلی دولہوں کے خلاف ثبوت لانے والا تھا۔ یہاں پر میڈیا والے بھی موجود تھے۔

اس نے سوچا جب تک نکاح شروع ہو گا زمان آجائے گا اور تب وہ یہ اجتماعی نکاح رکوا دیے گا۔

لیکن شروع ہو گیا اور زمان تب تک نہیں آیا۔  
عریشان کافی جھنجھلا گیا۔

زمان اگر یہ نکاح ہو گیا تو پھر تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

وہ من ہی من میں دھمکیاں دیتے ہوئے بولا۔

آخر کار جب نکاح ہو گیا تب جا کر زمان پہونچا

اور اس کے ساتھ پولیس اہلکار بھی تھے پولیس کو سب گھبرا گئے۔

گھبر اتو آصف نیازی اور اس کا بھی گیا تھا۔

میڈیا بھی یہاں موجود تھا۔

عرشمان اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آیا اور پھر اس نے ساری میڈیا کے سامنے ان نقلی دلہنوں کا پردہ فاش کیا۔

اور ان سب کو پولیس کے حوالے کیا اور اس نے آصف نیازی کے بھائی پر الزام لگایا کہ یہ سب اس کے تھرو ہو رہا تھا یہ بھی اس سب میں شامل ہے لیکن اس کے خلاف پختہ ثبوت نہیں ہونے پر وہ صاف بچ گیا۔

عرشمان خان کا تو خون گیا کتنی محنت سے اس نے اور اس کی ٹیم نے ایک ایک دو لہے کی اصل پہچان ڈھونڈ کر ان کو بے نقاب کیا لیکن پھر بھی یہ آصف نیازی اور اس کا بھائی بچ گیا۔

چلو کوئی نہیں آج نہیں توکل میں تمہیں اور کالے کارنامے دنیا کے سامنے لا کر رہوں گا۔

ان سب کاموں سے نمٹ کر اس کا دھیان اپنی تھوڑی دیر پہلے بنی ہوئی بیوی کی طرف گیا وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک کم رش والے ایریا کی طرف لے آیا

پہلے تو انشاء کچھ نہیں سمجھی اور ہوش میں آتے ہی زور سے چلائی  
تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو بد تمیز انسان اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے  
-

اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی ایسے ہی کسی کے بھی ساتھ نکاح میں بیٹھنے کی اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو؟

تو کیا ہوا اگر کوئی اور ہوتا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا اور ویسے اپنے مقصد کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرابی۔

عرشان کا دماغ یہ ہی سوچ کر خراب ہو گیا تھا کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو؟

اس کا یہ کہنا کہ اس کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا پھر بھی یہ نکاح کر لیتی۔

اس کا یہ کہنا کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا پھر بھی وہ یہ نکاح کرتی، عریشان کے جسم چنگاریاں بھر گیا اس نے اس کی کلائیوں کو اپنی سخت پکڑ میں لیا اور اسے مروڑ کر کمر سے ٹکایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے کو پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور غصے سے دھاڑا۔

تم ایسے کیسے کسی سے نکاح کر لیتی یہ ڈی ایس پی عریشان خان تمہیں اپنی سوچ میں بھی کسی اور کا ہونا برداشت نہیں کر سکتا تو وہ حقیقت میں کیسے کسی اور کا ہونے دیتا۔  
تم میری تھیں میری ہو اور میری ہی رہو گی اس لیے تو میرے رب نے ہمیں ایک کرنے کے لئے یہ وسیلہ بنایا ہے

نہیں ہوں میں تمہاری اور نہ رہوں گی ابھی بہت جلد میں تم سے ڈایورس لے کر چھٹکارا پا لوں گی۔

انشاء اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نفرت بھرے لہجے میں بولی۔

ڈایورس کی بات پر عریشان خان آپے باہر ہو گیا اس نے اس کے چہرے کو سختی سے جکڑا اور سرد آواز میں بولا

ایک بات یاد رکھنا انشاء میر۔۔ افس انشاء میر نہیں بلکہ انشاء عریشان خان بھلے ہی یہ نکاح چاہے جس سچویشن میں ہو اتم اپنے دماغ سے یہ خناس نکال دو کہ تم کبھی عریشان خان کی زندگی سے نکل پاؤ گی۔

تمہیں مجھ سے چھٹکارا پانا ممکن ہے۔

اب سے آج سے اور ابھی سے تم یہ بات ذہن نشین کر لو اب تم کبھی بھی عریشان خان کے حصار سے نکل پاؤ گی۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کی کمر کو جکڑے اس کے کان میں سرد آواز میں سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔

اوٹکے کے آفیسر اپنی یہ افسری کہیں اور جھاڑنا اور چھوڑو مجھے وہ اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے بولی۔



کہاں جانا ہے تمہیں؟ دلبر اب سے تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی میرے وجود کا حصہ بن کر اور اب تم کہیں نہیں جاؤ گی اب سے تم میرے ساتھ میرے گھر پر رہو گی۔  
واٹ تم پاگل ہو گئے ہو آفیسر! جو اس شادی کو سچ مان بیٹھے ہو خوابوں کی دنیا سے باہر نکلو اور اس سچ کو قبول کرو۔

میں نہیں مانتی اس شادی کو تو تمہارے ساتھ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔  
کیوں نہیں مانتی اس شادی کو جب کہ تم نے خدا اور کو گواہ بنا کر اس رشتے کو قبول ہے۔

! کیا تمہارے لیے یہ سب مزاق ہے ہاں  
دیکھو میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور شادی کرنا  
چاہتا ہوں۔۔۔

اور میں نے بھی اپنا جواب بتا دیا تھا تو۔ کیوں میرے پیچھے پڑے ہو جانے دو وہ غصے  
سے چیخی

تمہیں تو میرے ساتھ چلنا ہی پڑے گا سیدھے طریقے سے نہیں تو زبردستی ہی سہی۔  
دیکھو میں تمہیں کب سے سمجھا رہا ہوں کہ مجھے محبت ہو گئی ہے تم سے۔۔۔۔  
!!! مجھے تم سے محبت نہیں عشق ہے، محبت تو کسی سے بھی ہو سکتی ہے  
کسی کے لہجوں سے، ناول کے کردار سے، زرد پتوں سے، جنگلوں سے، لمبی سڑکوں  
سے، کسی جھیل کنارے پڑے پتھروں سے، مجھے عشق ہے تم سے۔  
عشق ہر کوئی ہر کسی سے نہیں کرتا،  
عشق ایک سے ہوتا ہے۔ اسی سے شروع اسی پر ختم۔  
میری خواہش ہے کہ میں تمہاری زندگی میں وہ انسان بنوں  
کہ اگر تمہیں کوئی دکھ یا پریشانی ہو تو وہ مجھ سے بانٹو میری دعاؤں پر یقین رکھو۔  
تمہیں یقین ہو کہ اس دنیا میں کوئی ایسا ہے جس کی سانسیں میرے ہونے سے ہیں،  
اگر دنیا کبھی میرا ساتھ چھوڑ دے تو وہ میرے ساتھ ہمیشہ ہے۔

تم دنیا کے سامنے تو مضبوط رہو لیکن میرے کندھے پر سر رکھ اپنے سارے بہادو اور  
سارے دکھ درد بھول جاؤ۔

اور تمہیں یقین ہو یہ میری آواز ساری زندگی کے لیے سن سکتا ہے۔  
میں بس اتنا چاہتا ہوں۔

وہ اسے اپنے نزدیک کیے سحر زدہ آواز میں سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔  
انشاء تو کچھ پل کے لیے اس کی جادوئی آواز میں کھو بی رہی۔

پھر ہوش میں آتے ہی اپنے آپ کو اس سے چھڑایا اور جانے کے لیے مڑی تبھی  
آگے بڑھ کر عریشان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

تم میرے ساتھ چل رہی ہو اور اب میں کوئی اگر مگر نہیں سنوں گا وہ سخت لہجے میں  
بولا۔

ویسے بھابھی تمہیں وہاں دیکھ کر کافی خوش ہوں گی۔

اچانک انشاء کے دماغ میں ایک خیال آیا جس کے تحت وہ وہاں جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

اس نے سوچا جو راستہ اس نے اپنے لیے چنا ہے اس کا انجام پتہ نہیں کیا ہو گا لیکن عرشان کے ساتھ جا کر وہ اور وقت اپنی جان نایرہ کے ساتھ گزار سکتی ہے۔ اس لیے وہ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

لیکن اس کے سامنے کچھ شرطیں رکھیں۔

کہ وہ اس پر اپنے شوہر ہونے کا روب نہیں ڈالے گا اور نہ ہی اپنے شوہر ہونے کا حق جتانے گا۔

اور نہ ہی اس کے کسی معاملے میں کچھ بولنے کا حق رکھے گا۔

ایسے ہی دو تین شرطوں کے بعد وہ گھر جانے کے لئے تیار ہو گئی۔

عرشان کو اس کی ساری شرطیں منظور تھیں۔



خان ولا میں اس وقت سب رات کا کھانا کھا رہے تھے اور سبھی گھر والے موجود تھے  
سوائے عریشان خان کے۔

ابھی سب کھا رہے تھے کہ باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔  
لو عریشان بھی آگیا اس کی ماما نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا  
دیدوو۔۔۔۔۔

اچانک نایرہ چیختے ہوئے دروازے کی طرف بھاگی۔ تو سب نے دروازے کی طرف  
دیکھا جہاں انشاء عریشان کے ساتھ کھڑی تھی۔  
وہ دونوں چلتے ہوئے ان کی طرف آئے۔

عریشان تو سیدھا دی جان کے پاس آیا اور ان کے پاس دو زانو بیٹھ گیا۔  
ارے عرش بیٹا آپ ایسے کیوں بیٹھ رہے ہو اوپر بیٹھو۔

دی جان مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔  
ہاں بولو بیٹا۔

اور پھر اس نے انھیں ساری باتیں بتائیں سوائے کچھ باتوں کے۔

انشاء چپ چاپ بیٹھی تھی۔

پہلے سب لوگ کچھ نہیں بولے اور چپ چاپ ان دونوں کو دیکھا۔

عرشمان کو لگا کہ شاید یہ لوگ اچانک نکاح کرنے پر ناراض ہو گئے ہیں۔

ابھی وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا کہ تبھی -----

گل کے چیلانے کی آواز آئی۔

اومای کوڈاب میری دودو بھابھی ہو گئی ہیں۔۔

بھائی آپ نے اچانک سی شادی کر لی۔۔

ہاں گڑیا یہ سب ایک دم اچانک ہوا۔

نایرہ تو بس اپنی دید و ووسے چپک کر بیٹھ گئی تھی جیسے کوئی اس سے چھین لے گا۔

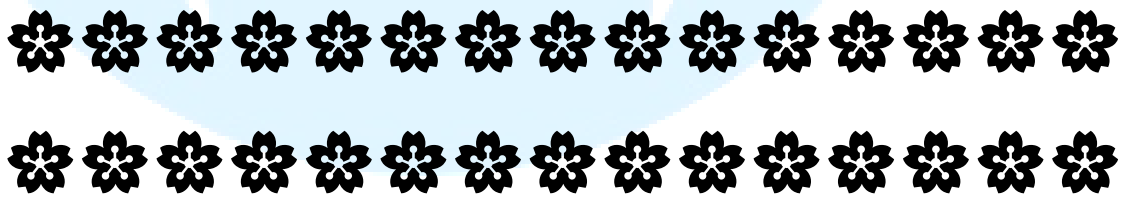
شاہ ریز کافی دیر سے عرثمان کو دیکھ رہا تھا عرثمان نے اس کی طرف دیکھ کر ایبرو

ایچکائی۔ کہ کیا ہوا۔

شاہ ریز نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا۔

اسے بہت خوشی ہوئی تھی کہ اس کے جگر کو اس کا پیار مل گیا اسے نہیں پتہ تھا کہ ان دونوں کا اچانک کیسے نکاح ہو گیا لیکن اسے اتنا پتہ تھا کہ وہ ہر حال میں اپنے یار کا ساتھ دے گا۔

اسے اس بات کی بھی بہت خوشی تھی کہ اب نایرہ بار بار اپنی دید و کے پاس جانے کی ضد نہیں کرے گی کیوں کہ اب تو وہ اس کے پاس ہو گی۔  
وہ کب سے اس کے خوشی سے کھکھلاتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔  
انشاء کب سے سوچ رہی تھی کیا دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ بیٹا اچانک شادی کر کے آگیا اور ان لوگوں کے چہرے ذرا بھی شکن نہیں آئی۔



آصف نیازی جب سے گھر آیا تھا مسلسل غصے سے اپنے کمرے کی ہر چیز کو توڑ رہا تھا اور اس کا بھائی اسے کام ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس ڈی ایس پی کو سسپینڈ کر ایس لیکن آپ نے میری بات نہیں مانی پتہ نہیں کیا تو پ چیز سمجھ ہے ہیں اس کو، آپ کب اس کے خلاف ایکشن لینگے جب وہ ہمارا سارا کٹھا چٹھا کھول کر رکھ دے گا۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا میرے بھائی میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ بس صحیح وقت کے انتظار میں ہوں کہ کب اس کی کوئی کمزوری ہاتھ آئے اور پھر ہم اس سے بدلہ لے سکیں۔

آپ اس کی کمزوری کا انتظار کریں مجھے جو کرنا ہے میں کر کے رہوں گا۔  
کیا کرنے والے ہو تم آصف؟

بھائی جو کرونگا آپ کو پتہ چل جائے گا۔

وہ چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ سجائے ہوئے بولا۔



بچوں اب بہت باتیں ہو گئیں چلو اب سب اپنے کمرے میں جاؤ۔



دی جان سب کو باتوں میں لگا دیکھ کر کہا۔

گل اور نایرہ کا دل نہیں کر رہا تھا انشاء کے پاس سے جانے کا پتہ نہیں کون سی باتیں تھیں جو ان دونوں کی ختم نہیں ہو رہی تھیں۔

اور شاہ ریز تو بس اپنی بڑ فلانی کو دیکھ رہا تھا جو کب سے پٹر پٹر باتوں میں لگی ہوئی تھی اس کے سامنے تو بس ہوں ہاں میں جواب دیتی تھی۔

اچانک شاہ ریز کو انشاء سے جیسی فیل ہوئی کہ اس کی بڑ فلانی اس کے اتنے قریب ہے۔

وہ اٹھ کر نایرہ کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا۔

دی جان بالکل ٹھیک کہ رہی ہیں کافی رات ہو گئی ہے اب سبھی کو سو جانا چاہیے۔

چلو بڑ فلانی ہم روم میں چلتے ہیں وہ کہتے ہوئے بنا کچھ سنے اس کو اپنے ساتھ لے گیا۔

انشاء کافی خوش تھی کہ شاہ ریز نایرہ کا بہت خیال رکھ رہا ہے کیوں کہ اس نے کھانا کھانے کے وقت بھی دیکھا تھا کہ کیسے وہ خود کھانے کے بجائے پہلے نایرہ کی پلیٹ میں کھانا سرو کر رہا تھا اور اسے ایک ایک ڈش اٹھا کر دے رہا تھا۔

وہ ان دونوں کو دیکھتی رہی جب تک کہ وہ روم میں نہیں چلے گئے۔

بیٹا اب آپ بھی جاؤ کافی تھک گئی ہوں گی۔

انہوں نے انشاء سے کہا۔

جاؤ عرش اسے اپنے روم میں جاؤ۔

او کے دی جان۔

اور دونوں چلے گئے۔

تبھی رومی چاچی کی نظر ساحل پر پڑی جو منہ سجایے بیٹھا تھا۔

ارے تمہیں کیا ہوا ہے کیوں منہ بنایے بیٹھے ہو۔

آپ مجھ سے بات نہیں کریں آپ کیا کوئی بھی مجھ سے بات نہیں کرے۔

وہ منہ بناتے ہوئے بولا۔

ارے کیا ہو گیا ہے میرے شیر کو منہ کیوں بنا ہے؟

راحم چاچو نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

ہونا کیا ہے چاچو سب کی شادیاں ہو گئی ہیں مجھے کنوارا مارنے کا ارادہ ہے کیا آپ سب کا؟

کب سے بول رہا ہوں کہ مجھ معصوم کی بھی فریاد سن لی جائے اور میرا بھی ویہہ کرایا جائے۔

وہ نادیدہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

اس کی بات سن کر راحم چاچو کا جاندار قہقہہ گونجا۔

جواد صاحب تو اپنے نوٹنکی بیٹے کو گھور کر رہ گئے۔

تو بیٹا جی آپ ایک عدد خوبصورت اور پیاری لڑکی کا انتظام کرو ویاہ کرادیں گے۔  
راحم صاحب نے اس کے مسئلے کا حل نکالتے ہوئے کہا۔

ڈھونڈنے کی کیا ضرورت جب لڑکی گھر میں موجود ہے وہ چمکتی آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر بولا۔

کیا مطلب کہ لڑکی موجود ہے، تم کس کی بات کر رہے ہو ساحل؟  
بیگم جو اداس کی بات سن کر کہا۔

ارے بھابھی یہ اپنی گل کی بات کر رہا ہے۔

اچھا لیکن یہ دونوں تو ہر وقت لڑتے رہتے ہیں۔

ارے مام او تو ایسے ہی میں اسے تنگ کرنے کے لئے لڑتا رہتا ہوں مجھے اس سے دشمنی تھوڑی ہے۔

بس اب آپ لوگ میری بھی منگی وغیرہ کرادونا پلیزز  
وہ منتوں پر اتر آیا۔

برخوردار ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کیجئے کیوں کہ ہماری بھتیجی سر پھاڑنے میں ماہر ہے اور  
آپ کو اس کا تجربہ بھی حاصل ہے۔

جواد صاحب نے اسے بچپن کا حوالہ دیتے ہوئے کہا جب بچپن میں گل نے اس کا سر پھاڑا تھا۔

وہ سب چھوڑیں بس آپ میری شادی کا فیصلہ کریں آپ کی بھتیجی کو تو میں سنبھال لوں گا وہ آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔

بد تمیز نہ ہو تو۔

اس کی مام نے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

اور وہ دانت نکالتے ہوئے اپنے روم چلا گیا کیوں کہ اس پتہ چل گیا تھا کہ اس کے گھر والے بھی چاہتے ہیں کہ اس شادی کے سے ہو۔



عرشان انشاء کو سیدھے اپنے روم میں لایا تھا۔

یہ لو مسز خان یہ رہا میرا روم جو کہ آج سے تمہارا بھی ہو گا۔

اور ہاں اگر اس روم کی کوی چیز تمہیں پسند نہیں آئے تو بتانا ہم اسے چینج کر دیں گے

انشاء نے روم میں اپنی نظریں گھمائیں۔

پورا روم گرے کلر کے لکڑی کے فرنیچر ڈیزائن سے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ روم بہت ہی سمپل طریقے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

لیکن انشاء کو پہلی ہی نظر میں کافی پسند آیا تھا لیکن انشاء نے زبان سے اقرار کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

مسٹر آفیسر روم تک لانے کا شکریہ اب آپ اپنے تشریف کاٹو کر اسنبجالے اور باہر تشریف لے جائیں۔

انشاء نے کافی عزت سے باہر کا راستہ دکھاتے ہوئے کہا۔

واٹ۔۔ کیا کہ رہی ہو تم؟

!! تم ڈی ایس پی عرثمان کو تم اس کے کمرے سے باہر جانے کا بول رہی ہو

پس آفیسر میں آپ کو ہی بول رہی ہوں کہ آپ باہر تشریف لے جائیں۔ کیوں کہ مجھے اپنے روم کسی اور کی موجودگی برداشت نہیں۔

ویٹ۔۔ مسز خان یہ آپ کا نہیں میرا روم ہے اور اب شادی کے بعد آپ کا بھی ہے لیکن تم مجھے اس روم سے باہر نہیں نکال سکتی۔

او کے آفیسر اگر تم نہیں جاسکتے ہو تو میں چلی جاتی ہوں اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے۔

عرشمان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی۔ کیوں تماشہ لگا چاہتی ہو۔

او کے ٹھیک ہے تم بیڈ پر سو جاؤ میں صوفے پر سو جاؤں گا۔

ارے آفیسر یہ کوی ناول یا ڈراموں نہیں چل رہا ہے کہ تم صوفے پر سو جاؤ گے اور میں بیڈ پر۔

میں کہا کہ تم اس روم میں نہیں رہو گے مطلب نہیں رہو گے وہ ایک ہی بات دہراتے ہوئے بولی۔

عرشمان کو بہت غصہ آیا اس کی ایک ہی رٹ پر جو شادی کے پہلی رات ہی اس کا تماشہ بنانا چاہتی تھی۔

اچانک اس کی آنکھوں میں چمک آگئی اس نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نزدیک کیا اور آنکھوں میں اپنی نظریں گاڑتے ہوئے بولا۔

اوہ۔۔۔ میری دلبر کو ڈر لگ رہا ہے کہ۔

اگر میں اس کمرے میں رہا تو تمہیں پیار ہو جائے گا۔

وااٹ مجھے کیوں ڈر لگے گا بد تمیز آفیسر۔

وہ اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے بولی لیکن اس کی گرفت سے نکل نہیں پائی۔

تو تم کیوں مجھے باہر بھیج رہی ہو

کیوں کہ مجھے نہیں پسند کہ میں تمہارے ساتھ ایک روم شیئر کروں۔

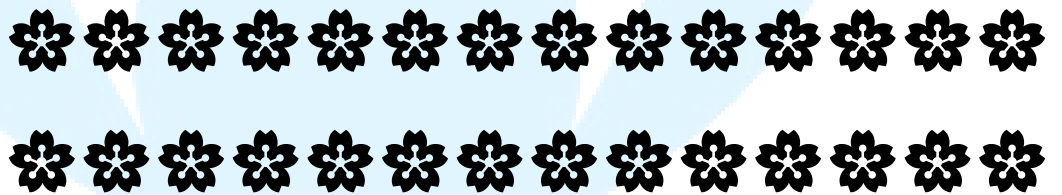


کیوں کہ مجھے دنیا کے کسی مرد پر بھروسہ نہیں ہے وہ زہر خند لہجے میں بولی۔  
لیکن میں تو چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر بھروسہ کرو۔

نہیں ہے مجھے بھروسہ نہیں ہے نہیں ہے وہ ہنریانی انداز میں چلائی۔

عرشمان اس کامرووں کے لیے یہ ریکشن دیکھ کر بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا۔  
کام ڈاؤن یار میں جا رہا ہوں اس روم سے باہر تم آرام سے سو جاؤ۔  
وہ اس کی حالت دیکھتے ہوئے بولا اور وہاں سے چلا گیا۔

انشاء نے ایک لمبی سانس لے کر خود کو کمپوز کیا اور بیڈ پر لیٹ کر آج دن میں ہوئے  
واقعے کو سوچتے نہ جانے کب سو گئی۔



شاہ ریز اور نایرہ جب سے روم میں آئے تھے نایرہ اس سے مسلسل اپنی خوشی کا اظہار کر رہی تھی کہ دید و بھی اب یہیں رہیں گی تو وہ یہ کریگی وہ کریگی۔ ان کے ساتھ شاپنگ پر جائے گی۔

شاہ ریز کب سے اسے سن رہا تھا اور انشاء کے لیے نایرہ کا پیار دیکھ کر جیس بھی ہو رہا تھا پہلے نایرہ اس بلی کے پیچھے پڑی رہتی تھی یہ کیا کم تھا کہ وہ اب اپنا دید و نامہ چالو کر لیا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ انشاء کو ناپسند کرتا تھا بلکہ اسے تو اپنی بڑ فلاحی کو کسی سے شکر کرنا منظور نہیں تھا۔

اچانک شاہ ریز نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر محبت سے اس کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔  
بڑ فلاحی آج تو آپ بہت خوش ہیں۔

ہاں پرنس میں بہت زیادہ خوش ہوں۔

اچھا تو اس خوشی کے موقع پر کچھ میٹھا تو بنتا ہے۔

ہاں۔ لیکن اتنی رات کو سویٹ کہاں سے لائیں۔

لانے کی کیا ضرورت ہے ماے انوسینٹ بیوٹی جب وہ موجود ہے۔

کہا ہے پر ن-----

ابھی وہ اپنی بات پوری کرتی کہ شاہ ریز نے جھکتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لے کر انہیں نرمی سے چھونے لگا۔

اچانک ہوئی اس افتاد پر نایرہ بوکھلا گئی اور شاہ ریز کی کالر کو مٹھیوں میں جکڑا۔  
شاہ ریز تو اس کے ہونٹوں کا نرم لمس پاتے ہی جیسے مدہوش ہو گیا۔

شاہ ریز نے اس کے ہونٹوں کو قید میں لیے ہی اسے اس کا سر تکیے سے لگایا اور اس کے ہونٹوں سے ہوتے ہوئے گردن پر آیا اور بیوٹی بون پر اپنے تپتے ہوئے ہونٹ رکھ دیئے۔

نایرہ اس کے لمس پر تڑپ کر کروٹ بدل لی اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا مانو پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔

شاہ ریز نے اس کے کندھے پر بوسہ دے کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

نایرہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی اور اس نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔  
شاہ ریز نے اس کو سیدھا کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا تھا کہ نایرہ کی نم  
آواز کانوں میں پڑی۔

ش۔۔ش۔ شاہ نہیں کریں میں مر جاؤں گی۔  
وہ تڑپ کر اسے گلے لگا گیا۔

ہے بڑ فلائی میں کچھ نہیں کر رہا ہوں۔ آپ میری طرف دیکھو۔  
اس نے مینچی آنکھوں کو نرمی سے چومتے ہوئے بولا۔

نایرہ نے دھیرے سے اپنی سرخ آنکھیں کھولیں جسے دیکھ کر شاہ ریز تو تڑپ ہی گیا۔  
میری جان آپ رو کیوں رہی ہیں کیا آپ کو میرا قریب آنا برا لگتا ہے؟  
ن۔ نہیں شاہ ایسا نہیں ہے وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔

جب سے انشاء نے اسے ہسپینڈوائف کے ریلیشن کے بارے میں اسے سمجھایا تھا وہ اپنے اور شاہ ریز کے رشتے کو کافی سمجھنے لگی تھی لیکن ابھی بھی اس کے اندر ڈر اور ہچکچاہٹ موجود تھی وہ ابھی یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

کیا ہوا ہے بٹر فلائی کیا آپ کو میں برا لگتا ہوں۔

شاہ ریز نرمی سے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔

نہیں شاہ آپ بہت اچھے ہو۔ وہ جلدی سے بولی۔

پھر؟

و۔۔ شاہ۔ میں۔ اتنی جلدی۔ کیسے۔۔

وہ جھجک کر بات ادھوری چھوڑ گئی۔

لیکن شاہ ریز کو سمجھنے میں دیر نہیں لگی۔

اففف بٹر فلائی آپ اس لیے اتنا پریشان ہو رہیں تھیں۔

کوئی بات نہیں اگر آپ نہیں چاہتی کہ ہمارا ریلیشن آگے بڑھے تو کوئی بات نہیں میں انتظار کر لوں گا۔

لیکن یہ چھوٹی چھوٹی عنایتیں تو میں آپ پر کرتا رہوں گا وہ شرارت سے بولتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھک کر ایک چھوٹی سی شرارت کی۔

آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں آپ سے ناراض نہیں ہوں اور نہ ہو سکتا ہوں۔

وہ اسے اسی طرح بیٹھا دیکھ کر بولا اور کھینچ کر اسے اپنے نزدیک کیا اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھوڑی ہی دیر میں دونوں ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے۔

انشاء جو گہری نیند میں تھی اچانک کھٹکے کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی اس نے مندی آنکھوں سے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے عرشمان اندر داخل ہو رہا تھا۔

ناجانے کس خیال کے تحت اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے کان اس کے قدموں کے آہٹ کی طرف ہی متوجہ تھے۔

اچانک واش روم کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی انشاء نے اپنا موبائل اٹھا کر ٹایم دیکھا تو صبح کے چار بج رہے تھے

مطلب کہ وہ تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عریشان گیلے چہرے کے ساتھ باہر آیا اور

الماری میں سے جاء نماز نکال کر بچھائی اور نماز پڑھنے لگا۔

انشاء کروٹ کے بل لیٹی ادھ کھلی آنکھوں سے عریشان کی ساری کارروائی دیکھ رہی تھی اور منہ ہی منہ سوچ رہی تھی کہ کیا یہ سچ میں دنیا کے باقی مردوں سے الگ ہے۔

اس کی نظریں بار بار عریشان کے وضو سے ترچہرے کی طرف جارہیں تھیں۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا یہ بھی باقی مردوں کی طرح ہے جسے صرف عورت کے جسم سے محبت ہوتی ہے اسے اس کے جذبات اور احساسات کی کوئی فکر نہیں ہوتی ہے۔

مجھے نہیں کرنا اعتبار کسی پر کیوں کہ میں نے مرد فطرت کو بہت ہی اچھے سے پہچان لیا ہے۔

وہ اپنے دل کو ڈپٹتے ہوئے من ہی من بولی۔

وہ عرثمان کو دیکھنے میں اس قدر بڑی تھی کہ اس کی نماز ختم ہونے کا بھی احساس نہیں ہوا۔

ہوش تو تب آیا جب وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا انشاء نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تاکہ اسے پتہ نہیں چلے کہ وہ جاگ رہی ہے۔

عرثمان جھکا اور کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور نرمی سے اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی نشانی چھوڑی۔

انشاء تو اس کی حرکت پر کچھ پل کے لیے ہل بھی نہ سکی۔

میرے دلبر مجھے پتہ ہے کہ آپ جاگ رہی ہو اس لیے اب اپنی آنکھیں کھول لو۔

انشاء اپنے آپ سے جی بھر کر شرمندہ ہوئی کہ کیا ضرورت تھی سونے کی اداکاری کرنے کی کونسا جاگنے پر یہ آفیسر گولی سے اڑا دیتا۔



ہاں پتہ ہے کہ میں جاگ رہی ہوں تمہیں بتانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ اپنی شرمندگی چھپانے کے لئے اس پر چڑھ دوڑی۔

گڈ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے ڈرو نہیں بلکہ مجھ سے لڑو جھگڑو فرمائشیں کرو۔

ویٹ آفیسر۔۔ میرا تم سے ایسا کوئی رستہ نہیں ہے کہ میں تم سے فرمائشیں کروں اور ویسے بھی یہ رشتہ زیادہ ٹائم تک نہیں رہنے والا۔ وہ تڑخ کر بولی۔

صبح ہی صبح اس کی رشتہ ختم کرنے والی بات نے عرشان کو انگاروں پر گھسیٹ لیا اور پل میں ہی اس کا میٹر شارٹ ہوا تھا۔

اور لپک کر اس تک آیا جو آدھی لیٹی اور بیٹھی کیفیت میں تھی اسے کھینچ کر اپنے روبرو کیا۔

مسز خان میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میری دسترس سے رہائی پانا ناممکن ہے تو کیوں بار بار ایک ہی بات کر کے اپنے آپ کو تھکاتی ہو۔

عرشمان کافی حد تک اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے سرد  
آواز میں بولا۔

لیکن میں پھر بھی پوری کوشش کروں گی اس رشتے سے آزاد ہونے کی چاہے کچھ بھی  
ہو جائے اور تم مجھ پر اس روب نہیں ڈال سکتے میں اسی شرط پہ آپی تھی۔  
وہ بھی دو بدوبولی۔

دیکھو صبح صبح میرا دماغ مت گھماؤ ورنہ تمہارے لئے ہی مشکل ہوگی۔  
ہو نہہ۔۔ آفیسر میں تم سے ڈرتی نہیں ہوں۔

اور یہی تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا؟

وہ اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

ہاں میں نہیں ڈرتی تم سے ٹکے کے آفیسر وہ نڈر انداز میں بولی۔

اچانک عرشمان نے اس کے چہرے پر جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت  
لیا اور اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں الجھائیں اور خود کو سیراب کرنے لگا۔

پہلے تو انشاء کو کچھ سمجھ نہیں آیا پھر ہوش میں آتے ہی اس نے عرشان کے بالوں کو اپنی مٹھی میں لے کر زور سے کھینچا جس سے عرشان بلبلا کر پیچھے ہٹ گیا۔  
یہ کیا کیا تھا جنگلی بلی؟

عرشان نے بد مزہ ہوتے ہوئے کہا لیکن جب نظر اس کے چہرے پر پڑی تو ٹھٹھک گیا۔

کیوں کہ انشاء کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس حد تک سرخ تھیں کہ مانوا بھی خون چھلک پڑے گا۔

ت۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔ م۔ میرے ساتھ یہ گھٹیا حرکت کرنے کی ہاں۔  
وہ غصے سے اتنی زور دھاڑی کہ ایک پل کو عرشان بھی ڈر گیا کہ کہیں اس کی آواز باہر نہ چلی جائے۔

لسن۔ میری بات سنو تم ایسا کچھ نہیں کیا میں نے جو تم اتنا ہائپر ہو رہی ہو۔  
انشاء نے ایک زخمی نظر اس پر ڈالی اور واشروم کی طرف جانے لگی۔

عرشمان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

سوری یار یہ میری غلطی ہے کہ میں نے بغیر تمہاری اجازت کے یہ سب کیا۔

غلطی نہیں گناہ ہے وہ اپنے ہونٹوں کو مسلسل رگڑتے ہوئے بولی۔

عرشمان کو ایک بار پھر سے غصہ آنے لگا کہ وہ اس کے پیار اور چاہت کو گناہ کا نام دے رہی تھی۔

تم بار بار ایسا کیوں بہیو کر رہی ہو جیسے میں کوئی لٹیرہ ہوں وہ اس کے چہرے کو ہاتھوں میں جکڑے غصے سے دھاڑا۔

وہ جتنا اس سے نرمی سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ لڑکی اسے اتنا ہی غصہ دلا رہی تھی۔

وہ بار بار اس کے سامنے بے بس ہو رہا تھا کیوں کہ وہ اس پر اپنا غصہ نہیں اتارنا چاہتا تھا۔

عرشمان نے اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکائی

اور اپنی گمبھیر اور ساحرانہ آواز میں بولا۔

تم میرے لئے بہت خاص ہو۔

تم وہ واحد ہستی ہو جس کے لئے مجھے نیند سے محروم رہنے میں کوئی اعتراض نہیں  
صرف تم ہو جس سے بات کرتے ہوئے میں کبھی تھک نہیں سکتا تمہارا خیال ہی  
میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے۔

تم وہ واحد ہستی ہو جسے کھودینے کا ڈر میری جان نکالنے کے لیے کافی ہے۔

تم وہ ہو جس کے ساتھ مجھے آخری آرام گاہ تک سفر کرنے کی خواہش ہے۔

میں نہیں جانتا کہ تمہاری زندگی میں ایسا کیا ہوا کہ تمہیں دنیا کے ہر مرد سے نفرت ہو  
گئی ہے لیکن میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ میں ہر مشکل ہر پریشانی میں تمہارے  
ساتھ ہوں ایک بار مجھ پر اعتبار کر کے دیکھو میں تمہاری زندگی سے ان تکلیف دہ  
لمحوں کو اپنی محبت سے یوں مٹا دوں گا کہ جیسے وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ دنیا کے سارے رنگ تمہاری ان  
بے رنگ آنکھوں میں بھر دوں۔

تمہاری ان کہی باتوں کو بھی غور سنوں اپنی ساری محبت تم پر قربان کر دوں اور اپنی چاہت کا تمہیں اکلوتا وارث بنالوں۔

وہ اس کے کانوں میں میٹھی سی سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔

انشاء اس کے سحر کر دینے والے الفاظ میں کھوپ رہی

اور اچانک اس نے اپنی نم پلکیں اٹھائیں اور زخمی لہجے میں بولی۔۔۔

میں نہیں اعتبار کر سکتی کسی پر کیوں کہ زندگی نے مجھ سے صرف چھینا ہی ہے چاہے وہ میرا مخلص رشتہ یا پسندیدہ چیز، میری عزت نفس میرا غرور ہی کیوں نہ ہو۔

اس لئے اب مجھے ہر ایک چیز سے نفرت ہے چاہے وہ انسان ہو یا چیزیں ہوں، میرا نصیب ہو یا پھر میرے آنسو ہوں۔

اتنی سی عمر میں زندگی نے مجھے بے حس بنا دیا ہے۔

نہ جانے کیسے وہ اپنے دل چھپے درد کو عرشان کے سامنے باہر نکالنے لگی اور اسے احساس بھی نہیں ہوا کہ وہ کیا اور کس سے بول رہی ہے ہوش میں تب آئی جب

عرشمان نے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا گھیر اتنگ کر کے اسے اپنے نزدیک کیا اور اس کے بالوں کو سہلانے لگا جیسے اسے ایک طرح کی تسلی دے رہا ہو۔  
انشاء نے نکلنے کی کوشش کی تو اس نے گھیرا اور تنگ کر دیا اور اس کے کانوں کے پاس چہرہ کر کے گنگنایا۔

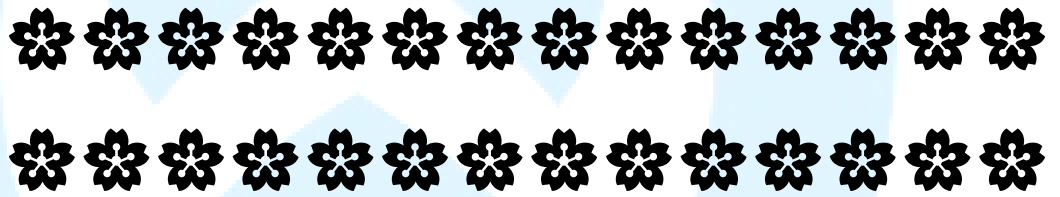
کبھی سایہ بن کے میرے قریب رہنا  
کبھی مجھ سے لڑ کر میرے رقیب رہنا  
میں نے خدا سے دولت مانگی کب ہے  
بس دعا ہے کہ فقط تو میرا نصیب رہنا۔

عرشمان نے شعر پڑھ کر اس کے ماتھے کو چوما اور گنگ کے لیے چلا گیا۔  
انشاء بت بنی کھڑی رہی اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کے لمس کو محسوس کیا۔  
اس کا دل ایک عجیب لے پر دھڑک اٹھا۔

عرشمان جب بھی اس کے قریب آتا اور اپنی محبت کا اظہار کرتا انشاء کا دل چیخ چیخ کر اس پر اعتبار کرنے کو کہتا لیکن وہ نظر انداز کر دیتی تھی۔

انشاء کو اپنے بابا کے بعد عرشمان ہی ایسا لگا جس پر اعتبار کیا جاسکے لیکن پھر وہ ہر بار اسے جھڑک دیتی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ جب اسے سچ پتا لگے تو وہ اس سے نفرت کرے۔

اسی لیے وہ اسے خود سے دور رکھنا چاہتی تھی۔



نایرہ کی آنکھ آج شاہ سے پہلے کھل گئی تھی اسی لیے وہ جلدی ہو کر انشاء کے پاس جانا چاہتی تھی تاکہ اس سے ڈھیر ساری باتیں کر سکے۔

وہ جلدی سے اٹھی اور فریش ہونے کے لیے واشروم میں گئی۔

شاہ ریز کی آنکھ کھلی تو اس نے نایرہ کو اپنے قریب نہیں پایا تو وہ پریشان ہو گیا کیوں کہ نایرہ اس کے ساتھ ہی جاتی تھی نیچے وہ اس کے بنا نہیں جاتی تھی۔



ابھی وہ اٹھ کر اسے ڈھونڈنے کے لیے باہر جاتا کہ تبھی کلک کی آواز کے ساتھ نایرہ دروازہ کھول کر باہر آئی۔

اور مرر کے سامنے آکر اپنے بال سلجھانے لگی۔

اس نے پیچ کلر کی خوبصورت کلیوں والی فراک پہنی ہوئی تھی جس میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

شاہ ریز بیڈ سے اٹھ کر اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔

مجھے قبول یہ بھی نہیں کہ تجھے آئینہ دیکھے

تجھے تو میں دیکھوں یا میرا خدا دیکھے۔

شاہ ریز نے اس کے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکراتے ہوئے شعر پڑھا۔

میں نے سنا ہے کہ رب کی اس کائنات میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین چہرے

موجود ہیں لیکن میری نظروں کو تو آپ کے سوا کوئی بھاتا ہی نہیں ہے۔

شاہ ریز نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیا۔

نایرہ کی پلکیں حیا سے جھک گئیں اور پل میں ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

شاہ ریز نے کافی دلچسپی سے اس کے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھا اسے یہ منظر بہت پیارا لگا۔

ابھی وہ کوئی شوخ جسارت کرتا کہ تبھی اس کے رومانس کا دشمن ساحل ٹپک پڑا۔  
ارے اولو برڈز اب باہر تشریف لے آئیں شادی تو ان دونوں کی ہوئی ہے لیکن یہ آپ لوگ کس خوشی ابھی تک اندر موجود ہیں۔

وہ ہمیشہ کی طرح نان اسٹاپ بولتا چلا گیا۔

شاہ ریز کو اس وقت جتنا غصہ ساحل پر آ رہا تھا کہ وہ بتا نہیں سکتا تھا۔

ہم چاہے جس خوشی میں اندر موجود ہوں یہ تمہارا کنسرن نہیں ہے اور اب تم جاؤ ہم آرہے ہیں۔

شاہ ریزا سے جلدی سے بھگاتے ہوئے کہا۔

لیکن ساحل بھی اپنے نام کا ایک۔

اس نے جلدی سے نایرہ کا ہاتھ پکڑا اور چلا گیا اور جاتے ہوئے بولا کہ بھابھی تو تیار ہیں اسلیے میں انہیں لے کر جا رہا ہوں تب تک آپ تیار ہو کر آجائیں۔

یہ کہ کر بنا اس کی سنے یہ جاوہ جا۔

شاہ ریزا تو دانت پیس کر رہ گیا۔

\*\*\*!!!!\*\*

کھانے کی میز پر سبھی موجود تھے تبھی دی جان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ۔  
جیسا کہ آپ سب کو پتہ کہ دونوں شادیاں جلدی میں ہونیں ہیں اور کوئی بڑا فنکشن  
بھی نہیں ہوا ہے اسلیے ہم چاہتے ہیں کہ شاہ ریزا اور عثمان دونوں کا ولیمہ ایک ساتھ  
رکھیں۔

اس بات پر کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں۔

سب نے نفی میں سر ہلایا سوائے شاہ ریز کے۔

کیا ہوا بیٹا آپ کو ہمارے فیصلے پر اعتراض ہے؟

ارے نہیں دی جان مجھے کوئی اعتراض نہیں میں تو بس نایرہ کے وجہ سے پریشان ہوں کیوں کہ نایرہ نے اپنی شادی کے لیے کافی چھٹیاں کی تھیں اور اب بھی وہ کالج نہیں جا رہی ہے اس کی پڑھائی کا نقصان ہو گا اور کچھ نہیں



ہیلو میں تمہیں ایک کام دے رہا ہوں کرنا یہ ہے کہ ایک شخص کو گاڑی سے ٹکڑا مارنی ہے جان سے نہیں مرنا چاہیے کیوں کہ اس کی طرف میرے کافی حساب نکلتے ہیں۔ ایکسڈنٹ کافی سیریس ہونا چاہیے۔

او کے سر ہو جائے گا۔

ہمم او کے

دی جان کی بات پر شاہ ریز نے جب پڑھائی کا ذکر کیا تو نایرہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

وہ جو خوش تھی کہ اب پڑھائی سے جان چھوٹی اور اب اسے کالج نہیں جانا پڑے گا اور نہ ہی وہاں کی گندی لڑکیوں سے سامنا ہو گا جنہوں نے اس کو اتنا تنگ کیا اور روم میں بھی بند کر دیا تھا۔

لیکن شاہ ریز کی بات سن کر اسے بالکل اچھا نہیں لگا نایرہ نے ایک غصیلی نظر شاہ ریز پر ڈالی اور اٹھ کر اپنے روم میں چلی گئی اس نے ناشتہ بھی پورا نہیں کیا۔ شاہ ریز تو پریشان ہو گیا کہ اس کی بڑ فلاحی اس سے ناراض کیوں ہو گی اور ناشتہ بھی چھوڑ دیا۔

انشاء نے جب شاہ ریز کو مسلسل اسی طرف دیکھتے دیکھا جہاں سے نایرہ گئی تھی تو وہ بولی کہ۔۔

نایرہ اس طرح سے اٹھ کر اس لئے گئی ہے کیوں کہ اس کو آپ کی پڑھائی والی بات پسند نہیں آتی ہے۔۔

جب سے ان لڑکیوں نے اس کے ساتھ وہ روم میں بند کرنے والا پرینک کیا ہے وہ دوبارہ کالج نہیں گئی ہے اور نہ ہی اب جابیگی اس نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا۔

اور پھر سب کے پوچھنے پر اس نے کالج والا واقعہ بتایا تو سبھی کو بے حد افسوس ہوا شاہ ریز کو تو بے پناہ غصہ آیا کہ کسی کی ہمت کیسے ہوئی اس کی بٹر فلائی کو تکلیف دینے کی۔ وہ اٹھ کر نایرہ کے پاس جانے لگا تا کہ اس کی ناراضگی دور کر سکے۔

انشاء اپنا ناشتہ مکمل کر کے اٹھی اور اپنا آفس بیگ لے باہر جانے لگی، اس نے اپنی ضرورت کا ہر سامان رات کو ہی جہاں داد سے منگو الیا تھا۔ اسے باہر جاتا دیکھ کر عریشان کی ماما نے اسے پکارا۔

بیٹا آپ آج کے دن آفس جاؤ گی؟

آج تو آپ کی شادی کا پہلا دن ہے ان کی بات پر انشاء رک گئی اور کنکھیوں سے عریشان کی طرف دیکھا جو کھانا کھانے میں اس طرح مگن تھا جیسے صدیوں سے بھوکا ہو۔

افف اب میں انہیں کیا جواب دوں؟

ہماری شادی کوئی نارمل شادی تو ہے نہیں جو اس طرح کے چونچلے کریں۔

وہ من ہی من بولی اسے عرشان پر بے تحاشہ غصہ آرہا تھا جو ارد گرد سے بے نیاز کھانے میں مگن تھا۔

آنٹی میں نہیں جاتی لیکن میری ایک بہت ضروری میٹنگ ہے اس لئے مجھے جانا ہوگا۔  
پلیز آپ مائنڈ مت کرنا وہ نرم لہجے میں بولی۔

عرشان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ مجھ سے بات کرتے ہوئے انگارے چبائے رہتی ہے اور اب دیکھو کیسے بات کر رہی ہے۔۔

بیٹا آپ مجھے آنٹی نہیں ماما بولو جیسے یہ تینوں بولتے ہیں کیوں کہ میں تمہاری بھی ماما ہوں۔

ان کی بات پر اس کی آنکھوں میں نمی چمکی جسے وہ بڑی مہارت سے چھپا گئی۔  
اوکے آنٹ۔۔۔ آئی۔ مین ماما۔

ہم گڈ گرل۔ انہوں نے پیار سے کہا۔  
اچھا بیٹا آپ جاؤ آپ کو دیر ہو رہی ہوگی۔

اور پھر انشاء ان سے ملتے ہوئے آفس چلی گئی۔  
اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد عریشان بھی چلا گیا۔

شاہ ریز جب روم میں آیا تو نایرہ کو بیڈ پر لیٹا ہوا پایا۔  
اسے حیرانی ہوئی کہ نایرہ اتنی جلدی پھر کیسے سو گئی۔  
اچانک خاموش کمرے میں اس کی سسکیاں سنائی دی۔  
شاہ ریز تڑپ کر اس کے پاس آیا۔  
بڑفلائی کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہو؟  
وہ اسے اٹھاتے ہوئے بولا۔ لیکن نایرہ نے اس کی طرف سے چہرہ پھیر لیا اور سوں  
سوں کر کے رونے لگی۔

شاہ ریز سے اس کا منہ موڑنا برداشت نہیں ہوا اس نے سختی سے اس کا بازو پکڑ کر اپنی  
طرف کھینچا اور سرد آواز میں بولا۔



بٹرفلائی میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ مجھ سے منہ پھیریں چاہے وہ ناراضگی کے اظہار کے لیے ہی کیوں نہ ہو آج تو بتا رہا ہوں لیکن اگر آپ نے آئندہ آپ نے ایسا کیا تو میں آپ کو بہت بری سزا دوں گا وہ جنونی انداز میں بولا اس کی سرخ آنکھیں اس کے غصے کا پتہ دے رہی تھیں۔

نایرہ اس کی سخت پکڑ میں کپکپا کر رہ گئی اس کے ہاتھوں میں شدید درد ہو رہا تھا جسے شاہ ریز نے سختی سے جکڑا ہوا تھا۔

شاہ۔ ہ۔ م۔۔ میں آپ سے ناراض ہوں اور۔ غ۔ غصہ آپ کر رہے ہیں۔۔

نایرہ دھیمی آواز میں منمناتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سن کر شاہ ریز کو اس کی ناراضگی یاد آئی۔

اور میری بٹرفلائی مجھ سے کیوں ناراض ہے۔ ہہمم۔

وہ آپ مجھے کالج جانے کے لئے بول رہے تھے اس لیے۔

شاہ۔ مجھے کالج نہیں جانا پلیر۔۔۔

اور آپ کو کالج کیوں نہیں جانا؟  
شاہ وہاں پر بیڈ گرل ہیں انہوں نے مجھے روم میں بند کر دیا تھا۔  
میں بہت روئی لیکن انہوں نے نہیں کھولا۔۔  
اور وہ مجھے بہت تنگ کرتی تھیں۔  
اور اب مجھے وہاں نہیں جانا ہے شاہ پلیزززز  
اچانک نایرہ شاہ کے گلے لگ کر روتے ہوئے بولی۔  
ہے بٹر فلائی آپ رونا بند کریں۔ میں کہیں نہیں بھیج رہا آپ کو اوکے۔  
وہ اس کا سر سینے سے اٹھاتے ہوئے بولا۔  
اس نے رورو کر اپنی نیلی آنکھوں کا ستیاناس کر دیا تھا۔  
شاہ ریز نے نرمی سے اس کی آنکھوں کو سہلایا اور نرم آواز میں بولا۔  
آپ کو پتا ہے بٹر فلائی میں آپ کو کیوں کالج بھیجنا چاہتا ہوں؟

اسیے کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ پڑھ لکھ ایک قابل اور پر اعتماد لڑکی بنیں تاکہ کوئی آپ کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور آپ اس دنیا کا مقابلہ کر سکیں۔

کیوں کہ یہ دنیا ایسی ہی ہے یہ ڈرے ہوئے کو اور ڈراتی ہے۔

اور رہی بات کالج کی تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کوئی بھی پریشان نہیں کرے گا۔

شاہ ریز اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے پر سکون کرتے ہوئے بولا۔  
ٹھیک ہے میں جاؤں گی کالج لیکن آپ مجھے چھوڑنے اور لینے آئیں گے اوکے۔

وہ اس سے وعدہ لیتے ہوئے بولی۔

ٹھیک ہے جیسا میری بڑ فلاتی بولے۔

اچھا پر نسزاب آپ مجھ سے ناراض نہیں ہو تو چلو ایک اچھی سی کس دے کر گڈ بائی بولو مجھے۔

نہ۔۔ نہیں کس نہیں میں ایسے ہی آپ کو باے بول دیتی ہوں ناپلیزز

نہیں بڑفلائی آپ نے میرا تناو وقت برباد کرایا ہے تو سزا تو بنتی ہے۔

شاہ آپ اپنی بڑفلائی کو سزا دو گے۔۔۔

نایرہ کیوٹ سافیس بنا کر بولی۔۔

ہاں مامے لو میں آپ کو سزا دوں گا ایک پیاری اور میٹھی سی سزا وہ بولتے ہوئے جھکا اور اس کے ہونٹوں پر جھک کر ایک چھوٹی سی شرارت کی اور اٹھ گیا کیوں کے بہت لیٹ ہو گیا تھا۔

بڑفلائی ایسے باے بولتے ہیں اگلی بار آپ مجھے ایسے ہی باے کریں گی اوکے۔  
میں بالکل بھی ایسا نہیں کروں گی۔

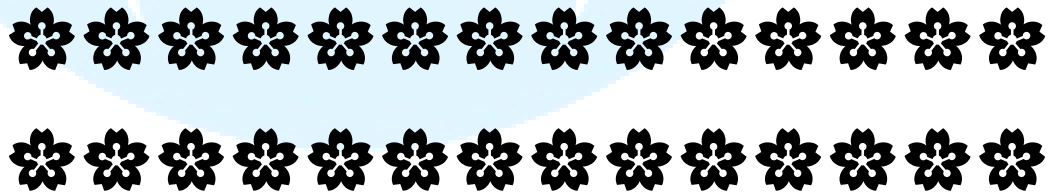
شاہ آپ بہت گندے ہوتے جارہے ہیں وہ شرمابی لجا ہی سی بولی۔

شاہ ریز اس کے سرخ حیا سے لبریز چہرے کو دیکھ کر بے خود ہوا اور اس کے چہرے پر جھک کر اس کے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چوما اور اس کی پیشانی پر ایک محبت بھرا لمس چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

پر نسیر کے ہم آپ کے کالج جائیگے آپ تیار رہنا اور اب اس بارے میں میں نا نہیں  
سنوں گا۔

اس نے نایرہ کو کہا اور پھر آفس چلا گیا۔

نایرہ چلتی ہوئی مرر کے پاس آئی اور اس میں اپنے چہرے کو دیکھا جو شاہ ریز کی  
شدتوں سے سرخ ہوا پڑا اس نے شرما کر اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔  
وہ دن بدن شاہ ریز کے قریب ہو رہی تھی اور اس کی شدتوں کی عادی ہو رہی تھی۔  
اسے شاہ ریز کے چھونے پر برا نہیں لگتا تھا بلکہ اس کے قریب آنے سے اس کا دل  
ایک الگ انداز میں دھڑکنے لگتا تھا اور اس پر حیا آمیز کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔  
خیر جو بھی تھا اب وہ ان سب کی عادی ہو رہی تھی۔



آصف نیازی مسلسل ملنے والی ہار سے پاگل ہوا اٹھا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ  
عرشمان کو جان سے مار دے۔

اسے اپنے بھائی پر بھی غصہ تھا کہ اس نے اسے سسپینڈ نہیں کرایا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب جو بھی کرنا ہے اسے ہی کرنا ہے

اسنے کسی کو کال ملائی اور اس سے بات کرنے لگا۔

ہیلو میں تمہیں ایک کام دے رہا ہوں کرنا یہ ہے کہ ایک شخص کی گاڑی کو ٹلکرمارنی ہے اور ہاں وہ جان سے نہیں مرنا چاہیے کیوں کہ اس کی طرف میرے کافی حساب نکلتے ہیں۔

اوکے سر کام ہو جائے گا۔۔۔ اوکے۔۔



عرشمان اپنی کین میں بیٹھا مسلسل انشاء کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ایسا کیا ہوا ہے اس کے پاسٹ میں کہ وہ ایسی ہو گئی ہے۔

اس کے ذہن کے پردے پر بار بار اس کی کالی گہری آنکھیں ظاہر ہوتیں۔

جو ہمیشہ ویران رہتی تھیں عریشان نے مصمم ارادہ کیا کہ وہ اس راز حل کر کے ہی دم لے گا۔

ابھی وہ اور کچھ سوچتا کہ تبھی اس کی کین میں بغیر اجازت کے آصف نیازی داخل ہوا۔

اسے دیکھتے ہی عریشان کا پارہ ہائی ہو گیا۔

مسٹر نیازی کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کسی کے کمرے میں بغیر اس کی اجازت داخل نہیں ہوتے۔

آفیسر تم یہ سب چھوڑو اور ہماری بات سنو۔

تم ہمارے معاملے سے دور رہو نہیں تو تمہاری صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔ تمہارا وہ حال ہو گا جو تم نے کبھی سوچا نہیں ہو گا تم آصف نیازی کو ابھی جانتے نہیں ہو اس لیے اتنا ایمانداری کا گانا گارہے ہو۔

مسٹر آصف نیازی تم یہ فضول کی دھمکیاں دینا بند کریں کیوں کہ کتوں کے بھونکنے سے شیر نہیں ڈرا کرتے۔

آفیسر تم میری بات نہ مان کر بہت کچھتاؤ گے۔

اور مسٹر نیازی تم مجھے یہ فضول کی دھمکیاں دے کر کچھتاؤ گے۔

اور پھر تن فن کرتا ہوا وہ چلا گیا۔

سر یہ بہت خطرناک آدمی ہے کچھ بھی کر سکتا ہے

کچھ نہیں کر سکتا یہ بس گیدڑ بھبھکیاں ہیں۔

عرشان زمان کہتے ہوئے ایک بار پھر سے ان فایلوں میں بزی ہو گیا۔



رات کا کھانا کھا کر سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے تھے جب دی جان عرشان اور شاہ ریز

کے ریسپشن تین دن بعد کا بتایا۔

سب لوگ یریشان ہو گئے کہاتے کم ٹائم اتنی ساری تیاری کیسے ہوگی۔



سب سے زیادہ پریشان تو گل تھی کہ اس نے اپنی اتنی ساری شاپنگ کرنی تھی وہ کیسے ہوگی۔

دی جان نے کہا کہ کل سارے گھر اپنی اپنی شاپنگ کر لیں۔



آج عرشان کمرے میں ہی سویا تھا پتا بکيا سوچ کر انشاء نے اسے بیڈ پر سونے کی اجازت دے دی تھی شاید گھر والوں کا سوچ کر۔

ابھی عرشان کو سوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ تبھی اسے انشاء کی کراہتے ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا

اور ایک ہی جست میں بیڈ پر لیٹی انشاء کے پاس آیا جو مسلسل ہاتھ پیر پٹکتے ہوئے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

ب۔ بابا۔۔۔ وہ۔۔۔ پھر۔ آگیا۔۔۔ وہ پھر۔۔۔ کچھ غلط۔ ک۔ رے گا۔

بابا آپ واپس آ۔ جاو۔ آپ کی انشو کو آپ۔۔ کی۔ ضرورت ہے  
وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

عرشمان نے جب ہاتھ رکھ کر اس کی پیشانی چیک کی تو وہ بخار سے جل رہی تھی  
عرشمان اس کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔

اس نے اپنے فیملی ڈاکٹر کو کال کی وہ آجائے لیکن اس نے کہا کہ وہ آؤٹ آف سٹی ہے  
۔

ڈاکٹر نے بتایا کہ وہ اس کے سر پر ٹھنڈے پٹیاں رکھے  
اس سے افاقہ ہو گا۔

اور پھر عرشمان پوری رات اس کے سر پر پٹیاں اور صبح جا کر اسے کچھ افاقہ ہوا تھا۔  
صبح جب انشاء کی آنکھ کھلی تو اس نے عرشمان کو اپنے سر ہانے بیٹھا پایا۔

جس کے ایک ہاتھ میں پٹی تھی اور دوسرا ہاتھ انشاء کے بالوں میں تھا  
تو کیا یہ پوری نہیں سویا

انشاء کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ عرشِ شان اس کے سرہانے بیٹھا تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں پٹی تھی اور دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں تھا۔

وہ ایک ٹک اسے دیکھے گئی۔

کیا تھا یہ شخص اس کی اتنی بے رخی کے باوجود اس سے پیار کرتا تھا وہ اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا وہ اس کی کڑوی باتوں پر بھی اپنے غصے کو کنٹرول کر لیتا تھا

-

بچپن میں اس کے بابا اس سے کہا کرتے تھے کہ ان کی شہزادی کے لئے ایک شہزادہ آئے گا۔

جو اسے اپنی پلکوں پہ بٹھا کر رکھے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔

پہلے وہ بھی اپنے بابا کی باتوں پر خوش ہو جایا کرتی تھی لیکن پھر اس کی زندگی میں ہوئے واقعے نے اسے اپنے بابا کے دکھائے ہر خواب بھلا دیے اب نہ وہ خواب تھے اور نہ اسے دکھانے والے اس کے بابا۔

اب اسے دنیا کا ہر مرد درندہ لگتا تھا۔

لیکن جب جب وہ عریشان کو دیکھتی تو اسے اپنے بابا کے دکھائے خواب کی تعبیر نظر آتی۔

اسے اس بات پر یقین آگیا تھا کہ اس دنیا میں آصف نیازی کے علاوہ اس کے بابا اور عریشان جیسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔

اس نے کہیں پڑھا تھا کہ۔ اپنی زندگی میں سب چھوڑ دینا لیکن ایسے شخص کو ہر گز مت چھوڑنا جو آپ سے محبت کرتا ہو جو ہر اچھے برے وقت میں آپ کے ساتھ رہے۔

جو بہت سارا لڑنے کے بعد بھی آپ کو منانے کا ہنر رکھتا ہو۔ اور ہر وقت آپ کا خیال رکھے۔

وہ اپنے خیالات میں اس قدر بڑی تھی کہ اسے عریشان کے جاگنے کا بھی نوٹس نہیں لیا

-

چونکی تب جب شاہ ریز نے جھک کر اس کی پیشانی چیک کی کہیں ابھی تک بخار تو نہیں

انشاء اٹھنے لگی تو نقاہت کی وجہ سے اٹھ نہ سکی۔

عرشمان نے فورن اس کی کمر کے پیچھے پلو لگایا اور اس کو آرام سے بیٹھا دیا اس کے ہر انداز میں اس کے لیے فکر تھی۔

انشاء ایک ٹک اسے دیکھے گئی۔

کیا بات ہے؟ آج ہمارے دلبر کے انداز بدلے بدلے لگ رہے ہیں کیا ہم اس کرم نوازی کی وجہ جان سکتے ہیں۔

عرشمان کب سے انشاء کی نظریں اپنے اطراف محسوس کر رہا تھا اس لیے شرارتی آواز میں بولا۔

م۔۔ میں تمہیں۔ تھوڑی نہ دیکھ رہی تھی میں تو اس کو دیکھ رہی تھی۔

وہ گڑبڑا کر عرشمان کے بغل میں ٹیبل لیپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

اوو تو تم اس لیمپ کو دیکھ رہی تھیں۔

ہاں میں اسے ہی دیکھ رہی تھی کیوں کہ پہلے کبھی دیکھا نہیں تھا۔

اچھا تم نے اسے ابھی تک دیکھا نہیں تھا؟

لیکن مسز خان جہاں تک مجھے پتہ ہے اس بیڈ پر آپ ہی سوتی ہیں اور ظاہر سی بات اسے آن اور آف بھی آپ ہی کرتی ہیں پھر بھی آپ نے اسے نہیں دیکھا اسٹریج۔  
عرشمان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

اسے بڑا مزہ آ رہا تھا انشاء کو اس طرح بہانے بناتے دیکھ کر۔

کیوں کہ وہ جلدی کسی کے سامنے کنفیوژ نہیں ہوتی تھی۔

ہونہہ۔ یہ خوش فہمی ہے تمہاری کہ میں تمہیں دیکھ رہی تھی۔

آفیسر حد سے زیادہ خوش فہمی بھی صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی ہے۔

انشاء فورن اپنے اجلی انداز میں آتے ہوئے بولی۔

اس کی بات سن کر عریشان اس طرف جھکا اور اس کے کانوں میں مدھم سی سرگوشی کی۔

اگر خدا مجھے تم پر اختیار دے نا تو میں اپنے لئے تمہارے ذہن سے یہ ساری لاپرواہیاں نکال کر تمہاری رگ رگ میں اپنا خیال دوڑا دوں۔

بولتے ہوئے اچانک عریشان نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھو کر پیچھے ہٹ گیا۔

اس کی بو جھل سرگوشی اور لمس پر انشاء کو اپنے جسم میں سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔

اس کا دل دھک دھک کرنے لگا مانوا بھی باہر نکل آئے گا۔

وہ جلدی سے اٹھی اور بغیر عریشان کی طرف دیکھے

فورن واشروم کی طرف بھاگی اس کے جاتے ہی عریشان کا چھت پھاڑ قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔

اففف میرے دلبر آپ تو میری اتنی سی نزدیکی برداشت نہیں کر سکتی تو پھر میرے جذبوں کا طوفان کیسے برداشت کر پائیں گی۔ اور ابھی تک تو میں نے کوئی ایسی ویسی حرکت بھی نہیں کی۔ وہ واشروم کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

انشاء واشروم میں آکر اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔

اففف یہ ٹکے کا آفیسر کتنا بے شرم ہے وہ شیشے میں اپنے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی جو عرشان کی ایک چھوٹی سی شرارت پر پورا سرخ ہو گیا تھا۔

وہ فریش ہو کر باہر آئی تو عرشان نہ جانے کس خیال میں گم مسلسل مسکرایے جا رہا تھا۔

وہ دبے پاؤں باہر جانے لگی تبھی عرشان کی مسکراتی آواز کانوں میں پڑی۔

اوہو ہماری دلبر شرمنا رہی ہیں اے تو گڈ ہو گیا جی۔

ٹکے کے آفیسر تم کب سے اتنی ٹھہر کی ہو گئے وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

ہاے دلبر اب آپ ہمارے سچے جذبوں کو ٹھہرک کا نام دیں گی۔



مرد تم ٹھہر کی آفیسر میں جا رہی ہوں نیچے۔

ارے مسز خان سنو تو۔۔۔۔۔

لیکن وہ جلدی سے نیچے چلی گئی۔

آج عریشان نے اس کے اندر ایک بدلاؤ محسوس کیا تھا۔

انشاء نے آج اس رشتے کو لے کوئی کڑوی بات نہیں کی تھی جس سے عرثمان کا دل ٹوٹے۔

اس کے پیچھے ہی عریشان بھی نیچے آیاتو گل اور ساحل کو ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے پایا۔

اور انشاء ایک طرف حیران پریشان کھڑی ان کی لڑائی دیکھ رہی تھی۔

عرشمان چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

مسز خان پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کا روزگاہے۔

لیکن مان یہ لڑکیوں رہے ہیں؟

اور عریشان کو لگا کہ اس کے کانوں نے کوئی خوبصورت ساز سن لیا ہو۔

ایک تو انشاء نے آج پہلی بار اس کا نام لیا تھا اور وہ بھی اتنے خوبصورت انداز میں اس کا دل چاہا ان ہونٹوں کو چوم لے۔ وہ مسرور سا بے خود ہو کر اسے دیکھے گیا۔

اچانک گل کی تیز آواز گونجی۔

ساحل کے بچے میں کب سے کہ رہی ہوں ڈریس تھیم ریڈ کلر کی ہوگی تو ریڈ ہی ہوگی

باسی پھول میں بھی کب سے تمہیں یہ ہی سمجھا رہا ہوں کہ بلیک تھیم زیادہ صحیح ہے لیکن میری بات تمہارے اس بھوسہ بھرے دماغ میں آئے تب نا۔

گل اور ساحل کی لڑائی ابھی جاری رہتی کہ وہاں پر شاہ ریز آگیا۔

تم نے اتنا شور کیوں ڈالا ہوا ہے؟

وہ میں کب سے رہی ہوں کہ تھیم ریڈ کلر کی رکھتے ہیں لیکن یہ زرافہ مان ہی نہیں رہا ہے۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی کیوں کہ ریسپشن کی پوری تھیم وائٹ کلر ہوگی اب اس پر کوئی بحث ہوگی۔

شاہ ریز کی سنجیدہ آواز پر وہ دونوں چپ ہو گئے۔

سب لوگ کھانے کی میز پر بیٹھے تو بی جان نے نایرہ کے بارے میں پوچھا۔  
تبھی نایرہ سامنے آتی ہوئی نظر آئی۔

وہ سیدھے جا کر انشاء کے بغل میں چیر پر بیٹھ گئی۔

سب نے کافی حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

کیوں کہ جب سے اس گھر میں آئی تھی وہ شاہ ریز کے پاس ہی بیٹھتی تھی۔

سب نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جس پر ناراضگی چھائی ہوئی تھی۔

وہ غصے سے منہ پھلائے بیٹھی تھی اور شاہ ریز کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

سب کو کافی حیرانی ہوئی کہ ایسا کیا ہوا ہے جو بڑ فلاحی اپنے پرنس سے ناراض ہے۔

بیٹا کیا ہوا ہے آپ ناراض کیوں ہیں۔

ساحل کی ماما نے پیار سے اس کے پھولے گالوں کو چھو کر پوچھا جو غصے سے پھولے ہوئے بہت پیارے لگ رہے تھے۔

چھوٹی ماما آپ بول دو ان سے میں اب ان سے بات نہیں کروں گی۔ اور ان کی بات مان کالج نہیں جاؤں گی۔

وہ چھوٹی ناک سیکوڑتے ہوئے بولی۔

لیکن بیٹا ہوا کیا ہے۔

چھوٹی ماما انہوں نے مجھے کیٹی سے کھیلنے سے منع کیا اور میری کیٹی کو گندی بھی بولا۔

وہ خود ہی ہیں گندے پرنس۔

سب کافی دلچسپی سے ان کی بات سن رہے تھے۔

اور شاہ ریز تو اپنی بڑفلائی کی گل افشائیاں سن رہا تھا۔

کیسے مزے سے بول رہی تھی کہ بات نہیں کرے گی۔

بھلا شاہ ریز ایسا ہونے دے سکتا تھا۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ صبح جب شاہ ریز کی آنکھ کھلی تو اس نے نایرہ بیڈ پر نہیں پایا۔ وہ اٹھ کر دکھنے جا رہا تھا کہ تبھی اسے نایرہ کی آواز سنائی دی جو بالکنی سے آرہی تھی۔ وہ اسے دیکھنے کے لئے وہاں جانے لگا لیکن وہاں پہونچ کر اس کا خون کھول اٹھا کیوں کہ اس کی بٹر فلانی چیئر پر اپنی کیٹی کو لے کر بیٹھی ہوئی تھی اور اس سے لاڈیاں کر رہی تھی کبھی اسے گلے لگاتی کبھی اس کے گالوں پر کس کرتی اور اس کے گال سے اپنا گال رگڑتی۔

یہ لاڈ پیار دیکھ کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ مطلب حد ہے اس کی بٹر فلانی ایک بلی کو اتنا لاڈ کر رہی ہے اور اپنے معصوم (توبہ توبہ معصوم وہ بھی شاہ ریز خان ☺) شوہر کا ذرا خیال نہیں ہے۔

کہاں شاہ ریز کو وہ ہوا بھی منظور نہیں ہے جو اس کی بٹر فلانی کو چھو کر گزرے اور کہاں یہ بلی اس کی بٹر فلانی پر قبضہ جمایے بیٹھی ہے۔

اس نے جھٹکے سے اس کی گود سے بلی کو نکالا اور اس کو روم کے باہر کر کے دروازہ بند کر دیا۔۔۔ اور چلتا ہوا نایرہ کے پاس آیا جو ہکا بکا ہو کر چئیر پر بیٹھی تھی۔

اس نے چئیر کے دونوں اطراف ہاتھ رکھ کر سرد آواز میں بولا۔

بٹر فلائی یہ آپ کیا کر رہی تھیں؟ آپ کیسے اس بلی کو اپنے اتنے قریب کر سکتی ہیں جب آپ جانتی ہیں کہ کسی کا آپ کے اس قدر قریب رہنا مجھے پسند نہیں پھر چاہے وہ کوئی جان دار ہو یا پھر بے جان شے۔

مجھے تو یہ ہوائیں بھی اپنی رقب لگتی ہیں جو آپ کو چھو کر گزرتی ہیں۔

تو پھر کیسے آپ اس گندی سی کیٹ کو اپنے اس قدر قریب رکھ سکتی ہیں۔

مجھے ہر وہ چیز نہیں پسند جو آپ کو میری طرف سے غافل کر دے۔

میں آپ کے دل، دماغ، روح اور آپ کی تمام حسسیات پر قابض رہنا اور خواب و

خیال میں بسا رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ صرف اور صرف میرے بارے میں سوچیں

اور مجھے اپنے قریب تر محسوس کریں۔

شاہ ریز ایک ہاتھ سے اس کے چہرے کو اوپر کر کے اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی گرے آنکھوں کو گاڑے جنونی انداز میں بولا۔

نایرہ تو اس کا یہ جنونی روپ دیکھ کر کانپ کر رہ گئی۔

اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے جسے شاہ ریز نے نرمی سے اپنے ہونٹوں سے چن لیے۔

اور اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر لیٹا دیا اور اس کے چہرے پر جھک کر نرمی سے اس کے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔

نایرہ اسٹل لیٹی ہوئی تھی اس کے کانوں میں ابھی بھی شاہ ریز کی جنونی سرگوشیاں گونج رہی تھیں۔

شاہ ریز اس کی آنکھوں کو نرمی سے چومتے ہوئے اس کے ہونٹوں کے پاس آیا اور انہیں اپنے ہونٹوں کی دسترس میں لے لیا اس کے اس عمل سے نایرہ کانپ کر رہ گئی اور اس کی کالر کو مٹھیوں میں جکڑا۔

شاہ ریز ہونٹوں کو چومتے ہوئے گردن پر آیا اور اس کی بیوٹی بون پر اپنے تپتے ہوئے ہونٹ رکھ دیے جس سے نایرہ کانپ گئی۔

شاہ۔۔ آپ۔۔ ک۔۔ کیا۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ ر۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ ہیں۔۔ نایرہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی۔

ہم ڈسٹر ب نہ کرو میں اپنی بٹر فلانی کو پیار کر رہا ہوں۔

وہ اس کے کندھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔

نہ۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ شاہ۔۔۔۔۔ اب۔۔۔۔۔ ہمیں۔۔۔۔۔ ن۔۔۔۔۔ نیچے جانا۔۔۔۔۔ چ۔۔۔۔۔ چاہیے۔۔۔۔۔

سب۔۔۔۔۔ انتظار۔۔۔۔۔ کر۔۔۔۔۔ رہے ہو۔۔۔۔۔ گے۔۔۔۔۔ کل کی تیاری بھی کرنی ہے۔۔۔۔۔

نایرہ نے اس کا دھیان ہٹانے کے لئے کہا۔۔۔۔۔

ہم۔۔۔۔۔ چلو ابھی تو چھوڑ رہا ہوں لیکن کل آپ کی کوئی مزاحمت نہیں چلے گی میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا۔

کل میں آپ کے پور پور کو اپنی محبت سے مہکاوں گا۔



وہ اس کے اوپر سے اٹھتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر نایرہ کے جسم میں سنسناہٹ ہوئی اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

شاہ ریز نے کافی دلچسپی سے اس کے رنگ بدلتے چہرے کو دیکھا۔

اچھا اب میں فریش ہو جاؤں میرے ساتھ نیچے چلنا۔

اور ہاں اس گندی کیٹ کو زیادہ اپنے سے چپکانا مت ورنہ تم جانتی ہو کہ میں غلطی پر کس طرح کی سزائیں دیتا ہوں۔

شاہ ریز ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوئے واقعے کو یاد دلاتے ہوئے بولا۔

جس پر نایرہ نے شرم اور غصے سے چہرہ موڑ لیا اور شاہ ریز کے واشروم میں جاتے ہی وہ بالکنی میں آکر چھپ گئی یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا۔

شاہ ریز جب باہر آیا تو نایرہ اسے کہیں نہیں دکھی تو اسے لگا کہ وہ نیچے چلی گئی ہے تو وہ بھی نیچے چلا آیا۔

یہاں آکر پتا چلا کہ نایرہ یہاں نہیں ہے ابھی وہ دی جان کو کچھ بتاتا کہ نایرہ آگئی۔

ارے بڑی تو کہاں گم ہے ہم کب سے تجھے بلا رہے ہیں۔

عرشمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

شاہ ریز جو روم میں ہوئے واقعے کے بارے میں سوچ رہا تھا چونک کر عرش کی طرف دیکھا۔

آ۔۔۔ کہیں نہیں بس میں کچھ سوچ رہا تھا۔

ہم سہی ہے۔

بیٹا آپ سب آج ہی شاپنگ کر لو ساحل کی ماما نے انشاء اور نایرہ سے کہا۔

ارے شاپنگ پر جانے کی ضرورت ہے جب سب کچھ آن لائن ملتا ہے۔

میں ہمیشہ اپنی اور نایرہ کی شاپنگ آن لائن ہی کرتی ہوں آپ پریشان مت ہوں میں آن لائن کر لوں گی۔

باقی آپ لوگ کیسے کرنا چاہتے ہیں۔

مال سے کرنا چاہتے ہیں۔

ارے واہ آن لائن شاپنگ۔

اس بار ہم بھی آن لائن شاپنگ کر لیتے ہیں کیوں بھا بھی رومی چاچی نے کہا۔

ہاں مجھے بھی صحیح لگ رہا ہے کیوں کہ وقت بھی ہے۔

ٹھیک بیٹا جیسے آپ لوگ کو صحیح لگے۔

دی جان نے فیصلہ ان سب پر چھوڑتے ہوئے کہا۔

عرشان تھوڑی دیر بعد پولس اسٹیشن چلا گیا۔

شاہ ریز نے پہلے ہی بتا دیا کہ وہ نایرہ کی شاپنگ خود کرنے کو کہا۔

جس پر کسی کو اعتراض نہیں تھا سوائے نایرہ کے کیوں کہ وہ ناراض تھی شاہ ریز سے



♡♡ کچھ گھنٹے بعد

سب لوگ ہال میں بیٹھے کل کے بارے میں ڈسکس کر رہے تھے اور سامنے ہی ٹی وی

چالو تھا۔

اچانک اس پر نیوز آنے لگی کہ ڈی ایس پی عریشان خان کی گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے اور اس میں یہ بھی بتایا جا رہا تھا کہ گاڑی کو جان بوجھ کر ٹکرماری گئی ہے۔

یہ خبر سن کر سب گھر والے پریشان ہو گئے اور فورن ہو اسپتال کے لئے جانے لگے۔

انشاء تو بت بنی کھڑی رہی۔ اس کے ذہن میں بار بار اس کا صبح والا چہرہ آ رہا تھا جب وہ اس سے شرارت کر رہا تھا۔

\*\*\*

\*\*\*

انشاء تم سمجھ کیوں نہیں رہی میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔

آفیسر تم کیا یہ بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگایے رہتے ہو۔

یہ پیار و یار کچھ نہیں ہوتا ہے۔

اور ویسے بھی تم کیا جانتے ہو میرے بارے میں کچھ بھی تو نہیں۔ اور جان گئے تو سب سے پہلے تمہارے سر سے یہ پیار کا بخار اترے گا وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔

مسز خان یہ کوئی وقتی بخار نہیں ہے جو تھوڑے عرصے بعد اتر جائے گا۔

اور یہ جاننا جاننا کیا لگا رکھا ہے تم نے میں کب سے پوچھ رہا ہوں تم سے کہ ایسا کیا ہوا ہے تمہارے پاسٹ میں جو تم مردوں سے اتنی نفرت کرتی ہو۔

لیکن تم مجھے اس لائق ہی نہیں سمجھتی تم میرے ساتھ اپنا دکھ درد بانٹ سکو وہ یاسیت سے بولا۔

آفیسر جاننا چاہتے ہو نا تم بہت شوق ہے نا میرا پاسٹ جاننے ک تو سنو ریپ ہوا ہے میرے ساتھ میری عزت کو روند ا گیا ہے مجھے نوچا گھسوٹا گیا ہے مجھ سے میری خود داری اور ذات کا غرور چھین لیا گیا ہے۔

وہ غصے اور دکھ درد کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا چلا پی۔

تو کیا اب بھی تمہارا پیار زندہ ہے تو کیا اب بھی تم مجھے اپناؤ گے؟ بولو کیا تم ایک برتی گئی لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بناؤ گے؟

وہ مسلسل روتے ہوئے چیخ چیخ کر بول رہی تھی

عرشمان تو اس کی باتوں کو سن کر پتھر کا ہو گیا تھا۔

عرشمان کے ایکسڈنٹ کا سن کر سبھی کے ہوش اڑ گئے تھے۔

سب سے زیادہ برا حال تو اس کی ماما کا تھا جنہوں نے رورو کر برا حال کیا ہوا تھا۔

اور انشاء تو گم صم سی کھڑی تھی۔ اسے اپنے دل میں ایک انجانی سی تکلیف محسوس ہو رہی تھی اس کے سامنے صبح کے تمام مناظر گھوم گئے کہ کیسے وہ صبح اسے پریشان کر رہا تھا۔

اور اس کا وہ لمس انشاء کو اب بھی اپنی پیشانی پر محسوس ہو رہا تھا جو پولیس اسٹیشن جاتے ہوئے عرشمان نے اس کی پیشانی پر نرمی اور عقیدت سے پر چھوڑا تھا۔

شاہ ریز نے نایرہ اور گل کو گھر پرے دی جان کے پاس چھوڑا اور باقی گھر والوں کے ساتھ ہو اسپتال کے لئے نکل گیا۔

وہاں پہونچ کر اس نے ریسپشن پر موجود سے اس نے عرشمان کے بارے میں پوچھا

--

سر یہاں پے عر شمان خان نام کے کوئی پیشنٹ موجود نہیں۔

اس کی بات سن کر شاہ ریز کو غصہ آیا۔

واٹ آپ کیا بول رہی ہیں؟

ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ڈی ایس پی عر شمان خان کی گاڑی کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے اور ان کو اسی ہاسپٹل میں لایا گیا ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ اس نام کا کوئی پیشنٹ یہاں موجود نہیں۔

وہ غصے میں اس لڑکی پر دھاڑا۔

ایک تو وہ پہلے ہی عر شمان کو لے کر پریشان تھا اور اوپر سے اس لڑکی کی باتیں۔

عر شمان اس کے لیے بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا وہ اس کا بھائی دوست ہمرا سب کچھ تھا۔

اس کی ذرا سی تکلیف شاہ ریز کو اپنے دل پر محسوس ہوتی تھی۔

دیکھیں سر اس نام کا کوئی شخص آج ایڈمٹ نہیں ہوا ہے

ہاں آج تھوڑی دیر پہلے ایک ایکسڈنٹ کیس آیا ہے لیکن اس پیشنٹ کا نام زمان ہے۔

سارے گھروالے کافی پریشانی سے اس کی باتیں سن رہے تھے اور بیگم جو ادکار و رو کر

برا حال تھا۔

رومی چاچی انہیں سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

زمان نام سن کراچانک شاہ ریز کو جھٹکا لگا۔

کیا آپ مجھے اس پیشینہ کاروم نمبر بتا سکتی ہیں۔

ہاں کیوں نہیں آپ روم نمبر ۱۲ میں چلے جائیں۔

او کے تھینکس۔

اور پھر گھروالوں کو وہیں پر بٹھا کر شاہ ریز روم نمبر بارہ میں آیا۔ وہاں پہنچتے ہی

ایچانک شاہ ریز کسی سے ٹکرا گیا۔

اوہ۔۔ سوری مسٹر میں تھوڑا جلدی میں ہوں اسل۔۔۔۔۔

بولتے ہوئے اس کی نظر سامنے والے پریڑی تو اس کی بات ادھوری رہ گئی۔



جگر تو۔۔ ٹھیک ہے تجھے کچھ ہوا تو نہیں نا۔۔

شاہ ریز عریشان کو سامنے پا کر اس سے پے درپے سوال کر دیا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں بڑی عریشان اس سے گلے ملتے ہوئے بولا۔ اس کے ماتھے پر بینڈز لگی ہوئی تھی اور ہاتھوں پر بھی ہلکی سی خراشیں آپی تھیں۔

تو پھر عرش وہ نیوز۔۔۔۔۔

ہاں وہ نیوز صحیح تھی کیوں کہ گاڑی میری تھی لیکن اسے زمان چلا رہا تھا اس لیے اس کو کافی چوٹیں آئیں ہیں کیوں کہ ان لوگوں نے گاڑی کو ڈرائیونگ سائیڈ سے ہٹ کیا تھا

ڈاکٹر نے اس کی حالت چوبیس گھنٹے کافی کر ٹکل بتائی ہے۔

تو ٹھیک ہے نا؟

ہاں میں ٹھیک ہوں۔

تجھے پتا ہے نیوز سن ہم کتنا پریشان ہو گئے تھے اور چھوٹی ماما نے رورو کر اپنی حالت خراب کر لی ہے۔

اوہ۔ سوری بڈی ریلی سوری مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ تم لوگوں کو انفارم کر دوں۔  
کیوں کہ اس طرف میرا دھیان ہی نہیں گیا کہ ایکسڈنٹ کی خبر نیوز میں بھی آسکتی ہے اور وہ سب کو پتا چل جائے گی۔

اچھا چل اب گھر والوں سے مل لے تاکہ سب کو تسلی ہو خاص کر چھوٹی ماما کو۔  
ہمم چل۔

وہ دونوں وہاں پہونچے تو سب عریشان کو سہی سلامت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔  
عریشان کی ماما تو بار بار اس کے نقوش کو چھو کر یقین کر رہی تھیں کہ وہ صحیح سلامت ان کے سامنے ہے۔

سب سے ملتے ہوئے عریشان کی نظر انشاء پر پڑی جو کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے دیکھنے پر فوراً اپنی نظریں پھیر لیں۔

انشاء اسے صحیح سلامت دیکھ کر دل میں کافی خوش ہوئی لیکن اس اپنے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آنے دیا۔

عرشان کی بے تاب نگاہیں بار بار اس کی طرف جارہی تھیں جس سے انشاء کافی پزل ہو رہی تھی۔

اچانک شاہ ریز کا موبائل بجنے لگا۔

اس نے جیسے ہی کال اٹھائی دوسری طرف سے انشاء کی پریشان آواز گونجی۔

ہیلو۔۔ شاہ۔ عرش بھائی کیسے ہیں اور آپ سب کب آرہے ہیں؟

دی جان بار بار عرش بھائی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

وہ ٹھیک ہے اور ہم تھوڑی دیر بعد ہم سب آرہے ہیں اوکے اور آپ سب پریشان نہ ہو۔

ٹھیک ہے شاہ جلدی آئیں۔

خان تم سب کو لے کر گھر جاؤ میں ابھی گھر نہیں آسکتا زمان کو اس حالت میں چھوڑ کر وہ میرے لئے بہت خاص ہے۔

ہمم تم ٹھیک کہ رہے ہو۔ بٹ میں بھی تمہارے ساتھ رک جاتا ہوں چھوٹے پایا اور چاچو لوگ گھر چلے جائیں۔

ٹھیک ہے بیٹا ہم چلتے ہیں دی جان پریشان ہو رہی ہوں گی۔  
اور سارے گھر والے چلے گئے۔

ویسے جگر یہ حملہ کس نے کروایا ہے تجھ پر۔

تو ایک بار نام بتا پھر میں ان لوگوں کی وہ حالت کروں گا کہ وہ اپنے پیدا ہونے پر افسوس کریں گے۔

کیوں کہ ایس آر کے کی فیملی کو نقصان پہونچانا مطلب اپنی موت کو آواز دینا ہے۔  
اوہ میرے شیر ان کے لیے تمہارا یہ چیتا ہی کافی ہے سو چل پل۔

اوہ میں کیسے بھول گیا کہ ہمارے ڈی ایس پی صاحب ایک سچے پکے پولیس افسر ہیں اور وہ بالکل نہیں چاہیں گے کہ کوئی قانون کو ہاتھ میں لے۔

شاہ ریز کی بات سن کر عریشان مسکرایا۔

تبھی نرس نے آکر بتایا کہ پیشینٹ کو ہوش آگیا ہے اور یہ خدا کا کوئی کرشمہ ہے کہ اتنی جلدی ہوش آگیا نہیں تو ان کی حالت کافی کڑکل تھی۔

عریشان چلتا ہوا زمان کے بیڈ کے پاس آیا۔

اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

ایم سوری زمان تمہیں میری وجہ سے اتنی تکلیف اٹھانی پڑی اگر میں تمہیں فورس نہ کرتا کہ تم میری گاڑی میں چلو میں چھوڑ دوں گا تو شاید تم اس حال میں نہیں ہوتے۔

سر آپ سوری مت بولیں اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے اور ویسے بھی گاڑی چلانے میں نے خود کہا تھا۔

وہ ہلکی سی آواز میں بولا

اسے کہاں منظور تھا کہ اس کے سر اسے سوری بولیں۔

وہ عرثمان کو آئیڈیالائز کرتا تھا اور اس کے جیسا ایماندار آفیسر بننا چاہتا تھا۔

ارے تم دونوں سوری اور اس کے کرنا بند کرو اور تم بتاؤ کہ کیا کل تم آرہے ہو اپنے سر کے ریسپشن پر۔۔

کیا سرکار ریسپشن ہے؟ وہ بھی کل

زمان حیران ہوتے ہوئے بولا۔

اوہ۔ اس کا مطلب ہے تمہارے اس کھڑوس سر نے نہیں بتایا کہ کل اس کار ریسپشن ہے۔ کوئی بات نہیں میں بتا رہا ہوں کل تم ضرور آنا اور ہاں میرا بھی ہے۔

شاہ ریز عرثمان کے توسط سے جانتا تھا اس لیے اس سے اتنا فریہنگلی بات کر رہا تھا۔

شاہ ریز کی بات سن کر زمان نے ناراضگی سے عرثمان کی طرف دیکھا۔

ارے زمان میں تمہیں بتانے والا تھا پھر بھول گیا۔

تم ضرور آنا مجھے بہت اچھا لگے گا۔

جی سر میں ضرور آؤں گا آپ نہ کہتے پھر بھی۔

زمان دانت نکالتے ہوئے بولا۔

\*\*\*\*\*

\*\*\*\*\*

آج عریشان اور شاہ ریز کار یسپیشن تھاہر کوئی تیاریوں میں مصروف تھا۔  
انشاء، نایرہ اور گل پار لرگی ہوئی تھیں۔

ریسپیشن کے لیے کوئی ہال بک نہیں کیا گیا تھا کیوں کہ ریسپیشن پارٹی خان ولا میں ہی  
تھی۔

جسے کافی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

پورے ولا کو برقی قتموں سے تھا۔

آج کے دن سب نے سفید رنگ کی ڈریس پہنی ہوئی تھی کیوں کہ یہ آج کی تھیم تھی

-

مردوں کے لیے سفید تھری پیس سوٹ اور ریڈ ٹائز اور گرل کے لیے سفید رنگ کا گاؤن تھا۔

پارلر سے لڑکیوں کو لانے کے لئے دی جانے والی ساحل کو بھیجا تھا۔

جس پر عریشان اور شاہ ریز دل مسوس کر رہ گئے کیوں کہ ان بے چاروں نے کل سے اپنی بیویوں کو دیکھا نہیں تھا۔

ہاسپٹل سے آنے کے بعد انہیں یہ خبر ملی کہ کل تک کے لیے ان کی بیویوں کو ان سے دور کیا جاتا ہے سو براے مہربانی وہ ان سے دور رہیں۔

اس خبر پر ان دونوں کے منہ دیکھنے لائق تھے۔

انہوں نے بہت کوشش کی ان سے ملنے کی لیکن گل اور رومی چاچی کی پہرے داری کی وجہ سے مل نہیں پائے۔

اب وہ ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔





وہ تینوں تیار ہو کر کب سے انتظار کر رہی تھیں کہ گھر سے کوئی لینے کیوں نہیں آ رہا ہے۔

تینوں نے سفید رنگ کے ایک جیسے گاؤن پہنے ہوئے تھے جس میں وہ تینوں خوبصورت پریاں لگ رہی تھیں۔

دیدویہ شادی ریسپشن پر اتنا سارا میک اپ اور جویلری پہنا ضروری ہے کیا؟  
میں تو کافی تھک گئی ہوں افسوس افسوس۔

نایرہ نے بے زاری سے کہا۔

انشاء مسکرا کر نایرہ کو دیکھنے لگی اچانک اس کے ذہن میں کچھ خیال آیا۔  
گل تم ذرا باہر چیک کر کے آؤ کہیں کوئی آیا۔ نہ ہو اور ہمارا انتظار کر رہا ہو۔  
ٹھیک ہے بھابھی میں چیک کر کے آتی ہوں۔

اس کے جانے کے بعد انشاء نایرہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

دیکھو ہنی اب آپ کی شادی ہو گئی ہے تو اب بچکانی حرکت نہ کرنا، شاہ ریز کی ہر بات ماننا کیوں کہ اب وہ تمہارا شوہر ہے

وہ کافی دیر تک نایرہ کو اس رشتے کے بارے میں سمجھاتی رہی جسے نایرہ سرخ چہرے کے ساتھ ہوں ہاں کر کے سن رہی تھی۔

کل صبح انشاء نے نایرہ کا بلی والا واقعہ سنا تو وہ کافی پریشان ہو گئی تھی۔

مطلب نایرہ ایک بلی کو لے کر شاہ ریز سے ناراض ہو گئی تھی۔

اس لئے اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ نایرہ کو اس رشتے کی اونچ نیچ کے بارے میں سمجھائے گی تاکہ وہ اپنی بچکانی حرکت چھوڑ دے۔

اسے ڈر تھا کہ کہیں نایرہ اپنی معصومیت اور بچکانی حرکتوں کی وجہ سے اپنا نقصان نہ کر لے۔

بھابھی باہر آئیں گاڑی آگئی ہے۔

گل کے بلانے پر وہ دونوں باہر آگئیں جہاں ساحل گاڑی کی پست سے ٹیک لگایے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

انشاء نے عرثمان کے نہ آنے پر دل ہی دل میں خوش ہوئی کیوں کہ وہ اس سے کترا رہی تھی۔

نایرہ اور انشاء جا کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

ہیں یہ کیا؟ آپ دونوں پیچھے بیٹھ گئیں اب مجھے اس زرافے کے ساتھ بیٹھنا پڑے گا؟

☺ تو نہ بیٹھو میں کون سا میں تمہیں بٹھانے کیلئے مارجا رہا ہوں۔ ہو نہ

ارے آپ دونوں یہاں بھی لڑنا نہ شروع کریں۔ گھر چلیں کافی لیٹ ہو گیا ہے۔

اوہو دیکھو تو باسی پھول ہماری بھا بھی عرث بھائی سے ملنے کے لئے کتنی پریشان ہیں

اسلیے اتنی مچا رہی ہیں

وہ شرارت سے آنکھ ونگ کرتے ہوئے بولا۔

ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ اپنا چہرہ موڑتے ہوئے بولی۔



جیسے ہی یہ تینوں خان ولا پہونچے ہر کسی کی نگاہیں ان کی طرف اٹھ گئیں وہ تینوں لگ ہی رہی تھیں اتنی پیاری۔

عرش کی ماما اور رومی چاچی ان کی طرف آئیں اور دونوں کو دائیں بائیں سے پکڑ کر اسٹیج کی طرف لے جانے لگیں۔

اسٹیج کے پاس پہونچتے ہی عریشان اور شاہ ریز نے ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے پہلو میں بٹھایا۔

ہر کوئی ان کی جوڑی کو سراہ رہا تھا۔

ایک ساتھ بیٹھے وہ اتنے پیارے لگ رہے تھے کہ دی جان نے من ہی من ان پر دعائیں پڑھ کر پھونکی تاکہ انہیں نظر نہ لگے۔

اس پارٹی میں شمولیت کے لیے کافی بڑے بڑے بزنس مین آئے تھے۔

مہمانوں کے ملنے کے بعد فوٹو گرافر نے ان کی ڈھیر ساری وڈیوز اور تصاویر بنائیں  
تھیں

اسٹیج پر بیٹھے بیٹھے ان دونوں کا براہ حال ہو گیا تھا۔

اور اوپر سے اس فوٹو گرافر نے پوز بنوا کر کافی تھکا ڈالا تھا۔

شاہ ریزور ارشمان اسٹیج سے نیچے اتر کر اپنے دوستوں سے مل رہے تھے۔

تبھی ایک لڑکی چلتی ہوئی آئی اور شاہ ریز کے گلے لگ کر اسے مبارک باد دینے لگی۔

اسے گلے لگا دیکھ کر نایرہ کا غصے سے برا حال ہو گیا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نیچے جا کر اس لڑکی کے بال نوچ لے جو اس کے شاہ  
سے چمٹ گئی ہے۔

شاہ ریز کو بھی اس کے گلے سے بہت زیادہ غصہ آیا لیکن وہ مہمانوں کی وجہ سے چپ  
رہا۔۔۔۔

اس آہستہ سے اس لڑکی کو خود سے الگ کیا اور اس کے کانوں میں سرد سی سرگوشی کی

-

خوش قسمت ہو جو ان مہمانوں کی وجہ سے بچ گئی نہیں تو تمہاری اس حرکت پر تمہارا  
وہ حال کرتا کہ دوبارہ یہ حرکت کرنے سے پہلے سو بار سوچتی۔

وہ دھیمی آواز میں گرایا۔

اچانک اس کی نظر نایرہ پر پڑی جو دونوں ہاتھوں میں  
گاؤن کو جکڑے غصے سے اسی طرف دیکھ رہی تھی۔

شاہ ریز کو بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ اس کی بٹر فلائی کو بھی اس سے پیار ہو گیا ہے اور وہ  
بھی اس کو کسی کے ساتھ شیر نہیں کر سکتی۔

سارے مہمانوں کے جانے کے بعد نایرہ کو گل اس کے کمرے میں چھوڑ کر چلی گئی۔

آج نایرہ کو بہت ڈر لگ رہا تھا کیوں کہ شاہ ریز کی بہکی نگاہیں اسے بہت کچھ سمجھا رہی  
تھیں۔

وہ جلدی سے کپڑے چینج کر کے سونا چاہتی تھی اس لیے گل کے جاتے ہی وہ چینج کرنے کے لئے اٹھی تبھی اسے شاہ ریز کی مدھم سرگوشی یاد آئی اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے آنے سے پہلے چینج نہ کرے کیوں کہ آج وہ اس کے حسن کو خراج پیش کرنا چاہتا ہے۔

نایرہ اس کے بات نہیں مانتی لیکن اسے انشاء کی بات یاد آئی کہ شوہر کی ہر بات ماننی چاہئے۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کر شاہ ریز کا انتظار کر رہی تھی کہ تبھی دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوا اور دروازہ لاک کر کے چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

ہمم آج میری بٹر فلانی اتنی خاموش کیوں ہے وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے ہوئے بولا اس کے اس عمل پر نایرہ سمٹ گئی۔

بٹر فلانی آج میں آپ کو اپنے لفظوں سے نہیں اپنے عمل سے بتاؤں گا کہ میں آپ سے کتنا پیار کرتا ہوں۔

شاہ ریز اس کے خوبصورت چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بولا۔

جو آج اس طرح سچ دھج کر اس کے جذباتوں کو بے لگام کر رہی تھی۔

شاہ میں سو جاؤں مجھے بہت نیند آرہی ہے۔

انشاء اس کی معنی خیز سرگوشیاں سن کر اس سے بچنے کے لئے 😊 بولی۔

نہیں مای لو آج آپ کو سونے کی اجازت دے کر میں اپنے جذبات کے ساتھ نا انصافی نہیں کر سکتا۔

آج میں آپ کی سانسوں میں اتر کر روح میں بسنا چاہتا ہوں آج میں آپ پر اپنے عشق اور جنون کا رنگ چڑھانا چاہتا ہوں۔

وہ اس کے سر سے دوپٹہ اتارتے ہوئے بہکی بہکی سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔  
جسے سن کر نایرہ سر تا پیر سرخ ہو گئی۔

شاہ ریز نے دوپٹہ اتار کر اس کے کانوں سے آویزے نکالے اور اس کے کان کی سرخ لو کو انگوٹھے سے سہلایا اور جھک کر اسے اپنے لبوں سے چوم لیا۔  
اس کے لمس پر نایرہ کپکپا کر رہ گئی۔



شاہ ریز نے جھک کر اسے لٹایا اور خود اس کے اوپر سایہ فگن ہوا۔

پرنسبز کیا اجازت ہے کہ میں آپ کی روح کو چھو لوں اس کی بات پر نایرہ اپنا سرخ چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔

شاہ ریز نے اس کا چہرہ سامنے کرنا چاہا تو اس نے اور سختی سے اس کے سینے میں چھپنے کی کوشش کی۔

کوئی فائدہ نہیں پرنسبز چھپنے کا کیوں کہ اب میرے بے لگام جذبات پر بند باندھنا ممکن ہے۔

وہ اس کا چہرہ سامنے کرتے ہوئے بولا اور اس کے ہونٹوں پر جھک گیا اور ان سے اپنی پیاس بجھانے لگا۔

اس کے عمل پر نایرہ نے سختی سے اس کے کندھے پر ناخن دھنساے جس کا شاہ ریز پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ اپنے عمل میں لگا رہا۔

نایرہ کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔

اسے لگا کہ اب وہ مر جائے گی تب جا کر اس کے ہونٹوں کو آزاد کیا۔

وہ مسلسل کھانستے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھ دی۔

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

شاہ ریز نے اس کو کروٹ کے بل لٹایا اور گاؤن میں لگی ڈوریاں کھلنے لگا جس کا گلا کافی ڈیپ تھا اس کی انگلیوں کا محسوس کر کے نایرہ کے جسم میں سنسناہٹ سی ہوئی۔

ڈوریاں کھلنے کے بعد شاہ ریز نے وہاں پر اپنے دھکتے لب رکھ دیے۔

نایرہ نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔

وہاں سے ہٹ کر شاہ ریز نے اس کے کندھے پر لب رکھے اور یوں ہی رکھے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ نایرہ نے آنکھیں بند کی ہوئی تھی اس کی بند آنکھوں کو دیکھ کر زیر لب مسکرایا۔

اور اس گلے میں جھک کر اپنی محبت پھول کھلانے لگا اس کے ہر عمل نایرہ سمٹ کر اس میں پناہ لیتی۔

شاہ ریز نے گاؤن کو کندھے سے سرکایا اور وہاں پر بوسہ دیا اور پھر سائیڈ لیمپ آف کر کے اس پر سایہ فگن ہوا۔

اور اس پر اپنی محبت اور دیوانگی رقم کرنے لگا اس کے ہر عمل پر نایرہ سمٹ کر اسی میں پناہ لیتی۔

شاہ ریز اسے چھو تا جیسے وہ کوئی کانچ کی گڑیا ہو جسے ذرا ساخت پکڑنے پر ٹوٹ جانے کا ڈر ہو۔

پوری رات شاہ ریز اس پر اپنی محبت کی بارش کرتا رہا۔

اس نے اسے ایک پل کے لیے بھی سونے نہیں دیا۔

\*\*\*

\*\*\*

عرشان روم میں آیا تو دیکھا کہ انشاء نے چنچ کر لیا تھا۔

اس کا کتنا من تھا کہ انشاء کو اس روپ میں جی بھر کر دیکھے۔

وہ بیچارہ دل مسوس کر رہ گیا کیوں کہ اس کے دلبر کو دل رکھنا آتا ہے نہیں تھا۔

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔

دلبر یہ تو نا انصافی ہے میں نے تو ابھی آپ کو جی بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا اور آپ نے چینیج کر لیا۔

مجھے ایسے کپڑے پہننے کی عادت نہیں ہے اس لیے میں نے چینیج کر لیے وہ کندھے اچکا کر بولی۔

اس کی بات عریشان کو بری لگی کیا تھا اگر وہ اس کا دل رکھ لیتی۔

انشاء میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں کیا تم میرے پیار پر یقین نہیں کر سکتیں ایک بار کر کے تو دیکھو۔

انشاء نے ہاتھ جھٹک کر رخ بدل لیا۔ اس کا ہاتھ جھٹکنا اسے بہت بڑا لگا۔

انشاء تم سمجھتی کیوں نہیں میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔

آفیسر یہ کیا بار بار ایک ہی بات کی رٹ لگاتے رہتے ہو

یہ پیار و یار کچھ نہیں ہے۔

اور ویسے بھی تم جانتے کیا ہو میرے بارے میں کچھ بھی تو نہیں۔

اور جان گئے تو سب سے پہلے تمہارے سر سے یہ پیار کا بخار اترے گا۔ وہ سخت لہجے میں بولی۔

مسز خان یہ کوئی وقتی بخار نہیں جو تھوڑے عرصے بعد اتر جائے گا۔

اور یہ جاننا جاننا کیا لگا رکھا ہے تم نے، میں کب سے پوچھ رہا ہوں تم سے کہ ایسا کیا ہوا ہے تمہارے پاسٹ میں جو تمہیں مردوں سے اتنی نفرت ہو گئی ہے۔

لیکن تم مجھے اس لائق ہی نہیں سمجھتی کہ مجھ سے اپنے دکھ درد بانٹ سکو وہ یاسیت سے بولا۔

آفیسر جاننا چاہتے ہو نا تم بہت شوق ہے نا میرا پاسٹ جاننے کا۔

تو سنو ریپ ہوا ہے میرے ساتھ میری عزت کو روند ا گیا ہے مجھے نو چا گھسوٹا گیا ہے مجھ سے میری خود داری اور ذات کا غرور چھین لیا ہے۔

وہ غصے دکھ درد کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا ہو کر چلائی۔

تو کیا اب بھی تمہارا پیار زندہ ہے کیا اب بھی تم مجھے اپناؤ گے۔

بولو کیا تم ایک برقی ہوئی لڑکی کو اپنی زندگی کا حصہ بناؤ گے۔

وہ مسلسل روتے ہوئے چیخ چیخ کر بول رہی تھی۔

عرشان تو اس کی باتیں سن کر پتھر کا ہو گیا تھا۔

انشاء کی بات سن کر عرشان تو گویا پتھر کا ہو گیا۔

اس نے پتھرائی آنکھوں سے انشاء کی طرف دیکھا۔

اس کی خاموشی کو انشاء نے غلط انداز میں لیا اسے لگا کہ سچ جان کر عرشان کو اس سے

گھن آرہی ہے اسے اس سے نفرت ہو گئی ہے تبھی تو وہ خاموش ہے اور اس نے اس

کی تسلی کے لئے ایک لفظ نہیں بولا۔

کیا ہوا آفیسر سچ سنتے ہی آپ کے سر سے عشق کا بھوت اتر گیا۔ اب خاموش کیوں ہیں

ہاں یا اب آپ کو مجھ سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔

کہا تھا میں نے کہ یہ پیار محبت کچھ نہیں ہوتا ہے۔

اب آپ کو سمجھ آرہا ہو گا اور آپ پچھتا رہے ہیں۔

وہ بغیر اس کی سنے نان اسٹاپ بولے جارہی تھی۔

سچ تو یہ تھا کہ عرثمان کو اس کے ساتھ ہوئے حادثے کا بہت دکھ ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ کچھ پل بول ہی نہیں سکا۔

انشاء سب کچھ بتا کر لمبے لمبے سانس لینے لگی اس کے سامنے پھر سے وہ تکلیف دہ لمحے آنے لگے۔

اس نے خود کو پرسکون کرتے ہوئے لمبی لمبی سانس لی۔

عرثمان اس کی حالت دیکھ کر فوراً اس کی طرف بڑھا۔

لیکن انشاء نے اسے آگے بڑھنے روک دیا اور بولی۔

مسٹر عرثمان خان مجھے آپ کی جھوٹی ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں۔

وہ سخت لہجے میں بولی۔

لیکن عریشان نے اس کی بات نہیں سنی اور اسے کھینچ کر گلے لگا اور اسے سینے میں بھینچ لیا۔

اس کے درد کا سوچ کر دو آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر انشاء کے بالوں میں جذب ہو گئے۔

آی ایم سوری ریلی سوری مسز خان۔

اگر مجھے پتا ہوتا کہ تمہارا ماضی اتنے درد اور تکلیف سے بھرا ہے تو بخدا میں تاعمر میں اس بارے میں تم سے کوئی سوال نہیں کرتا۔

میں تو صرف اسلیے پوچھا تھا تا کہ میں تمہاری تکلیف کا مداوا کر سکوں۔

وہ اس کی پشت کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا۔

تمہیں گتا ہے کہ میں تمہارا ماضی جان کر تمہیں چھوڑ دوں گا اور تم سے نفرت کروں گا۔

میرا عشق اتنا کم ظرف نہیں ہے مسز خان۔



میں نے تمہارے جسم سے نہیں تمہاری روح سے محبت کی ہے۔

مجھے تمہارے خوبصورت چہرے سے محبت نہیں ہوئی تھی بلکہ مجھے تو تمہاری ان آنکھوں میں موجود درد نے اپنی طرف اٹریکٹ کیا تھا۔

میں جب جب تم سے ملتا تھا تمہاری آنکھیں مجھے اپنی طرف کھینچتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔

پہلے مجھے لگا کہ یہ وقتی اٹریکشن ہے لیکن پھر تمہاری آنکھیں میری ذہن پر سوار رہنے لگیں۔

اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں ان درد بھری آنکھوں کو خوشیوں سے بھر دوں گا۔

عرشمان اس کی پشت کو سہلاتے ہوئے اسے اپنے ہر راز سے واقف کرتے ہوئے اسے پر سکون کرنے لگا۔

اور پھر اچانک سے اس کا چہرہ اپر کرتے ہوئے اس کی آنکھوں پر محبت سے بوسہ دیا اور اس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

مسز خان اگر میرے بس میں ہونا تو میں تمہیں گلے لگا کر چاروں طرف محبت کی ایک لکیر کھینچ دیتا تاکہ کوئی غم تمہارے تک نہ پہنچ سکے۔

میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سارے خواب حقیقتوں میں بدل دوں۔

تمہارے دن رات صبح شام محبتوں سے سجادوں

عرشہ اس کے چہرے پر جھکا محبت بھری سرگوشیاں کرتے ہوئے بولا۔

انشاء ایک ٹک اس کی آنکھوں میں دیکھے گئی۔

اسے لگا وہ کوئی ساحر ہے جو اپنے لفظوں سے اسے اسیر کر رہا ہے۔

اس کا دل اس کے ہر لفظ پر کھنچا جا رہا تھا۔

اچانک عرشہ نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا اور اسے لا کر بیڈ پر لیٹا دیا اور اس کے

اوپر چادر پھیلانی اور اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

انشاء اس کو بغیر پلکیں جھپکے ایک ٹک اسے دیکھے گئی۔

عرشہ ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ وہ پر سکون ہو سکے۔

اسی خود کو تکتا پا کر عریشان کی آنکھیں شرارت سے چمکی۔

کیا بات ہے دلبر آپ ہمیں اس طرح کیوں گھورے جارہی ہیں کیا بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں۔

میں تم سے پیار نہیں کرتی۔ انشاء اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔  
کوئی بات نہیں دلبر ہم ہیں نا ہمارا پیار ہی ہم دونوں کے لئے کافی ہوگا۔  
ابھی آپ مجھ سے پیار سے انکاری ہیں ہو سکتا ہے کل کو آپ پوری دنیا کے سامنے  
میرے پیار کا اظہار کر دیں  
ہو نہہ خوش فہمی ہے جناب وہ غنودگی میں جاتے ہوئے بولی۔  
اور تھوڑی ہی دیر میں سو گئی۔

اس کے سونے کے بعد عریشان کافی دیر تک جاگتا رہا۔  
اور اس بارے میں سوچتا رہا کہ کون ہے انشاء کا مجرم۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کل صبح پولیس اسٹیشن جاتے ہی انشاء کے مجرم کے بارے میں پتا کرے گا اور اسے کڑی سے کڑی سزا دلوا کر رہے گا۔

یہ سب سوچتے ہوئے نا جانے کب وہ بھی سو گیا

صبح شاہ ریز کی آنکھ کھلی تو نایرہ کو اپنی بانہوں میں سوتا پایا جو کاری رات اس کی شدتیں سونے کے بعد ٹوٹی بکھری حالت میں اس کی بانہوں میں سو رہی تھی۔

سوتے ہوئے بھی اس کے چہرے پر شرم و حیا کے رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

نایرہ اس کی قربت کے رنگوں میں رنگی بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

شاہ ریز نے اسے دو تین بار آواز دی لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

اچانک شاہ ریز کو شرارت سو جھی وہ جھکا اور اس نے نایرہ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا اور اس کی سانسوں کو قطرہ پینے لگا۔

سانس بند ہونے پر نایرہ کسمپانی اور اپنے دونوں ہاتھوں سے شاہ ریز کو پیچھے کرنے لگی  
لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

اور کافی دیر تک اپنے لبوں کی پیاس بجھاتا رہا۔

جب اسے لگا کہ وہ سانس نہیں لے پارہی ہے تب جا کر اسے چھوڑا۔

سونے نہیں دیا

اس کے چھوڑے کے بعد نایرہ نے اس کے سینے پر مکے مارنے شروع کر دیے۔

شاہ آپ بہت برے ہیں۔ ایک تو آپ نے مجھے ساری رات سونے نہیں دیا اور اب

صبح ہی صبح پھر سے شروع ہو گئے ہیں وہ شرمابی لجا ہی سی بولی۔

اففف بڑ فلاتی اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہے آپ ہیں ہی اتنی پیاری کہ میرا دل

آپ کو پیار کرنے کو مچل اٹھتا ہے۔

شاہ ریز اس کے کانوں کے پاس لب کیے بولا۔

جس پر سمٹ کر رہ گئی۔

شاہ ریز کی گرفت ڈھیلی ہونے پر وہ اس کی بانہوں سے نکل کر بھاگی اور واش روم میں بند ہو گئی۔

اس کے اس طرح بھاگنے پر شاہ ریز کا قہقہہ پورے کمرے میں گونجا۔  
جسے سن کر نایرہ بے طرح شرمائی۔



عرشمان اور انشاء سو رہے تھے کہ اچانک انشاء کے موبائل پر کال آنے لگی۔  
پورے دوبار پوری گھنٹی بجنے کے بعد جا کر کہیں انشاء کی آنکھ کھلی اس نے نمبر دیکھتے ہی اس نے فورن کال پک کر لی۔

اور دوسری طرف سے نا جانے کیا کہا گیا کہ وہ غصے سے کھول اٹھی۔  
اور اس نے یہ کہ کر کال کاٹ دی کہ وہ آرہی ہے سارے تیاری کر کے رکھو۔  
اس نے عرشمان کی طرف دیکھا جو ہنوز سو رہا تھا۔

اس نے الماری سے کچھ کپڑے لے کر واشر و م گئی اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد باہر آئی تو اس کے جسم پر بلیک کلر کی پینٹ اور شرٹ موجود تھی اور اس نے اپنے چہرے کو کور کرنے کے لئے بلیک کی ہڈی لے رکھی تھی۔

وہ چلتے ہوئے عریشان کے پاس آئی اور جھک کر اس کی پیشانی پر عقیدت اور محبت سے بوسہ دیا۔

ایم سوری مان۔ میں جو کرنے جا رہی ہوں اس سے تم بہت غصہ ہو گے لیکن میرا یہ کرنا بہت ضروری ہے۔

شاید اب ہم اس طرح ساتھ نہ رہ سکیں۔

ہو سکے تو اپنی مسز خان کو معاف کر دینا۔

وہ اس کے ہاتھوں کو چوم کر وہاں سے چلی گئی۔

؟

یہ ایک تاریک کمرے کا منظر ہے جہاں ایک شخص کرسی سے بندھا ہوا تھا۔

انشاء چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کے چہرے کو پکڑ کر اوپر اٹھایا

اور اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ کالی آنکھیں گاڑی۔

اور بولی تو اس کے لہجے میں نفرت کی آگ تھی۔

ہیلو مسٹر نیازی۔۔۔

پہچانا مجھے؟ ارے کیسے پہچانو گے مجھے میں نے تو اب۔ پنا نام پتا بتایا ہی نہیں۔۔

انشاء عریشان کو سارا سچ بتانے کے بعد کافی پر سکون ہو گئی تھی۔

اور عریشان نے بھی اس کے ماضی کو جان کر اسے دھتکارا نہیں بلکہ اسے اپنی محبت اور

چاہت کا یقین دلایا تھا۔

انشاء مطمئن ہو کر عریشان کی بانہوں میں پر سکون سی سو رہی تھی جب اس کے

موبائل پر کال آنے لگی۔

جس کی آواز سے انشاء کی آنکھ کھلی۔



نمبر دیکھا تو اس کے ہائیر کیے ہوئے بندے کی کال تھی جسے انشاء نے آصف نیازی کے ہر ایک ٹویٹی پر نظر رکھنے کے لئے کہا تھا یہ ایک شارپ فاسٹر ہے۔

اس نے فوراً موبائل کان سے لگایا۔

ہیلو میم آصف نیازی آج اپنے فارم ہاؤس پر آنے والا ہے

اور اس کے آدمیوں نے کوئی لڑکی اس کے لئے کڈنیپ کر کے فارم ہاؤس پہونچائی ہے۔

اور اس کے باپ کو دھمکیاں بھی دی ہیں کہ اگر اس نے پولیس کو اطلاع دی تو وہ اس کی دوسری بیٹی کو بھی اٹھوالیں گے۔

اس کی بات سن کر انشاء کا خون کھول اٹھا۔

علی تم ایک کام کرو۔

جیسا کہ تم نے بتایا کہ آصف نیازی اپنے فارم ہاؤس پر اکیلا ہو گا اس لڑکی کے ساتھ تو تم اس آصف نیازی کو اسی کے فارم ہاؤس پر قید کر کے رکھو اور اس لڑکی کو اس کے گھر پہونچاؤ۔

کیسے بھی کر کے تم یہ کام کرو۔

او کے میم کام ہو جائے گا بس اس کے لئے مجھے ایک دو بندے کو ساتھ لینا پڑے گا۔  
ہم ٹھیک ہے میں کچھ دیر میں پہونچتے ہوں۔

یہ ایک تاریک کمرے کا منظر ہے جہاں ایک شخص کرسی سے بندھا ہوا تھا۔

انشاء چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کے چہرے کو پکڑ کر اوپر اٹھایا

اور اس کی آنکھوں میں اپنی سرخ کالی آنکھیں گاڑی۔

اور بولی تو اس کے لہجے میں نفرت کی آگ تھی۔

ہیلو مسٹر نیازی۔۔۔

پہچانا مجھے؟ اپس کیسے پہچانو گے مجھے میں نے تو ابھی اپنا نام پتا بتایا ہی نہیں۔۔

کون ہو تم؟ اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں بند کرنے کی۔

شاید تم مجھے جانتی نہیں ہو لڑکی ورنہ تم ایسا کرنے کی ہمت نہیں کرتیں۔

وہ منہ کھلنے پر غصے سے دھاڑا۔

ہاں بتاؤ ذرا کون ہو تم؟ میں بھی تو جانوں۔

آصف نیازی ایک ریپسٹ، ڈرگس اسمگلر، لڑکیوں کی عزت سے کھیلنے والا۔

باہر کے ملکوں میں اپنے ہی ملک کی بہو بیٹیوں کا سودا کرنے والا۔

بتاؤ اور کیا جاننا چاہیے مجھے تمہارے بارے میں جس سے میں تم سے ڈر جاؤں وہ

آنکھوں میں نفرت لئے غصے سے دھاڑی۔

مجھ سے زیادہ اچھے طریقے سے تمہیں کون جان سکتا ہے۔ جس نے تمہارے پل پل

کی خبر رکھی ہو۔

ک۔۔ کو۔ن ہو تم اور تم میرے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جانتی ہو؟ وہ اس کے وحشت زدہ چہرے کو دیکھ کر ہکلاتے ہوئے بولا جو اس کے سارے کالے کارنامے جانتی تھی۔

میں تمہاری موت ہوں آصف نیازی وہ سر دلچے میں بولی۔

د۔۔ ی۔ کھو۔ میں تمہیں نہیں جانتا اور میں تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم میرے پیچھے پڑی ہو؟

تم نے میری زندگی برباد کر دی، تم نے مجھ سے میری خود داری اور میری ذات کا غرور اور میری عزت چھین لی۔

اور تمہاری وجہ سے میری کل کائنات میرے بابا مجھ سے دور ہو گئے

اور تم پوچھ رہے ہو کہ تم نے میرا کیا بگاڑا ہے

باسٹرڈ۔۔۔۔۔

وہ چیئر کو ٹھوکر مارتے ہوئے دھاڑی

اس کی دھاڑ پر آصف نیازی جیسا درندہ بھی کانپ کر رہ گیا۔  
کوئی بات نہیں اگر تم بھول گئے میں تمہیں یاد دلاتی ہوں۔  
وہ سرد آواز میں بولی۔

علی کھولتا ہوا پانی لاؤ۔۔۔

ی۔۔۔ یہ تم پانی کیوں منگوا رہی۔ ہو۔

اسی لیے مسٹر نیازی تاکہ جو تمہاری یادداشت پر دھول جم گئی ہے اسے پگھلا سکوں۔  
د۔۔۔ بیکھو لڑکی تم ا۔۔۔ یسا۔۔۔ کچھ۔ نہیں کرو گی۔۔۔

تم جانتی نہیں ہو۔ میرا بھائی منسٹر ہے اگر تم نے کچھ کیا تو اپنے انجام کی خود ذمہ دار ہو گی۔

انجام کی پرواہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس کھونے کے لئے کچھ ہو۔

میرے پاس تو کھونے کے لئے کچھ نہیں بچا ہے تو تم مجھے میرے انجام سے ڈرانے کی کوشش مت کرو۔

یہ لیں میم گرم پانی۔

ہممم گڈ۔ علی تم چاہو تو باہر جاسکتے ہو۔

نہیں میم میں یہیں رہوں گا اور اس جیسے درندے کو تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔

ہمم تو مسٹر نیازی کیا کچھ یاد آرہا ہے؟

کیا تم بھول گئے آج سے دس سال پہلے تم نے کیا تھا اور کس کی زندگی برباد کی تھی  
بھول گئے وہ فیسٹیول کی رات جب تم کسی کی زندگی بھی رات کی طرح سیاہ کر دی تھی  
۔

ارے یاد بھی کیسے ہو گا تم جیسے بے ضمیر انسان نے نا جانے کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد  
کر رکھی ہو گی جو تمہیں یاد بھی نہیں ہوں گی۔

لیکن میں نہیں بھولی اور آج میں تم سے اپنے ہر درد ہر تکلیف کا حساب لوں گی۔

وہ شولے برساتے لہجے میں بولی اور کھولتے ہوئے پانی میں اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر ڈال دیا جس پر اس درندے کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پورے فام ہاؤس میں گونجی

انہیں غلیظ ہاتھوں سے تم لڑکیوں کی عزت تار تار کرتے ہونا اب یہ ہاتھ ہی نہیں رہیں گے۔

وہ اس کے بلبلانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسلسل اس کے ہاتھوں کو پانی میں ڈالے رکھا۔

وہ کرسی پر بندھا بے بسی سے روتے منتیں کرتے ہوئے چھپٹا رہا تھا ٹھیک اسی طرح جیسے لڑکیاں اس کے سامنے اپنی عزت کے لیے رہتی اور منتیں کرتی تھیں۔

لیکن اسے رحم نہیں آتا تھا۔

اور آج انشاء بھی اس پر رحم نہیں کر رہی تھی۔

اور پھر انشاء نے اس کی انگلیوں پر کٹ لگانا شروع کر دیا جس پر وہ چلانے اور چیخنے لگا۔

انشاء نے اس کی ساری انگلیوں کو کاٹنے کے بعد اس کی آنکھوں پر چ۔۔ ا۔۔ ق۔۔ و پھیرا۔

تم لڑکیوں کو اپنی انہیں آلودہ نگاہوں سے دیکھتے ہونا آج کے بعد یہ گندی نظر کسی پر نہیں اٹھیں گی۔

اور پھر انشاء نے اس کی آنکھوں کو بے دردی سے باہر نکال دیا۔

علی نے دہل کر چہرہ موڑ کے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

اور پھر انشاء آصف نیازی جیسے درندے کو ایسی دردناک موت دی کہ اگر کوئی اس جیسا گنہگار انسان دیکھتا تو پھر تا عمر کسی لڑکی کی طرف غلط نگاہ ڈالنے کی ہمت نہ کرتا۔

انشاء نے اس کی لاش کو وہیں چھوڑا اور گھر جانے لگی۔

میم یہ لاش یہیں رہے گی۔

علی اس آصف نیازی جیسے درندے کو بے کفن ہی رہنا چاہیے کیوں کہ اس نے نا جانے کتنے لڑکیوں کو بے لباس کیا ہے۔



اور وہ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔



گھر آکر وہ سیدھا اپنے روم میں آئی اور واش روم میں جا کر شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی۔

اس کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہ رہے تھے۔

جو شاور کے پانی کے ساتھ بے مول ہو کر بہ رہے تھے۔

آج اس نے اپنے آنسوؤں کو بہ جانے دیا۔

سالوں سے انہیں اپنی پلکوں کی باڑھ سے بہنے کی اجازت نہیں دی تھی کیوں کہ اس نے اپنے بابا سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک اپنے مجرم کو سزا نہیں دے دیتی وہ روئے گی نہیں۔

کافی دیر تک آنسو بہانے کے بعد وہ چینج کر کے باہر آئی اور چلتے ہوئے عریشان کے پاس آئی جو ایک پرسکون نیند سوراہا تھا۔

وہ اس کے سرہانے بیٹھ گئی اور اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔  
میں نہیں جانتی کہ کل کو سچ جان کر تم کیسار ایکٹ کرو گے میں بس اتنا جانتی ہوں نایرہ  
کے بعد تم وہ پہلے شخص ہو جسے کھونے کے ڈر سے میرا دل کانپ اٹھتا ہے۔  
تم بہت اچھے ہومان۔ میں نے ہمیشہ پولیس والوں سے نفرت کی ہے لیکن تم سے نہ کر  
سکی۔

تم وہ واحد شخص ہو جس سے میرا دل کبھی نفرت نہ کر سکا۔ میں اپنے دل کو تم سے  
نفرت کی ہزار دلیلیں دیتی تھی پھر بھی میرا دل ہمیشہ تمہارا ہی ہمنوار ہوتا۔  
انشاء نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو سوتے ہوئے بہت پیارا لگ رہا تھا۔  
اس نے جھک کر اس کی پیشانی چومی اور اس کے بغل میں درازہ گئی آج اسے پر سکون  
نیند آئی تھی کیوں کہ آج اس نے اپنے مجرم کو سزا دے دی تھی۔  
وہ عریشان کو دیکھتے ہوئے ناجانے کب نیند کی آغوش میں چلی گئی۔  
صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس نے عریشان کو جہ نماز پر دعا مانگتے ہوئے پایا۔

سفید ٹوپی اُس کے چہرے پر کافی بھلی لگ رہی تھی۔  
وہ بے خود ہو کر چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اور اس کے سامنے بیٹھ گئی۔  
عرشمان نے دعا مانگ کر اپنے ہاتھ کو انشاء کے چہرے پر پھیرا اور اپنی مانگی ہوئی ساری  
دعائیں اس کے چہرے پر پھونک دی۔  
انشاء اس کے اس عمل پر سن رہ گئی۔  
اس نے عرشمان کے چہرے کو ہاتھوں میں لے کر دھیمی آواز میں پوچھا۔  
کیا مانگا دعائیں؟  
عرشمان بنا اس کی بات کا جواب دیے مسکرایا اور بولا۔  
جانتی ہو محبت کیا ہے؟  
میرا بار بار تمہیں رب سے مانگنا۔  
اس کی بات پر انشاء نے اس کی گہری آنکھوں میں دیکھا۔

انشاء کافی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی اور پھر دھیرے سے اس کی آنکھوں پر جھک کر بوسہ دیا۔

مجھے تنہامت کرنا

تجھ میں بسی ہے میری دنیا ساری۔

اس کے کانوں میں مدھم سرگوشی کرتے ہوئے وہ وہاں سے چلی گئی۔

عرشان تو کافی دیر تک اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔

\*\*\*

\*\*\*

سارے گھر والے ایک ساتھ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے اور ان سب کے بیچ نایرہ کافی گھبراہٹ، اور شرمیلی سی بیٹھی تھی۔

اور شاہ ریز خان تو بس اپنی بڑفلائی گھبراہٹ اور شرمناکافی انجوائے کر رہا تھا۔

اس کی نظریں مسلسل نایرہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

انشاء نے نایرہ کے شرمیلیں چہرے پر نظر ڈالے دل سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ ایسے ہی خوش رہے۔

سب خوش گپیوں میں مصروف ناشتہ کر رہے تھے جب اچانک ہی پولیس آئی تھی۔  
جو بغیر اجازت ہی اندر گھس آئی تھی۔

سب پولیس کو دیکھ کر حیران رہ گئے سوائے انشاء کے۔  
ساری ہی لیڈس پولیس تھیں۔

آپ لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی اس طرح گھر میں گھسنے ہاں۔۔۔  
شاہ ریز آگے بڑھتے ہوئے غصے سے دھاڑا۔

دیکھیں سر ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے اور ہمیں مس انشاء میر کی گرفتاری کا آرڈر دیا گیا ہے۔

وااٹ یہ کیا بکواس ہے؟

اب کی بار عرثمان چلایا تھا کیوں کہ بات اس کے دلبر کی تھی۔

دیکھیں آپ بھی ایک پولیس آفیسر ہیں سو پلیز ہمارے ساتھ کو آپریٹ کریں۔  
اور ہمیں ہماری ڈیوٹی پوری کرنے دیں۔

ایسے کیسے پوری کرنے دوں آپ لوگ بولیں کہ آپ کی وائف کو اریسٹ کرنا ہے اور  
میں چپ چاپ آپ کی بات مان لو۔

وہ سرد آواز میں بولا۔

دیکھیں آفیسر آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اور شاید آپ غلط جگہ پر آگئی ہیں سو آپ  
یہاں سے تشریف لے جائیں۔

شاہ ریز اپنے غصے کو دباتے ہوئے سنجیدہ آواز میں بولا۔

دیکھیں ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے ہم صحیح جگہ پر آئے ہیں۔

دیکھ۔۔۔۔۔

عرشمان جو کچھ بولنے لگا تھا کہ انشاء نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک بار بولی۔

یہ صحیح کہ رہی ہیں مجھے ان کے ساتھ جانا پڑے گا۔

وااٹ تم پاگل ہوگی ہو انشاء۔۔ تم کیوں ان کے ساتھ جاؤ گی؟  
کیوں کہ مرڈر کیا ہے میں نے کسی کی جان لی ہے میں نے وہ زور سے چلائی۔  
اس کی بات سن کر سب اپنی جگہ پر فریز ہو گئے۔  
عرشمان کے توکان سائیں سائیں کرنے لگے۔  
اسے تو اپنی سماعت پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔  
اس سارے واقعے کے دوران سب نایرہ کو بھول ہی گئے جو سینے پر ہاتھ رکھے ڈبڈبائی  
آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہی تھی  
وااٹ پاگل ہوگی ہو انشاء تم کیوں جاؤ گی ان کے ساتھ۔  
کیوں کہ مرڈر کیا ہے۔۔ میں نے کسی کی جان لی ہے۔  
وہ چیخ کر بولی۔

سب گھر والے اپنی جگہ پر فریز ہو گئے۔  
عرشمان کے توکان سائیں سائیں کرنے لگے۔

اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔

وہ لیڈی پولیس آفیسرز کے ساتھ آگے بڑھنے لگی تھی کہ عریشان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

ت۔۔۔ تم جھوٹ بول رہی ہو نا مزاق کر رہی ہو میرے ساتھ۔

نہیں میں کوئی مزاق نہیں کر رہی ہوں یہ ایک حقیقت ہے

جسے تم جتنی جلدی قبول کرو گے اتنا ہی تمہارے لئے اچھا ہو گا۔

تم مجھ سے میرے مجرم کے بارے میں پوچھ رہے تھے نا تو سن لو یہی شخص میرا مجرم

تھا جسے مار کر میں نے اپنا انتقام لے لیا۔

انشاء نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

اور عریشان تو اس کے لہجے سے جھلکتی ٹھوس سچائی کو محسوس کر کے اپنی جگہ پر فریز ہو گیا۔

اور اسے پولیس وین کی طرف جاتا دیکھنے لگا۔



جب ایک لیڈی آفیسر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانے لگی تو وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا۔

ہاؤڈیر یو۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی میری وایف کو ہتھکڑی پہنانے کی۔ وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ ایک پل کو انشاء بھی کانپ گئی۔

دیکھیں سریہ ایک مجرم ہیں اور انہوں نے خود اپنا جرم قبول کیا ہے اسلیے ہمیں ان کو ہتھکڑی پہنانی ہی پڑے گی۔

میری بیوی مجرم ہے یا نہیں اس کا فیصلہ کرنے والی آپ کون ہوتی ہیں۔

جب تک میری بیوی کا جرم کورٹ میں ثابت نہیں ہو جاتا اسے مجرم کہنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

وہ اپنی لہورنگ آنکھوں کے ساتھ بولا۔

انشاء پولیس وین میں بیٹھنے لگی تھی کہ اچانک مڑ کے جواد صاحب کے پاس آئی تو انہوں نے اپنا چہرہ موڑ لیا انشاء کو ان ایسا کرنے سے بہت تکلیف ہوئی۔

انکل میں جانتی ہوں کہ آپ کو بہت زیادہ تکلیف پہونچی ہے میرے اس عمل سے۔  
لیکن مجھے کوئی افسوس نہیں ہے اپنے اس عمل پر۔

آپ کو میں نے ہمیشہ اپنے بابا کی طرح سمجھا ہے اور آج آپ کی آنکھوں میں یہ  
ناراضگی اور بے رخی دیکھ کر میرا اندر ہی اندر کٹ رہا ایسا لگ رہا ہے جیسے ایک بار پھر  
سے میرے بابا مجھ سے دور ہو رہے ہیں۔

وہ آنکھوں میں نمی لئے بولی۔

انکل اگر آپ کی کوئی بیٹی ہوتی اور خدا نخواستہ اگر اس کے ساتھ ایسا کچھ ہوتا تو یقیناً  
مانے انکل آپ وہ خود کرتے جو آج میں نے کیا۔

وہ نم لہجے میں بول کر وین میں بیٹھ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی وہاں سے اوجھل ہو گئی۔

عرشان مسلسل اسی رستے پر اپنی سرخ انگارہ آنکھیں جمایے کھڑا تھا۔

جب اچانک اس کے کندھے پر شاہ ریز نے ہاتھ رکھا۔

وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

جگر چلی گئی ہے وہ کب تک اس طرف دیکھتے رہو گے۔

دیکھنے سے کام نہیں چلے گا کچھ کرنا ہو گا اسے باہر لانے کے لئے۔

تم اتنے مطمئن کیوں کھڑے ہو کیا تم اس سے بے زار ہو گئے ہو اس کا پاسٹ جان کر

اس کی بات سن کر عریشان نے چہرہ موڑ کر شاہ ریز کو دیکھا تو اس کی آنکھیں دیکھ کر  
شاہ ریز حیران رہ گیا کیوں کہ اس کی آنکھیں اتنی سرخ تھیں مانوان سے ابھی خون  
ٹپک پڑے گا۔ وہ ضبط کی انتہا پر تھا۔

عرش-----

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اچانک دھپ کی آواز آئی سب نے مڑ کر  
دیکھا تو نایرہ زمین پر گری ہوئی تھی۔

شاہ ریز تڑپ کر اس کی طرف بھاگا۔

اس سارے حادثے میں کسی کا دھیان انشاء کی طرف نہیں گیا تھا۔

جو انشاء کو پولیس کے ساتھ جاتا دیکھ برداشت نہیں کر پائی اور ہوش و حواس کھو کر گر پڑی۔۔

شاہ ریز نے اس کا سر اپنی گود میں رکھے اسے بلانے لگا۔

ہے بڑ فلاحی آپ کو کیا ہوا؟ ادھر دکھیں میری طرف۔

آپ مجھ سے بات کریں آپ جانتی ہیں نا کہ آپ کی ذرا سی تکلیف مجھے پاگل کر دیتی ہے تو پھر آپ یہ مزاق کیوں کر رہی ہیں چلے اٹھیں جلدی ورنہ آپ کو پتہ ہے کہ میری بات نہ ماننے پر میں آپ کو سزا بھی دے سکتا ہوں۔

وہ مسلسل اس کے گالوں کو سہلاتے دیوانہ وار بول رہا تھا۔

خان یہ بے ہوش ہو گئیں ہیں ہمیں ڈاکٹر کو کال کرنی چاہیے۔

ساحل تم جلدی کال کرو ڈاکٹر کو اور بولو کہ دس منٹ کے اندر یہاں پہنچے۔

جی بھائی۔

سب لوگ کافی پریشان ہو گئے تھے اور اس پریشانی میں انشاء کو بھی بھول گئے تھے۔  
تھوڑی ہی دیر ڈاکٹر آگیا۔

اور نایرہ کا چیک اپ کرنے لگا۔

ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بٹر فلائی کو؟

دکھیں مسٹر خان آپ کی وائف کو مایز اٹیک آیا ہے شاید ان کو کوئی بہت بڑا صدمہ  
پہنچا ہے جس کی وجہ سے وہ اس حال میں ہیں۔

اس کی تکلیف کا سن کر شاہ ریز کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

سارے گھر والے بھی بہت پریشان تھے کیوں کہ وہ انشاء سے نایرہ کا لگاؤ جانتے تھے  
اور اچھی طرح اس کا درد محسوس کر رہے تھے کہ کس طرح نایرہ برداشت کر پاگی  
اس تکلیف کو۔

جب سے ڈاکٹر چیک کر کے گیا تھا شاہ ریز نایرہ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔  
اچانک یاد آنے پر وہ عرشان کی طرف مڑا۔

جگر تو پولیس اسٹیشن جا انشاء کو تیری ضرورت ہوگی میں یہاں ہوں  
تو جا اور کوشش کر کہ انشاء کو کسی طرح بیل مل جائے اور اسے رات پولیس اسٹیشن  
میں نہ گزارنی پڑے۔

اور عرثمان وہاں سے چلا گیا۔

عرثمان پولیس اسٹیشن پہونچا تو وہاں پر میڈیا پہلے سے ہی موجود تھی اور مسلسل اندر  
جانے کی کوشش میں تھی۔

وہ سنجیدگی سے چلتا ہوا اندر جانے لگا کہ تبھی میڈیا کے ایک نمائندے نے روک لیا  
اور اس سے دھڑا دھڑ سوال کرنے لگا۔

سر ہمیں بتا چلا ہے کہ منسٹر کے بھائی کا مرڈر کرنے والی لڑکی آپ کی وائف ہے۔

سر اس بارے میں آپ کا کیا کہنا ہے؟

کیا آپ بھی اپنی وایف کو مجرم مانتے ہیں؟

کیا آپ ایک ایماندار پولیس افسر ہونے کے ناتے اپنی وایف کو کڑی سے کڑی سزا دلواینگے۔

اس کی بات سن کر ایک منٹ میں ہی عریشان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال کرنے اور میری بیوی کو مجرم کہنے والے ایک منٹ کے اندر تم اپنی اس پلٹن لو اور یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ سمجھے۔

وہ ایک منٹ میں اس کی طبیعت صاف کرتے ہوئے بولا۔

اور اندر کی طرف بڑھ گیا

وہ چلتا ہوا اس جگہ پر آیا جہاں انشاء کو رکھا گیا تھا۔

وہ سلاخوں کے اس پار بیٹھی نا جانے کیا اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں تلاش کر رہی تھی

ہاتھوں کی لکیروں میں مقدر نہیں ہوتا۔

تقدیر تو ان کی بھی ہوتی ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے۔

عرشان کے سنجیدہ آواز میں شعر پڑھنے پر اس نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

جو چہرے پر چٹانوں جیسی سختی سجایے اس کی طرف دیکھ کر رہا تھا۔

انشاء کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی

شادی کے بعد عرشان نے کبھی اس سے سخت لہجے میں بات نہیں کی تھی لیکن آج

اس کے چہرے پر اتنی اجنبیت تھی کہ انشاء کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس عرشان کو

جانتی ہے نہیں ہے۔

چلو باہر آؤ میرا وکیل بیل کے پیپر لے کر آتا ہو گا۔

انشاء اس کی سنجیدہ آواز پر سیل کے کھلے دروازے سے دھیرے باہر نکل آئی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وکیل بیل کے پیپر لے کر آ گیا۔



اور سگنچر وغیرہ کر کے وہ لوگ باہر نکل رہے تھے جب آصف نیازی کا منسٹر بھائی وہاں ٹپک پڑا اس نے بہت کوشش کی کہ انشاء باہر نکل سکے اور آج رات تک توسیل میں ہی رہے لیکن اسے دیر ہو گئی تھی

آفیسر آج تو تم اپنی بیوی کو یہاں سے بچا کر لے جا رہے ہو لیکن کل عدالت میں بچا نہیں پاؤ گے

اس نے میرے بھائی کی جان لی ہے چھوڑو گا تو میں کسی حال میں بھی نہیں۔  
اس کی دھمکی کا بغیر کوئی نوٹس لیے عریشان اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا۔



وہ لوگ گھر پہونچے تو سبھی لوگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔

سوائے شاہ ریز اور نایرہ کے۔

نایرہ کی کمی محسوس کر کے انشاء نے فوراً اس کے بارے میں پوچھا۔

جس پر گل کی زبان سے اچانک پھسل گیا کہ وہ بے ہوش ہو گئی تھیں ڈاکٹر نے دوا دی  
اب سو رہی ہیں۔

جس پر انشاء کا دل دھک سے رہ گیا اس نے تو یہ سوچا ہی نہیں تھا کہ نایرہ اس کے  
بارے میں سن کیسار یکٹ کر گئی۔

وہ فوراً اس کے کمرے کی طرف بھاگی۔

اور اسے پکارتے ہوئے اندر داخل ہوئی تو دیکھا کہ نایرہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی اور شاہ ریز  
اس کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہا تھا۔

وہ دوڑ کر اس تک پہنچی۔

کیا ہوا ہے میری ہنی کو؟ وہ اس طرح کیوں لیٹی ہے؟

اسے شک لگا تھا تمہیں پولیس کے ساتھ جاتے دیکھ کر۔

ڈاکٹر نے چیک کر کے دوا دی ہے اب گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔

تم جاؤ آرام کرو میں ہوں ان کے ساتھ۔

پہلے تو وہ جانے کے لئے تیار نہیں ہوئی لیکن پھر شاہ ریز کے فورس کرنے پر چلی گئی۔

وہ روم میں آئی تو عریشان کو الماری میں کچھ ڈھونڈتے بتایا۔

وہ پتہ نہیں کیا ڈھونڈ رہا تھا کہ ساری چیزیں ادھر ادھر کر دی تھیں۔

وہ دھیمے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے آکھڑی ہوئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

مان کیا ڈھونڈ رہے ہو؟

اس کے لمس پر عریشان کے اندر ہلچل مچی لیکن اس نے اپنے چہرے پر سرد مہری سجدے رکھی۔

تم سے مطلب میں کچھ بھی کروں۔ اور ویسے بھی میں تمہیں کچھ کیوں بتاؤں تم کون سا اپنی کوئی بات بتاتی ہو۔

اس کی اس قدر بے رخی پر انشاء کی آنکھیں جل اٹھیں وہ تو اس کے نرم لہجے کی عادی تھی اس سے کہاں عریشان کا یہ سخت لہجہ برداشت ہو رہا تھا۔

عرشمان بنا اس پر کوئی نظر ڈالے واشتروم میں چلا گیا اور فریش ہو کر بیڈ پر آ کے دوسری طرف رخ کر کے لیٹ گیا۔

انشاء نے نم آنکھوں سے اس کی پشت کو گھورا اور دوسری طرف لیٹ کر سوسوں کر کے رونے لگی۔

اس کی رونے کی آواز پر عرشمان کو کافی حیرانی ہوئی کہ انشاء جیسی مضبوط لڑکی اتنی چھوٹی بات پر رو سکتی ہے۔

کیا وہ اس کی زندگی میں اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اس کی ناراضگی کے احساس سے رو پڑے۔

یہ سوچ کر ہی کہ انشاء اس کی ناراضگی کی وجہ سے رو رہی ہے عرشمان کے دل میں گدگدی ہوئی اور اس نے ٹھان لیا کہ اتنی جلدی وہ انشاء کو معاف نہیں کرے گا۔ آخر کو اس نے بھی اسے اتنا تڑپایا ہے۔

تم یہ اپنا رونا دھونا بند کرو میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں اس نے اپنے لہجے کو کھردرا کرتے ہوئے کہا۔

جس پر انشاء نے بمشکل اپنی سسکیوں کو روکا۔

اسے عرشان کی ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

لیکن وہ اس کو منا بھی نہیں پارہی تھی کیوں کہ اسے کسی کو۔ منانا آتا ہی نہیں تھا۔

وہ کافی دیر تک رونے کے بعد سو گئی تھی۔

اس کے سونے کے بعد عرشان نے اس کی طرف کروٹ بدلی اور کے ماتھے پر محبت بھرا لمس چھوڑا۔

ہم تو دلبر آپ سے ہماری ناراضگی برداشت نہیں ہو رہی تو سوچیں میں نے کیسے اتنے دنوں سے آپ کی بے رخی برداشت کی ہے۔

میں اتنی جلدی ماننے والا نہیں آپ کو بڑی محنت کرنی پڑے گی۔

وہ اس کے حسین چہرے کو ایک ٹک دیکھتے ہوئے بولا۔

دلبر تم فکر مت کرو کل سب اچھا ہی ہو گا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔

اور ہاں یہ چھوٹی سی ناراضگی ایسے ہی رہے گی جب تک تم مجھے منا نہیں لیتی۔

وہ متبسم لہجے میں بولا۔



صبح سب لوگ ناشتے کی میز پر بیٹھے تھے اور کوئی بھی ناشتہ نہیں کر رہا تھا کیونکہ آج کورٹ میں انشاء کی پیشی تھی۔

نایرہ کو انشاء نے دوا کھلا کر اسے سلا دیا تھا۔

تبھی عریشان تیار ہو کر آگیا اور انشاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا چلیں ہمیں لیٹ ہو رہا ہے۔

ان کے ساتھ شاہ ریز بھی جانا چاہ رہا تھا لیکن انشاء اور عریشان دونوں نے منع کر دیا۔ کہ وہ نایرہ کے پاس رہے اسے ضرورت ہے اس کی اور جب وہ اٹھگی تو ضرور انشاء کے بارے میں پوچھے گی جسے صرف شاہ ریز سنبھال سکتا ہے۔

وہ دونوں جانے لگے تو عریشان کی ماما نے ان پر ڈھیر ساری دعائیں پڑھ کر پھونکی اور ان کے کامیاب لوٹنے کی دعا دی۔

وہ لوگ جیسے ہی کورٹ کے باہر گاڑی سے اترے رپورٹ کرنے انہیں گھیر لیا اور انشاء سے سوال پر سوال کرنے لگے۔

جیسے کہ اس نے سچ میں آصف نیازی کا مرڈر کیا ہے؟

اور اگر ہاں تو اس نے ایسا کیا کیا تھا کہ آپ نے اسے جان سے مار دیا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ جس جواب انشاء نے صرف دیا کہ ہر ایک کے سوال کا جواب انہیں کورٹ روم میں ملے گا اور وہ چاہتی ہے اس کیس کا فیصلہ پوری دنیا کے سامنے ہو مطلب کہ ہر چینل کے لوگ ہوں اور اس کا یہ کیس پوری دنیا کے سامنے لائیو آئے۔ وہ انہیں جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔

عرشمان اس کے اس فیصلے پر کافی حیران ہوا۔

کیا انشاء انہیں جانتی کیا کہ وہاں پر کیسے کیسے سوال ہوتے ہیں۔

وہ سہل وچتے ہوئے اس کے پیچھے گیا۔

جب وہ کورٹ میں پہونچے تو وہاں پر منسٹر اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ پہلے سے ہی موجود تھا۔

انہیں دیکھ کر اس نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔

گویا اشارہ دیا کہ وہ اس سے نہیں جیت سکتے ہیں

سب اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور جج صاحب کے آتے ہی ہی کاروائی شروع ہو گئی۔

آصف نیازی کے وکیل نے عدالت میں انشاء کے خلاف بولنا شروع کیا اور اس پر الزام لگایا کہ وہ ایک غلط لڑکی ہے جو لڑکوں کو دولت مند لڑکوں کو اپنے پیار کے جال میں پھنساتی ہے اور ان سے اپنا مطلب پورا کرتی ہے۔

اس نے میرے مؤکل آصف نیازی کے ساتھ بھی پیار کا نائٹ کیا لیکن آصف نیازی کے سامنے اس کی سچائی آگئی جس پر اس نے اس کا مرڈر کر دیا۔



اس کی بات پر عرشان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی جس اس کے ہاتھ کی نسیں ظاہر ہو گئیں۔

جج نے اس کی بات غور سے سنیں اور سوال کیا کہ کیا اس کے پاس ثبوت ہے کہ انہوں نے ہی مارا ہے۔

یس یور آنر میرے پاس ثبوت کے طور پر گواہ ہے جس کو میں عدالت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سب کے سامنے سچ آ سکے۔

گواہ کو پیش کیا جائے۔

اور پھر وکٹم باکس میں ایک آدمی آیا جسے دیکھ کر انشاء مسکرا دی۔

اور وہیں عدالت میں موجود علی نے بھی کافی حیرانی سے اس آدمی کو دیکھا۔

یہ آدمی آصف نیازی کا خاص ملازم تھا۔

جب انشاء اور علی آصف نیازی کا کام تمام کر کے نکل رہے تھے تو ان کی نظر اس پر پڑی تھی۔

جو پتہ نہیں کب آیا اور چھپ کر سب دیکھ رہا تھا۔

اور ان کے دیکھنے پر ڈر گیا اور ہاتھ پیر جوڑنے لگا کہ وہ اسے معاف کر دیں وہ کسی کو کچھ نہیں بتایے گا اور ویسے بھی انشاء کسی بے گناہ کو نہیں مارتی اسلیے اسے چھوڑ دیا۔

لیکن یہی شخص دولت کے حصول کے لیے اپنے وعدے سے پھر گیا اور ان کے خلاف گواہی دینے آگیا۔

اس نے پوری بات کھول جج صاحب کو بتادی اور ثبوت کے طور پر وڈیو بھی دکھائی جو اس نے چھپ کر بنائی تھی۔

اب شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

..... مس انشاء میر کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے ہی آصف نیازی کا قتل کیا ہے۔

یس یور آنر۔ میں نے ہی قتل کیا ہے آصف نیازی کا اور مجھے اس کا کوئی گلٹ نہیں ہے

اور نہ کوئی افسوس۔ اگر آصف۔ نیازی جیسے درندے کو قتل کرنا جرم ہے۔ تو ہاں

ہوں میں مجرم۔

اگر اس آصف نیازی جیسے ناسور کو اس دنیا سے مٹانا جرم ہے تو ہوں میں ایک مجرم۔  
ہاں مارا میں نے اسے تاکہ یہ پھر سے کسی لڑکی کی نسوانیت کا غرور نہ چھین پائے۔  
اس کی روح کو زخمی نہ کر سکے۔

ہاں مارا میں نے اُسے تاکہ یہ پھر سے کسی بابا کی گڑیا کو نہ توڑے۔  
وہ عدالت کے کنگھڑے میں بے خوف و خطر کھڑی اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے  
دھاڑی تھی۔

اس کیس کی ساری کارروائی ہر نیوز چینل پر آرہی تھی۔  
اور آج پاکستان کے گھر گھر میں سب ٹی وی کے سامنے بیٹھے انشاء میر کا بیان سن رہے  
تھے۔

میں آپ سب سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں؟  
کیا آپ سب امیجن کر سکتے ہیں کہ جب ایک لڑکی کی  
عصمت دری کی جاتی ہے تو اس کے اوپر کیا ہوتی

ہے؟

کیا آپ اس باپ کی بے بسی محسوس کر سکتے ہیں کہ

جس باپ کی بیٹی کی عصمت دری کی گئی ہو اور وہ

انصاف کی امید لے کر قانون کے پاس جایے اور وہی

قانون کے محافظ لٹیرے بن جائیں۔

اور یہ معاشرہ کیا میرے درد محسوس کر سکتا ہے

جس نے سب سے پہلے مجھے ہی اپنی زبان پر تالے

لگانے کو کہا اور مجھے ہی قصور وار ٹھہرایا۔

جب کہ گنہگار کوئی اور تھا۔

نہیں کوئی نہیں محسوس کر سکتا نہ میرا درد اور نہ ہی میری تکلیف۔

وہ وکٹم باکس میں کھڑی اپنی کرب ناک آواز میں

کورٹ روم میں موجود ہر شخص سے سوال کر رہی

تھی جس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

پورے کورٹ روم میں خاموشی چھا گئی تھی اور وہاں صرف انشاء کی آواز گونج رہی تھی۔

اور ٹی وی کے سامنے بیٹھی عوام کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

یور آئراگر میں گنہگار ہوں تو آصف نیازی بھی میرا گنہگار تھا جسے مار کر میں نے اپنا انتقام لے لیا۔

اگر میں گنہگار ہوں تو یہ قانون بھی میرا گنہگار ہے جس سے انصاف مانگنے میرے بابا گئے تھے اور انہوں نے انصاف تو نہیں کیا لیکن ایک باپ سے اس کی ہی بیٹی کو ایک رات کے لئے مانگا۔ آپ سب اس بات کی تکلیف کر سکتے ہیں۔

اگر میں گنہگار ہوں تو یہ معاشرہ بھی میرا گنہگار ہے جس نے ہمیں مدد کرنے کے بجائے ہم پر بد چلنی کے الزام عائد کیے۔

مجھے تو سزا یہ قانون دے دے گا لیکن آپ سب کو کون سزا دے گا بتائیں مجھے۔

وہ بول نہیں رہی تھی بلکہ چنگھاڑ رہی تھی اور ہر مجرم کو سزا سنانے والی یہ عدالت بھی خاموش تھی۔

خان ولا میں سارے گھر والے ٹی وی کے سامنے بیٹھے یہ نیوز دیکھ رہے تھے۔

اب جا کر انہیں صحیح معنوں میں انشاء کی تکلیف کا اندازہ ہوا تھا۔

جج صاحب نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا کہ کیس کا فیصلہ کل سنایا جائے گا۔  
اور وہ اپنی کرسی سے اٹھ گئے۔

عرشمان دوڑ کر انشاء کے پاس آیا جو وکٹم باکس میں بیٹھی گہری گہری سانس لے رہی تھی۔

وہ اسے لے کر گاڑی تک آیا وہ بیٹھنے لگے تھے کہ میڈیا والے آگئے اور اس سے سوال کرنے لگے۔

عرشمان نے جلدی سے اسے سیٹ پر بیٹھایا اور دروازہ کھول کر خود بھی بیٹھا اور گاڑی بگھالے گیا۔

آج ہر جگہ بس انشاء ہی چھائی ہوئی تھی چاہے وہ فیس بک ہو انسٹا ہو ٹوٹر ہو یا پھر کوئی بھی نیوز چینل ہو

ہر جگہ بس انشاء کی خبر آرہی تھی۔

اور پبلک تو روڈ پر اتر گئی تھی اور مسلسل ایک ہی رٹ تھی ان کی انشاء کو رہا کیا جائے۔ وہ اس ملک کی بہادر بیٹی ہے۔

آج ہر جگہ بس انشاء ہی چھائی ہوئی تھی چاہے وہ ٹی وی چینلز ہوں، اخبار ہو، انسٹا، فیس بک، ٹویٹر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں پر انشاء کی نیوز نہ آرہی ہو۔

کورٹ کا فیصلہ کل پر ملتوی کیے جانے سے عوام غم و غصے کا اظہار کر رہی تھی۔

کہ جب سب کچھ صاف صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ آصف نیازی ہی مجرم تھا جس نے اس ملک کی ناجانے کتنی بیٹیوں کو بے آبرو کیا تھا۔

تو ایسے میں انشاء نے اسے مار کر کچھ غلط نہیں کیا۔

تو پھر عدالت نے اسے آج ہی رہا کیوں نہیں کیا۔

اس لیے وہ اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے روڈ پر نکل آئے تھے۔

آدمی تو آدمی کالج اور یونی کے لڑکے اور لڑکیاں بھی بھرپور احتجاج کر رہی تھیں۔

عرشمان نے سیدھے گھر آکر گاڑی روکی اور بنا اس کی طرف دیکھے اندر داخل ہو گیا۔

انشاء اور عرشمان جب گھر پہونچے تو سارے گھر والے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔

انہیں آتا دیکھ کر سب سے پہلے بیگم جو ادا اپنی جگہ سے اٹھیں اور جلدی سے جا کر

انشاء کو گلے لگا لیا۔

میرا بچہ تم اتنے بڑا دکھ لے کر جی رہی تھی اور ہمیں بھنک نہیں لگنے دی کیسے تم اتنا

کچھ سہہ رہی تھیں۔



اور ہمیں دیکھواتنے دن سے ہمارے ساتھ رہ رہی ہو اور ہمیں ذرا بھی پتہ نہ چل سکا۔  
وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں۔

انشاء کو لگا تھا کہ سب اس سے نفرت کریں گے کیوں کہ اس کی وجہ سے اس خاندان کا نام بھی میڈیا میں کافی اچھلا تھا کیوں کہ وہ اس گھر کی بہو تھی اور ڈی ایس پی عریشان خان کی بیوی اس لیے میڈیا جسے سچ پتا نہیں تھا انہوں نے پبلسٹی کے لئے کافی بدنام کیا تھا کہ اتنے بڑے گھر کی بہو ایک قاتل ہے اور بھی بہت کچھ۔

ان کے اس طرح معافی مانگنے پر انشاء کی آنکھیں بھر آئیں تھیں۔

اس نے انہیں زور سے گلے لگایا اسے محسوس ہوا جیسے کہ اس کی ماں نے گلے لگا کر اس کے سارے غم مٹانے کی کوشش کی ہو۔

آئی آپ معافی مت مانگیں اس میں آپ سب کی کیا غلطی۔ انفیکٹ غلطی تو میری ہے جو میں نے آپ سب سے سچ چھپایا۔

ارے نہیں میری جان تم نے کچھ غلط نہیں کیا تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو یہی کرتا۔

اور ویسے تم مجھے آنٹی نہیں ماما بولو کتنا بار کہا ہے۔

تم مجھے بری ساس بننے پر مجبور مت کرو۔

ورنہ تم میرا غصہ جانتی نہیں ہو۔

انہوں نے ماحول کی سنجیدگی کم کرنے کے لئے مزاحیہ انداز میں کہا۔

اوکے ماما۔

وہ ان کے گالوں کو پیار سے چھوتے ہوئے بولی۔

ساحل اور گل آج کافی خاموش تھے اور وہ کوئی لڑائی اور مزاق بھی نہیں کر رہے تھے۔

-

اچانک انشاء کی نظر ان پر پڑی تو وہ دو قدم چل کر ان کے پاس آئی۔

کیا بات ہے آپ دونوں اپنے خاموش کیوں ہیں؟

کچھ نہیں بھا بھی بس ایسے ہی۔

آپ لوگ میری وجہ سے کافی ڈسٹرب ہو گئے ہیں نا۔

ارے نہیں بھا بھی ایسا کچھ نہیں ہے اور آپ سے یہ کس نے کہ دیا۔

ساحل فوراً اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

ہاں بھا بھی یہ زرافہ سہی کہہ رہا ہے اور میں تو اس لیے خاموش ہوں کیونکہ میں کچھ سوچ رہی تھی۔

ارے واہ باسی پھول تم سوچتی بھی ہو دماغ ہے تمہارے پاس سوچنے کے لئے۔

تم چپ کر و زرافے میں تم سے بات نہیں کر رہی۔

اور تم سے کرنا کون چاہتا ہے سزا ہوا پھول ہو تم۔

ساحل کے بچے میں تمہیں گنجا کر دوں گی۔

ہاے انا وڈا ظلم میرے معصوم بچوں پر ہاے انی وی ظالم نہ بنو گل بکاؤلی۔

میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی زرافے دفہ ہو جاؤ منحوس۔

گل آپے سے باہر ہوتے ہوئے چلائی

گھر والے بھی ان کی نوک جھونک سے محفوظ ہو رہے تھے کیوں کہ دودن سے گھر میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی اس حادثے کی وجہ سے گل اور ساحل بھی خاموش ہو گئے تھے۔

چھوٹے پاپا آپ دیکھیں اس زرافے کو ہمیشہ مجھے پریشان کرتا ہے۔  
اور ہاں جیسے تم نہیں کرتی مجھے۔  
وہ بھی دو بدو بولا۔

ساحل خاموش ہو جاؤ نہیں تو جو تم نے اپیل کی ہے کینسل کر دی جائے گی۔  
انہوں نے رشتے والی بات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔  
کون سی اپیل چھوٹے پاپا؟

ک۔۔۔ ک۔۔۔ چھ نہیں تم جاؤ تمہارے جاننے کی بات نہیں ہے۔  
کیوں نہیں ہے میں بھی جانوں کی۔

بڑے پاپا۔۔۔۔۔

گل جاؤ دیکھو نایرہ اٹھی کی نہیں۔۔

مدیحہ بیگم نے اسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔۔

اور وہ منہ بناتے ہوئے چلی گئی۔

بیٹا آپ بھی فریش ہو جاؤ تھک گئی ہوگی۔

ان کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

اسے عریشان کی خاموشی کافی کھل رہی تھی۔

ایک تو اسے منانا نہیں آتا تھا اوپر سے عریشان پہلی بار ناراض ہوا تھا وہ بھی اتنی سخت والی ناراضگی۔

وہ کمرے میں آتو گی لیکن سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے بات کرے۔

وہ زندگی میں پہلی بار اتنی کنفیوژ ہوئی تھی۔

عریشان بیڈ پر بیٹھ کر کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا اس کے آنے کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

وہ چلتی ہوئی بیڈ کے قریب آئی اور اس کے چہرے پر نظریں جمائے اسے مخاطب کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

و۔۔۔ مجھے تم سے ب۔۔۔ بات کرنی ہے۔۔۔

ہم بولو کیا بات کرنی ہے وہ بغیر اس کی طرف دیکھے اور بنا کر اٹھایے بولا۔

انشاء کو اس کی یہ بے اعتنائی کافی کھلی تھی اس کی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھی۔

عرشان اس کا ہر انداز نوٹ کر رہا تھا لیکن وہ اتنی جلدی ماننا نہیں چاہتا تھا اور اوپر سے مزابھی آرہا تھا۔

اس اپنی مسکراہٹ ہونٹوں میں سمیٹی اور سنجیدہ آواز میں بولا۔

اگر کچھ بولنا نہیں ہے تو یہاں کیوں کھڑی ہو جاؤ مجھے کام کرنے دو بے وجہ ڈسٹرب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ ترش لہجے بولا۔

اس کے اتنے سخت لہجے پر انشاء کی آنکھ پل میں نم ہوئی تھی۔

جارہی ہوں میں یہاں سے کرو اپنا کام نہیں کر رہی میں ڈسٹرب۔

وہ نم لہجے میں بولی اور جانے لگی۔

ہونہہ ٹکے کا آفیسر سمجھتا کیا ہے اپنے آپ کو مجھے کام کرنے دو ہنہہ جیسے ساری دنیا کا بوجھ اسی پر ہے۔

دومنٹ بات نہیں سن سکتا تھا اپنی بیوی کی۔

وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے جارہی تھی لیکن اسکی بڑبڑاٹ اتنی بھی کم نہیں تھی کہ وہ سن نہ سکے۔

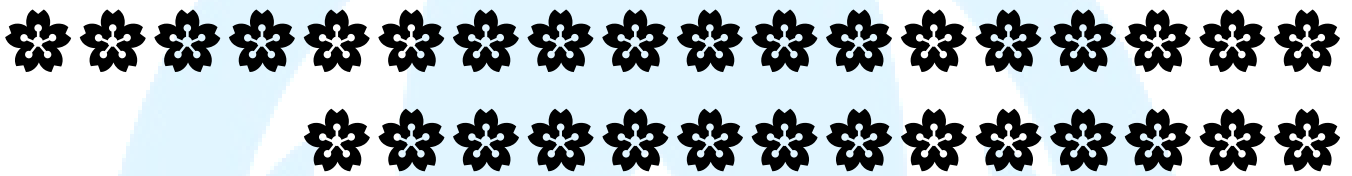
اس کا خود کا بیوی کو اس کی بیوی کہنا عریشان کو بہت زیادہ اچھا لگا تھا وہ اپنی خوشی کا اظہار بھی کر دیتا لیکن وہ تو ناراض تھا۔

وہ گرے کلر کی لانگ کرتی پہنے بہت زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی جس وجہ سے اس کا دھیان بار بار اس کی طرف جارہا تھا اسے اپنے آپ پر کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا اس لیے اس نے اس سے اتنی روڈی بات کی تھی۔

لیکن اسے ڈانٹ کر خود بھی پچھتا یا کیوں کہ اس کی آنکھوں میں نمی اسے بالکل بھی پسند نہیں تھی۔

اس کے جانے کے اس کا دل اچاٹ ہو گیا۔

اسے پتا تھا وہ نایرہ کے کمرے میں گئی ہوگی اور اس کا جلدی آنا ممکن نہیں تھا۔



وہ نایرہ کے کمرے کی طرف آپی اور دستک دے کر اندر داخل ہوئی تو دیکھا کہ نایرہ بیڈ پر مزے سے بیٹھی ہوئی تھی اور شاہ ریز موبائل میں دیکھ کر اس کے بالوں کی پونیاں بنا رہا تھا۔

انشاء کو دیکھ کر وہ گڑ بڑا گیا اور جلدی سے اس کے بالوں کی پونی بنا کر اٹھ کھڑا ہوا۔  
و۔۔ وہ نایرہ سے۔۔ نہیں ہو رہا تھا اس لیے میں بنا رہا تھا۔

اس کی بات سن کر انشاء کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی جسے اس نے فوراً چھپا لیا۔  
اس میں گھبرانے والی کوئی بات نہیں۔



اگر کوئی شخص دیکھتا تو یقین نہیں آتا کہ یہ بزنس ٹائیکون شاہ ریز خان ہے جس نے جھجکنا اور گھبراہٹ سیکھا ہی نہیں۔

انشاء بہت خوش تھی کہ اس کی بہن کو اتنا چونے والا شوہر ملا ہے۔

دید و میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی نا اس لیے شاہ نے میری پونی بنائی ہے۔

اس نے انشاء کو مسکراتے دیکھ کر فوراً اپنے شاہ کی سائیڈ لی۔۔

اوو و میری ہنی کب سے اتنی بڑی ہوگی انشاء نے اس کے گالوں کو کھینچتے ہوئے کہا۔

مطلب وہ اپنے شوہر کی صفائی دینے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔

دید و میرے گال مت کھینچیں درد ہوتا۔۔۔۔۔

اچانک سے وہ رک گئی۔

کیا ہونا پیرہ۔ کیا کہنے جا رہی تھی۔

اس نے اس کا چہرہ سامنے کرتے ہوئے کہا جب اس کی آنکھوں پر نظر پڑی تو دیکھا  
کہ اس کی کانچ سی آنکھوں  
میں آنسوں چمک رہے تھے۔

کیا ہوا میری جان آپ رو کیوں رہی ہیں۔

۔۔۔ دیدو آپ۔ اتنی تکلیف میں تھیں اور مجھے کچھ پتا ہی نہیں تھا  
۔۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ روتے ہوئے بولی۔

اوہ میرا بچہ آپ نے اتنی سی بات کے لیے اپنے آپ کو بیمار کر لیا۔

دیدو اتنی۔۔۔ س۔ ی۔۔ بات نہیں ہے۔ میں نے سب ٹیوی پر سب دیکھا تھا۔  
کیا تم نے کب دیکھ لیا اور تم تو کمرے میں تھی نا۔

اسے حیرانی ہوئی کیوں کہ شاہ ریز نے کہا تھا کہ وہ روم میں اس کے ساتھ ہی رہے گا تو  
اس نے کب دیکھا

شاہ۔ روم سے باہر گئے تھے تب میں نے دیکھا ٹیوی میں۔۔

دید و آپ پھر جاؤ گی کل وہاں اور پھر وہ گندہ وکیل آپ کے بارے میں برابر ابولے گا

--

اس نے آصف نیازی کے وکیل کے بارے میں کہا جس نے انشاء پر الزام لگایا تھا۔

اووہ میری جان کچھ نہیں ہو گا آپ پریشان مت ہو اور آرام کرو۔ انشاء نے اس کے گالوں پر کس کی اور وہاں سے چلی گئی۔

اپنے روم میں آئی تو عریشان سوچکا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی اور بیڈ پر اس کے بگل میں لیٹ گئی

عریشان جو جاگ رہا تھا اسے بغل میں لیٹتے دیکھ کر فورن کروٹ بدلی اور انشاء کو اپنے

حصار میں لے لیا۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر وہ بوکھلا گئی اور اس کے ہانہوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی

-

انہوں چپ چاپ لیٹی رہو۔۔

ابھی تو قید۔ ہیں جذبوں کی آندھیاں دل میں

ہمارا ضبط جو ٹوٹا قیامت برپا کر دیں گے۔

عرشمان نے اسے بانہوں میں قید کیے گمبھیر سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

جس پر انشاء کے بدن سنسناہٹ ہوئی اور وہ اپنا سانس روک کر اس کی قید میں بی حس و حرکت پڑی رہی۔

عرشمان نے کروٹ بدل کر اسے اپنے اوپر جھکایا۔

ت۔۔ تم تو۔۔ ناراض تھے نا۔۔ تو اب۔۔

۔۔ ششش۔۔ اس نے اس کے گلابی ہونٹوں پر انگلی رکھی اور مدھم آواز میں بولا۔۔

ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ میں اپنے پسندیدہ انسان سے لا تعلقی اختیار کر لوں

میں کچھ پل ناراض رہ سکتا ہوں مگر پھر بھی نظر انداز نہیں کر سکتا

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ زیادہ مخلصی بھی بعض اوقات آپ پر ہی بھاری پڑتی ہے

لیکن پھر بھی تعلق کو قائم رکھنے کے لیے انا کو ہر انا گوارا کرتا ہوں۔۔

دلبر تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ تمہارے ساتھ ہی میں مکمل ہوں اور جب تم دور ہوتی ہو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میری زندگی بے فضول گزر رہی ہے۔

تم میری روح ہو۔ میری روح کا سکون ہو۔

میں اپنے زندگی کے ہر سانس اور دل کی ہر دھڑکن کے ساتھ تمہارا رہنا چاہتا ہوں اور تمہارا ہوں گا۔

وہ اس کے کانوں میں میٹھی سی سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

انشاء اس کے لفظوں کے سحر می کھو گئی جیسے وہ کوئی جادو گر ہو اور اس پر سحر پھونک رہا ہو۔

عرشمان نے آہستہ سے جھک کر اس کے نرم و ملائم پنکھڑیوں جیسے لب کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا۔

اور اپنے لبوں کی پیاس بجھانے لگا۔ انشاء جو اس کے لفظوں کے سحر میں کھو گئی تھی اچانک ہوش میں آئی اور اس کے کندھوں پر ناخن دھنسا کر اس کی قید سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی لیکن عریشان کے فولادی قید سے آزاد نہ ہو سکی۔

عریشان کو جب لگا کہ اس کا سانس بند ہو جائے گا تو آہستہ سے اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ جدا کیے۔

آزاد ہوتے ہی انشاء لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

ہم دلبریہ تو صرف ٹریلر تھا باقی کی پکچر کل رات آپ کے منانے کے بعد۔ عریشان اپنے بھگے ہوئے نچلے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے صاف کرتے ہوئے بولا اور ایک آنکھ ونک کی۔

انشاء تو اس کی اتنی بے شرمی پر کڑھ کے رہ گئی۔

ہو نہہ کیسا منانا تم ناراض کہاں ہو اب تو مان گئے ہونا۔

نہیں دلبریہ ابھی بھی ناراض ہوں یہ تو بس آپ کو ٹریلر دکھایا ہے باقی کا کل آپ کو پتا چل جائے گا۔

اس کی بات پر انشاء نے جھٹ سے اپنا چہرہ بلیںکٹ میں چھپایا۔  
وہی گھبراہٹ میں شرمیلی سی سیدھا عرشان کے دل میں اتر رہی تھی۔

عرشان نے بڑی مشکل سے اپنے جذبات پر قابو پایا ورنہ دل تو اس کی قربت کا طلب گار تھا۔

وہ بھی کروٹ بدل کر سوگی



صبح سب ناشتے سے فارغ ہو انشاء کے ساتھ جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔  
کیوں کہ آج کورٹ کا فیصلہ کیا جانا تھا اس لیے سب اس کے جارہے تھے۔

کورٹ میں پہونچے تو سب وہاں موجود تھے۔

ان کے پہونچتے ہی کاروائی شروع ہو گئی۔

ایک بار پھر سے انشاء کو وکٹم باکس میں بلایا گیا اور آصف نیازی کے وکیل نے اس سے جرح شروع کی۔

اور اس سے سوال کرنے لگا اور اس میں سے اس آخر سوال یہ پوچھا گیا کہ اس ٹائم تو کوئی مدد نہ مل سکی تھی لیکن اس بار آپ کے پاس تو بہت بڑا ذریعہ تھا قانون کی مدد لینے کا تو پھر آپ نے اپنے شوہر جو ایک قابل بھروسہ آفیسر ہیں۔

آپ نے ان سے مدد کیوں نہیں لی کیا آپ کو اپنے شوہر پر اعتماد نہیں تھا؟  
نہیں ایسے بات نہیں ہے مجھے اپنے شوہر پر اللہ کے بعد سب سے زیادہ اعتماد ہے۔  
میں ان پر خود سے بھی زیادہ اعتماد کرتے ہوں۔

تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ نے انہیں انفارم کیے بنا اتنا بڑا قدم اٹھایا۔  
میرے اس قدم کی وجہ یہ قانون خود ہے۔

اگر میں ایک بار پھر قانون کی مدد لیتی اور اپنے شوہر کو بتاتی تو۔۔



زیادہ سے زیادہ کیا ہوتا میرے شوہر اس کے خلاف ثبوت اکٹھا کرتے اور اسے  
سلاخوں کے پیچھے ڈالتے اور پھر کیا ہوتا اوپر سے آرڈر آتا اور اسے رہا کر دیا جاتا۔  
اس لئے یہ قدم اٹھایا اور میرے اس قدم کے پیچھے زیادہ ہاتھ اس قانون کا ہے۔  
اس لیے یہ قانون بھی میرا مجرم ہے۔۔۔

اس کی ساری باتیں جج صاحب نے غور سے سنیں اور پھر فیصلہ کیا۔۔۔۔۔  
مس انشاء نے آصف نیازی کا مرڈر کیا جو کہ ایک جرم ہے لیکن انہیں مجرم بنانے والا  
یہ معاشرہ اور قانون ہے۔

انشاء میر کو قانون سے انصاف نہ ملنے کی وجہ سے یہ قدم اٹھانا پڑا۔  
اس لیے یہ عدالت انہیں باعزت طریقے سے بری کرتی ہے اور قانون ان سے بہت  
شرمندہ ہے کہ قانون سے انصاف نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے یہ قدم اٹھایا۔  
ہم سب آپ سے شرمندہ ہیں۔

عرشمان کی خوشی دکھنے لائق تھی وہ بہت خوش تھا سارے گھر والے ہی بت خوش تھے

-

وہ لوگ جیسے کورٹ کے باہر آئے لوگوں نے اسے گھر لیا اور اس سے سوال کرنے لگے۔

لیکن انشاء نے اس ایک ہی بات بولی۔

آپ لوگ جو یہ جوش و خروش دکھا رہے ہیں اس ٹائم دکھاؤ تو لڑکی کو اتنا خوار ہونے کی ضرورت نہیں پڑے

انشاء اور عرشمان کورٹ سے سیدھا گھر آئے تھے انشاء جیسے ہی گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی جانے کے لیے۔ عرشمان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا اور اس کے کانوں میں دھیمی سی سرگوشی کی۔

دلبر میں آپ سے اب بھی ناراض ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج آپ مجھے منائیں۔  
اور وہ بھی اسپیشل انداز میں۔

تو کیا میں امید رکھوں ایک بیوٹیفل سر پر ایز کی۔

اس کی سرگوشی پر انشاء کو اپنے گال دھکتے ہوئے محسوس ہوئے۔

بات کرتے ہوئے عرثمان کے لب اس کے کان کی لو سے ٹچ ہو رہے تھے۔

عرثمان اچانک اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور ہلکے سے اس کے ہونٹوں کو چھو کر پیچھے ہو گیا۔

انشاء تو اس کی اس کھلے عام بے شرمی پر شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

اور جدی سے دروازہ کھول کر اندر بھاگی۔

اس کی جلد بازی پر عرثمان نے زوردار قہقہہ لگایا۔

جسے سن کر انشاء دانت پیستے ہوئے اندر چلی گئی۔

اندر آتے ہوئے وہ رومی چاچی سے ٹکرا گئی۔

ارے کہاں سے بھاگی آرہی ہو لڑکی کیا پیچھے کتے لگے ہوئے ہیں جو اس طرح سے بھاگی آرہی ہو۔

وہ۔۔ جو میرے پیچھے ہے کتے سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔  
اس نے اپنی پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے جواب دیا۔  
ہیں ہیں لڑکی تم کیا بولے جا رہی ہو اور تمہارا چہرہ اتنا لال پیلا کیوں ہو رہا ہے۔  
وہ۔۔۔ کچھ نہیں چاچی۔۔

ہاں ہاں بتاؤ کیوں بھاگی آرہی تھیں اور کون خطرناک ہے؟  
پیچھے سے آتے عریشان نے شرارت سے کہا۔  
اس کی بات پر انشاء جل بھن گئی۔

یہ تو خود ہی حرکت ایسے کی اور اب سوال بھی کر رہا تھا۔  
مجھے کچھ نہیں پتہ تم خود ہی پتہ کر لو آخر پولیس والے جو ہو۔  
وہ تک کر کہتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

ہیں یہ کیا بول کر گئی ہے؟

اور بیٹا جی یہ آپ دونوں کیا کوڈورڈ میں بات کر رہے تھے۔

کچھ نہیں چاچی بس ایسے ہی اسے تنگ کر رہا تھا۔

عرشمان مسکرا کر بولا اور وہاں سے چلا گیا۔

کچھ تو گڑبڑ ضرور ہے بیٹا جی۔۔

انشاء جب سے اندر آپی تھی گل اور نایرہ اسے گھیر کر بیٹھی ہوئی تھیں۔

سارے گھر والے بہت خوش تھے انشاء کے رہا ہو جانے سے۔

دی جان نے تو باقاعدہ اس کا صدقہ نکلوایا تھا۔

جواد صاحب نے بھی اس سے سوری بولا کہ وہ اس سے ناحق ناراض ہو گئے تھے۔

انہوں نے کل پارٹی رکھی تھی انشاء کے باعزت طریقے سے بری ہونے پر۔

اور انہوں نے کل ایک اناؤس مینٹ بھی کرنے کا بولا تھا۔ جو سر پر ایز تھا۔

گل تب سے پوچھے جارہی تھی کہ چھوٹے پاپا کیسا سر پر ایز ہے لیکن انہوں نے کہا کل آپ کو پتا چل جائے گا۔  
یہ آپ کے لئے ہی ہے۔

عرشمان کب سے انشاء کو اشارے کیے جارہا تھا کہ وہ روم میں آئے لیکن وہ اگنور کر رہی تھی۔

اچانک عرشمان انشاء پر ایک سرد نظر ڈال کر اپنی جگہ سے اٹھا اور گاڑی کی چابی لے کر باہر چلا گیا۔

انشاء کو لگا وہ ناراض ہو گیا ہے اس خیال کے آتے ہی اس کے اندر بے چینی پھیل گئی۔  
کیا وہ ناراض ہو کر گیا ہے؟

انشاء نے پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے سوچا۔

دید و آپ کہاں غائب ہو؟ نایرہ نے اس کے کندھے کو ہلاتے ہوئے پوچھا۔  
آ۔ ہاں۔۔ کچھ نہیں یہیں ہو۔۔

اچھانا نیرہ میں تھوڑی دیر کے لئے روم میں جا رہی ہوں پھر آکر کل کی پارٹی کے بارے میں ڈسکس کریں گے اوکے۔

اوکے دیدو۔

وہ روم میں آکر بھیجے چین رہی۔

اسے خود پر غصہ آرہا تھا کہ کیا تھا اگر وہ اس کی بات مان کر روم میں آجاتی۔

وہ مسلسل ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی تبھی روم کا دروازہ کھول کر رومی چاچی نایرہ اور گل داخل ہوئیں۔

ارے آپ لوگ یہاں کیوں آگئیں۔ میں آرہی تھی۔

وہ اس لیے بہورانی کیوں کہ ہمیں دال میں کچھ کالا نظر آرہا تھا۔

ک۔۔ کالا۔۔ کیا مطلب چاچی۔۔

بہورانی ہم تو بس یہ پوچھنے آئیں ہیں کہ تمہارے اور عریشان کے بیچ کون سی کھچڑی پک رہی ہے؟

ک۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔

ناجی ہم کو بی اندھے تھوڑی ہیں ہمیں سب نظر آرہا ہے۔

اب جلدی سے بتاؤ کیا بات ہے۔

وہ۔۔۔۔ انشاء نے بتاتے ہوئے گل اور نایرہ کی طرف دیکھا۔

ارے ان کی طرف کیا دیکھ رہی ہو تم بس بتاؤ کیا چل رہا ہے دونوں کے درمیان۔

وہ مان مجھ سے ناراض ہے اور اس نے مجھے منانے کا بولا ہے کہ جب تک میں اسے

مناؤں گی نہیں وہ نہیں مانے گا۔

اور اب بھی ناراض ہو کر باہر چلا گیا ہے۔

انشاء پوری بات ایک ہی سانس میں بتادی۔

اوو تو یہ بات ہے

کچھ کرنا پڑے گا ڈی ایس پی صاحب کو منانے کے لئے۔

کیا کرنا پڑے گا چاچی؟



گل نے دلچسپی سے پوچھا۔

اوہ دید و اتناسیڈ ہونے کی ضرورت بس آپ ان کو سوری بول دو اور جیسے مجھے ہگ اور کس کر کے منالیتی تھیں ویسے ہی عرش بھائی کو بھی منالیں۔

ناچہ ناب یہ مسئلہ کس اور ہگ سے نہ سلجھے گا اس کے لئے کچھ بڑا کرنا پڑے گا۔

چاچی آپ کیا کرنا چاہتی ہیں؟

صبر رکھو بہورانی سب پتہ چل جائے گا۔

کچھ ڈھنگ کے کپڑے تو ہونے نہیں ہیں تمہارے پاس۔

گل تم میرے روم میں جاؤ اور کبڑ کے اوپری حصے میں ایک بڑا بوکس ہو گا وہ لے آؤ۔

او کے چاچی۔۔

آپ کرنا کیا چاہتی ہیں چاچی۔

انشاء نے الجھ کر سوال کیا۔

تم تو رہنے دو نکمی بہو تمہیں تو شوہر کو منانا نہیں آتا ہے۔

کرنا ہی کیا ہوتا ہے بس تھوڑا سا سجناسنور نادو چار میٹھے بول بس پھر شوہر آپ کے قدموں میں۔۔

آپ ایسے ہی چاچو کو مناتے ہیں کیا؟  
اندر آتے گل نے سوال کیا۔

ہاے ہاے تمہارے چاچو روٹھتے ہی کب ہیں جو انہیں منانا پڑے۔  
اوہوے اننا پیار۔۔۔۔۔

گل نے سیٹی بجائی۔

یہ آپ لوگ کیا باتیں کر رہی ہیں۔؟

اوہ بچا باتیں نہیں شوہر کو پٹانے کے طریقے سکھا رہی ہوں میں ذرا تم بھی دھیان دو  
آگے چل کر کام آنے والے ہیں۔

لیکن شاہ تو کبھی مجھ سے ناراض نہیں ہوتے۔

اچھی بات ہے لیکن سیکھنے میں کیا حرج۔

اچھا بہورانی ذرا تم یہ ساڑی پہن کر آؤ۔

چاچی یہ کیا آپ نے۔ بہورانی بہورانی لگا رکھا ہے جیسے کوئی فلم شوٹنگ چل رہی ہے۔  
انشاء جھنجھلا کر بولی۔

اور یہ ساڑی میں کیوں پہنو؟

مجھ سے نہیں پہنی جائے گی۔

پہننا تو پڑے گا کیوں کہ ہمارے عریشان کو ساڑی بہت پسند ہے وہ بچپن میں کہتا تھا کہ  
وہ اپنی بیوی کو ساڑیاں لا کر دیا کرے گا۔

لڑکی اب پہن بھی لو ہمارے ڈی ایس پی صاحب آتے ہو گے۔

گل اور نایرہ تم لوگ باہر جاؤ۔

اوکے چاچی۔۔

وہ دونوں چلی گئیں۔

انشاء نے ساڑی لا کر واشروم میں دیکھی تو شرم سے اس کے گال لال ہو گئے۔

کیوں کہ ساڑی کا اگلا پچھلا گلا بہت ڈیپ تھا۔  
انشاء نے اس طرح کے کپڑے کبھی نہیں پہنے تھے۔  
کیوں کہ ہمیشہ وہ فارمل کپڑوں میں ملبوس رہتے تھے۔  
چاچی میں یہ نہیں پہن سکتی  
پہننا پڑے گا بیٹا جی ہر حال میں۔  
اور پھر انشاء کے لاکھ منع کرنے کے باوجود چاچی نے اسے ساڑی پہنا کر ہی دم لیا۔  
اور پھر نہایت ہی خوبصورتی سے اسے تیار کیا۔  
چاچی تو اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر مبہوت ہو گئیں۔  
حیران تو انشاء بھی ہو گئی تھی اپنا یہ روپ دیکھ کر۔  
کیوں کہ زیادہ تر وہ آفس پینٹ اور شرٹ میں رہتی تھی اور گھر پر بھی سمپل ڈریسنگ  
میں رہتی تھی۔

لیکن آج اس نے آءینے میں اپنے آپ کو اس طرح سجا سنورا دیکھ کر ایک پل کو  
مبہوت رہ گئی۔

ہاے ہاے آج ہمارا ڈی ایس پی کیا کام سے۔

چاچی نے اس کی نظر اتارتے ہوئے کہا۔

جس پر انشاء جھینپ گئی۔

اچھا اب میں چلتی ہوں اور تم وہی کرنا جو میں نے بتایا ہے۔

اگر نہیں مانی میری بات تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی۔

لیکن۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے وہ کچھ کہتے ہوئے رک گئی۔



شاہ ریز کب سے نایرہ کو دیکھ رہا تھا جو چاکلیٹ کھاتے ہوئے اسے مکمل انور کیے  
ہوئے تھی۔

بڑ فلائی اب بس بھی کر دیں اور کتنا کھانا ہے۔

چلیں اب فیس واش کر کے آئیں۔

نہیں ناشاہ یہ بہت اچھی ہے مجھے ابھی اور کھانی ہے ڈھیر ساری۔

مجھے چاکلیٹ بہت بہت اچھی لگتی ہے۔

وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔

اس کے ہونٹ جو شاہ ریز کو کافی دیر سے اٹریکٹ کر رہے تھے اس کی اس حرکت پر اسے اپنے گلے میں کانٹے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔

اچانک شاہ ریز جھکا اور اس کے کریم لگے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی دسترس میں لے لیا اور اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دیں۔

اس کی اس اچانک پیش رفت پر نایرہ کو اپنی سانس سینے میں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی۔

اس نے شاہ ریز کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔

سانس بند ہونے پر نایرہ نے شاہ کی کالر کو جھٹکا۔

شاہ ریز پانچ منٹ بعد اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی۔

نایرہ نے گہری سانس لے کر اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا۔

ہم یو آر رائٹ بٹر فلائی آپ ٹھیک کہ رہی تھیں واقعی میں چاکلیٹ بہت بہت اچھی تھی۔

اب سے میں روز یہی فلیور والی چاکلیٹ لاؤں گا آپ کے لئے۔

آپ کو چاکلیٹ پسند ہیں اور مجھے آپ کے ہونٹوں پر لگی یہ چاشنی۔

اس کی بات پر نایرہ کانوں تک سرخ ہو گئی اس نے اپنے چہرے کو اس کے سینے میں

تیزی سے چھپایا۔

اوہوں پر نسیسز آج رہائی ملنا ناممکن ہے۔

آج آپ کو پوری رات میری شدتیں سہنی ہیں کچھ دنوں سے کافی چھوٹ ملی ہوئی تھی

لیکن آج آپ کو میری میری دیوانگی برداشت کرنی ہوگی۔

اس نے نایرہ کو گود میں اٹھا کر لایا اور بیڈ پر لیٹا دیا۔

اور سائیڈ لیمپ آف کر دیا۔

اور اس کے گلے سے دوپٹہ اتار کر وہاں پر اپنے سلگتے ہوئے لمس چھوڑنے لگا۔

نایرہ چپ چاپ اس کی۔ منمنائیاں برداشت کر رہی تھی کیوں کہ اس کی قید سے رہائی پانا ناممکن تھا۔

اور نایرہ بھی اس کے حصار میں قید رہنا چاہتی تھی تا عمر۔

\*\*\*\*\*

\*\*\*\*\*

عرشمان گھر آیا تو پورے گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

وہ سیدھا اپنے روم کی طرف آیا اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا ایک مسحور کن خوشبو اس کے نتھنوں سے ٹکرائی۔

اس نے دروازہ کھول کر قدم اندر رکھا تو حیران رہ گیا۔

پورے کمرے کو خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔



اسٹینڈ میں مون بتیاں روشن تھیں اور کمرے کی لائٹ آف تھی۔ موم بتیوں کی وجہ سے کمرے میں ہلکے ہلکے اجالا پھیلا ہوا تھا۔

اس نے انشاء کی تلاش میں نظر گھمائی تو وہ بیڈ کے دوسرے سائیڈ پر موم بتیاں جلاتی ہوئی نظر آئی۔

کینڈل کی روشنی میں اس کا چہرہ ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔

وہ بے خود ہو کر ایک ٹک اسے دیکھے گیا جو بلیک رنگ کی ساڑھی پہنے بالوں کا میسی جوڑا باندھے بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔ وہ بھول گیا کہ وہ اس سے ناراض تھا۔ اس کے قدم بے ساختہ اس کی طرف اٹھے۔

اس کے ہر قدم پر انشاء کو اپنی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ کینڈل جلانے کے لئے جھکی تو اس کا بیک گلا جو کافی ڈیپ تھا اس پر۔ موتیوں کی ڈوریاں بنی ہوئی تھیں

اس کے جھکنے پر نظر آنے لگا عریشان بے خود سا اس کی طرف بڑھا اور ایک جھٹکے میں اسے اپنے نزدیک کیا اور اسے بیک سے گلے لگا کر اس کے کندھے پر سر ٹکایا۔

اتنی تیاری کس لیے ہے دلبر سائیں کیا یہ سچائی ہے یا پھر وہم کہ ہمارے دلبر نے یہ سجا سنوار روپ ہمارے لئے اپنایا ہے۔

وہ اس کے کانوں میں مدھم سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

مان تم کھانا کھاؤ گے انشاء اس کے بھرے ہوئے جذبات سے بچنے کے لئے بات بدلتے ہوئے بولی۔

جب سامنے ہمارے دلبر ہو تو بھوک کبخت کہاں لگ سکتی ہے۔

وہ اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے۔

اور آہستہ سے اس کے پنک لپسٹک سے سجے ہوئے ہونٹوں پر جھک گیا۔

اور اس کی سانسوں سے اپنی سانسیں الجھا دیں۔

اس کے دہکتے ہوئے لمس پر انشاء کانپ کر رہ گئی اس نے عرثمان کے کندھے کو  
منظبوطی سے تھام لیا۔

عرثمان اپنی پیاس بجھانے میں لگا رہا۔

انشاء کو لگا اب اس کی سانسیں تھم جائیں گی تو اس نے عرثمان کے کندھے پر اپنے  
ناخن دھنسا دیے۔

لیکن عرثمان پیچھے نہیں ہوا اور اپنی پیاس بجھا کر ہی ہٹا لیکن اسے ایسا لگا کہ جیسے تشنگی  
اور بڑھ گئی ہے۔

پوچھا کسی نے کون سی خوشبو پسند ہے۔

میں نے تمہاری سانس کا قصہ سنا دیا۔

اس کے شعر پر انشاء کا چہرہ سرخ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو اس کی بانہوں کے حصار  
سے آزاد ہونا چاہا۔

کوشش بے کار ہے دلبر آپ اس حصار سے تا عمر نہیں نکل سکتی ہیں کیوں کہ یہ میرے عشق کا حصار ہے۔

عرشان نے اس کے گلے منہ چھپایا اس کی گرم سانسوں سے انشاء کو اپنا آپ جلتا ہوا محسوس ہوا۔

مان تمہیں تو کوی بھی مل سکتی تھی تم نے مجھے ہی کیوں چنا۔

نہیں دلبر کوی بھی نہیں ہو سکتی تھی کیوں آپ کو میرے دل نے چنا ہے۔

تم مجھے سب سے آخر میں ملی اب تو کسی اور کی گنجائش ہی نہیں بچی ذرا سی بھی نہیں میں چاہوں تو بھی کسی اور سے محبت نہیں کر سکتا اب تو میری وفا کا عروج ہے میرا عشق تم پر تمام شد۔

میں تمہیں مرتے دم تک نہیں بھول سکتا

اور میں چاہتا ہوں کہ تم مرتے دم تک میرے دل میں رہو۔

کہانی ختم ہونے والی ہے اور تم میری آخری محبت ہو۔

انت الحیاة۔۔❤️

ہیلو بھائی آپ جلدی سے مال آجائیں۔۔۔  
شاہ ریز کو گل کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔  
کیا ہوا بچہ آپ رو کیوں رہی ہیں؟

ب۔۔۔ ب۔۔۔ بھائی۔۔۔ نایرہ۔۔۔ بھابھی کو کچھ لوگ۔۔۔ لے گئے ہیں۔۔۔  
وااٹ کون لوگ۔ اور کس کی ہمت ہوئی کہ وہ ایس آر کے سے پنگالے۔۔۔  
جس نے بھی میری بڑ فلاحی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے اب وہ اپنی موت کا  
انتظار کرے۔

بچہ آپ پریشان مت ہوں۔۔

آی ایم کمنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایس آر کے اپنے دشمنوں کو چھوڑتا نہیں بلکہ انہیں دنیا چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔۔۔۔

عرشمان اس کے کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کرتے ہوئے اسے کسی اور جہاں میں لے گیا۔

عرشمان نے اپنے موبائل پر میوزک پلیئر آن کر دیا اور ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر

میں ڈالے گانوں کے بول پر ہلکے ہلکے اسٹیپ لینے لگا۔

کمرے میں پھیلی پر فیوم کی خوشبو اور رومانٹک سونگ نے ایک الگ ہی ماحول بنا دیا تھا۔

میوزک پلیئر میں ہلکے سروں میں گانا چل رہا تھا۔

آج پھر تم بے پیار آیا ہے۔

بے حد اور بے شمار آیا ہے

ٹوٹے تو ٹوٹے تیرے ہاںہوں میں ایسے

شاخوں سے پتے جیسے بے حیا۔

انشاء تو گانے کے بول سن کر شرم سے لال ہو گئی۔

عرشمان نے اسے ٹرن کر کے گھمایا اور اس کی پشت سینے سے لگا کہ اس کے پیٹ پر اپنے دونوں ہاتھ لپیٹ لیے۔

اور کندھے سے بال ہٹا کر وہاں پر اپنے جلتے لبوں کا لمس چھوڑا۔

اس کے لمس پر انشاء خود میں ہی سمٹ گئی۔

عرشمان نے اس کا رخ اپنی طرف موڑا اس کے گلابی ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے لیا۔

اس کے سلگتے ہوئے لمس پر انشاء کی جان لبوں پر آ گئی۔

اس نے کس کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا

سانس بند ہونے پر انشاء اسے پیچھے ہٹانا چاہا لیکن وہ تو آج جیسے اس کی جان لینا چاہتا تھا۔

آخر اس پر رحم کرتے ہوئے اس نے اس کے ہونٹوں کو آزاد کیا۔

ما۔۔۔۔۔ مان۔ ت۔ م بہت برے ہو۔

وہ مسلسل کھانستے ہوئے بولی۔

دلبر میں بہت براہوں آپ کی سوچ سے بھی زیادہ جس کا ثبوت میں آپ کو آج دوں گا۔

عرشمان نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر کہا اور اسے لا کر بیڈ پر لیٹا دیا۔

اور گھوم کر اس کے طرف آیا اور اسے اپنی بانہوں میں قید کر لیا۔

اور اس کے بیک پر ہاتھ لے جا کر جھٹکے سے اس کے پیچھے گلے پر لگی ڈوریاں توڑ دیں جس سے گھبرا کر انشاء نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عرشمان نے اس کی کوشش ناکام بنادی۔۔

اور اس کے گہرے گلے میں اپنا چہرہ چھپا لیا۔

اس کی گرم سانسوں کی تپش سے اسے اپنا آپ جلتا ہوا محسوس ہوا۔



مان۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ م۔ میں سو جاؤں۔۔

انہوں۔ دلبر آج کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔

آج میں آپ کو اپنی محبت کے رنگ میں رنگنا چاہتا ہوں۔

تو کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تمہارے پور پور کو اپنی محبت سے مہکا دوں۔

خدا نے جس قدر محبت میرے دل میں تمہارے لئے جمع کر رکھی ہے

میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام محبتیں میں تم پر لٹا دوں

روز ایک نئے انداز سے تم پر اپنی محبت آشکار کروں

اور میری یہ محبت کبھی کم نہیں ہوگی یہ یوں ہی بڑھتی جائے گی۔

اس کے لفظوں کے سحر میں کھوئی انشاء اپنا ہر دکھ درد اور یہاں تک کہ اپنا ماضی بھی

بھول گئی اور اس کی محبت کی بارش میں بھیگتی چلی گئی۔

صبح انشاء کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو عرشان کی مضبوط گرفت میں قید پایا۔  
وہ عرشان کے چہرے کو ایک ٹک دکھے گی۔

وہ سوتے ہوئے اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ انشاء بے اختیار اسے دیکھے گی۔

کتنا غصہ کرتی تھی وہ اس پر۔ اسے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ ایک دن یہی انسان اس کی خوشیوں کی وجہ بن جائے گا۔

وہ آہستہ سے جھکی اور اس کی پیشانی پر نرمی سے بوسہ دیتے ہوئے جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔

تاکہ عرشان کو کچھ پتہ نہ چل سکے۔

عرشان جو کافی دیر سے اٹھا ہوا تھا اور اپنے چہرے پر اس کی نرم نگاہوں کی تپش محسوس کر رہا تھا اس کے پیچھے ہٹنے پر جلدی سے اس کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔  
انہوں دلبر کہا چل دیں ابھی تو مجھے آپ کے چہرے پر اپنی محبتوں کے رنگ دیکھنے ہیں۔

مان جانے دو کافی لیٹ ہو گئے ہیں ہم۔

کوئی لیٹ نہیں ہوئے ہیں۔

ابھی مجھے تمہارے منہ سے محبت کا اظہار سننا ہے

چلو جلدی سے بولو۔

کیا؟

ارے وہی تھری میزکل ورڈ۔۔۔

اس کی بات پر انشاء نے گھبراتے ہوئے بولی۔

م۔ مان کیا یہ ضروری ہے

ہاں بالکل ضروری ہے۔

اس کی بات پر انشاء نے اپنے جذبات کو الفاظ دینے کی کوشش کی۔۔

مجھے تم سے کتنی محبت ہے میں نہیں جانتی

میں جانتی ہوں دل پر اختیار نہیں

مگر میں جتنی عمر گزاروں گی تمہاری وفادار بن کر رہوں گی

یہ میرے اختیار میں ہے

- تم وہ ہاتھ ہو جو اگر ہاتھوں میں ہو تو عمر کی محرومیاں ساری عمر کے لئے مٹ جائیں۔

تم وہ آنکھ ہو جس میں بد سے بدتر رشتے کی خوبصورتی دیکھی جاسکتی ہے۔

تم وہ دل ہو جس میں دنیا کی ساری خوبصورتی دیکھی جاسکتی ہے۔

تم وہ جان ہو جو صرف میری ہے۔

انشاء نے اپنی بات کر کے جلدی سے واشروم میں بھاگ گئی۔

کیوں کہ جانتی تھی اس کے اظہار کے بعد اس کی شدت بھر اپیار برداشت کرنا پڑتا۔

ناٹ فیر انشو تم ایسے کیسے چلی گئیں۔

اچھا نہیں کیا تم نے اس کا بدلہ تو بعد میں لوں گا۔

دیکھ لینا ایس پی صاحب۔

وہ مسکراتی آواز میں بولی۔

سب گھر والے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے جب دی جان نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

ہم ایک نے فیصلہ کیا جس میں آپ سب کی رائے لینا چاہتے ہیں۔

جی دی جان بولیں۔ ہمیں آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے۔

شاہ ریزنا پرہ کے سامنے بوائے انڈیا اور جوس رکھتے ہوئے بولا اور اسے فٹش کرنے کا اشارہ کیا۔

جس پر نا پرہ برے برے منہ بناتے ہوئے کھانے لگی۔

ہم فیصلہ کیا ہے کہ آج رات کی پارٹی میں ساحل اور گل کی منگنی کر دی جائے اور گل

پر ہم سب سے زیادہ تمہارا حق ہے اس لئے ہم تمہاری رائے لینا چاہتے ہیں۔

ان کی بات پر گل کو پھندا لگا اور وہ بری طرح کھانسنے لگی۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے دی جان لیکن میں ایک بار گل سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

شاہ ریز نے گل کی طرف دیکھ کر کہا جو آنسو بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ہاں ہاں کیوں نہیں بیٹا تم اس سے پوچھ لو۔

گل وہاں سے بھاگ کر اپنے روم میں چلی گئی۔

ساحل جو دی جان کی بات پر خوش ہو گیا تھا لیکن گل کے اس طرح سے اٹھ کر جانے پر پریشان ہو گیا۔

عرشمان اور شاہ ریز وغیرہ اسکی پیچھے آئے۔

کیا ہوا گڑیا آپ اس طرح سے اٹھ کر کیوں آ گئیں؟

بھائی مجھے کوئی منگنی وگنی نہیں کرنی ہے وہ شاہ ریز کے گلے لگ کر روتے ہوئے بولی۔

ارے کیا ہوا میرا بچہ؟

آپ اس منگنی سے کیوں انکار کر رہی ہیں۔

بھائی مجھے اس زرافے سے شادی نہیں کرنی ہے؟

ٹھیک ہے بیٹا لیکن کوئی توجہ ہوگی۔

و۔۔ وہ مجھے باسی پھول بولتا ہے اور مجھ سے لڑتا رہتا ہے۔

بس اتنی سی بات۔

بھائی اتنی سی نہیں ہے یہ۔ گل ناراضگی سے منہ پھلا کر بولی۔

شاہ ریز اور عرثمان نے سکون کی سانس لی انہیں لگا تھا کہ کوئی بڑی بات ہے جو گل

یوں روتے ہوئے انکار کر رہی ٹ۔

تبھی انشاء اور نایرہ بھی اندر داخل ہوئیں۔

گل تم رو کیوں رہی ہو۔

انشاء نے پاس آتے ہوئے کہا۔

پھر گل نے اسے بھی انکار کی وجہ بتادی جس پر انشاء کو ہنسی آئی لیکن وہ چھپا گئی۔

اوہ گل تم اتنی چھوٹی سی بات پر رونے لگی۔

ذرا تم یہ تو سوچو کہ تم ساحل سے شادی کر کے اسی گھر میں رہو گی۔

دوسری بات تم اس سے اپنے سارے بدلے لے سکتی ہو۔

ہاے ہاے سچی بھابھی۔۔ گل چہکتے ہوئے بولی۔

مچی میری جان۔۔۔

ہاے ہاے اب تو میں اس زرافے سے سارے بدلے لوں گی

گل منصوبے بناتی ہوئی بولی۔

عرشمان اور شاہ ریز تو حیران رہ گئے کہ کیسے انشاء نے پل میں گل کا فیصلہ چیلنج کرادیا

--

شام کو پارٹی تھی جس میں ساحل اور گل کی انگیجمنٹ بھی تھی۔۔



انشاء نایرہ اور گل ڈرائیور کے ساتھ مال آپی ہوئی تھیں پارٹی کے لئے ڈریس لینے۔

وہ لوگ ساری چیزیں لے چکی تھیں اور اب کینٹین میں کافی پینے آپی تھیں۔

گل اور نایرہ آپ لوگ یہیں پر رہو میں ڈرائیور کے ساتھ مل کر سامان گاڑی میں رکھا  
دوں۔۔

او کے دیدو۔

انشاء کی جانے کے تھوڑی دیر بعد ان کے ٹیبل کے پاس ایک ویٹر آیا اور اس نے نایرہ  
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ جو آپ کے ساتھ تھیں وہ بلا رہی ہیں آپ کو  
گیٹ پر۔

کیا دیدو۔ مجھے بلا رہی ہیں؟

اچھا گل تم یہیں رہو میں ابھی آپی۔

اس سے پہلے کہ گل اسے روکتی وہ وہاں سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد انشاء آپی تو نایرہ کو ناپا کر پریشان ہو گئی۔

گل کے بتانے پر وہ گیٹ کی طرف بھاگی اس کے پیچھے گل بھی گئی۔  
لیکن وہاں نایرہ نہیں تھی۔

آس پاس سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ کچھ لوگ اسے گاڑی میں لے گئے ہیں۔  
ان کی بات سن کر انشاء کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔  
گل کو ہی کال کرنے کا خیال آیا۔

ہیلو بھائی آپ جلدی سے مال آجائیں۔۔۔  
شاہ ریز کو گل کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔  
کیا ہوا بچہ آپ رو کیوں رہی ہیں؟

ب۔۔۔ ب۔۔۔ بھائی۔۔۔ نایرہ۔۔۔ بھابھی کو کچھ لوگ۔۔۔ لے گئے ہیں۔۔۔

وااٹ کون لوگ۔ اور کس کی ہمت ہوئی کہ وہ ایس آر کے سے پنگالے۔۔۔

جس نے بھی میری بڑ فلاحی کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی ہے اب وہ اپنی موت کا  
انتظار کرے۔

بچہ آپ پریشان مت ہوں۔۔

## آی ایم کنگ

ایس آر کے اپنے دشمنوں کو چھوڑتا نہیں بلکہ انہیں دنیا چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔۔۔۔

شیر و میں تمہیں ایک مال کا ایڈریس دے رہا ہوں تم فوراً وہاں کے گیٹ کی سی سی ٹی وی کیمرے سے وڈیو نکلو اور

اور اس گاڑی کا نمبر بتا کرو جس نے میری زندگی کی طرف آنکھ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔

او کے سمر۔

شاہ ریز نے گاڑی فل اسپید پر مال والے روڈ پر ڈالی اور کانوں میں بلوٹو تھ لگایے  
عرشمان سے بات کرنے لگا۔

ہیلو عرش جس مال میں نایرہ لوگ گئیں تھیں مجھے اس سائیڈ کاروڈ بلاک چاہیے ابھی  
کے ابھی اور کوئی بھی گاڑی بغیر چیک کے جانے ناپائے۔۔

کیا ہوا ہے بڑی تو اتنا پریشان کیوں ہے۔

نایرہ کڈنیپ ہو گئی ہے۔ وہ ایک ہی لفظ بولا لیکن اس کے ایک ہی لفظ سے اس کا  
کرب جھلک رہا تھا۔

عرشمان سمجھ سکتا تھا کہ نایرہ اس کے لئے کیا ہے۔

خان تو بالکل فکر مت کر مل جائے گی نایرہ۔

میں ابھی روڈ بلاک کراتا ہوں۔۔

ہمم۔۔

گندے بھائی آپ لوگ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟  
اگر میرے شاہ کو پتہ چلانا تو پھر دیکھنا وہ کیا حال کرتے ہیں۔  
اوچھٹانک بھر کی لڑکی تم اپنی چھوٹی سی زبان بند کرو اور ہاں تمہارا شاہ تم تک پہنچ  
پائے گا تب نا۔

وہ ضرور آئیگے دیکھ لینا۔ وہ میرے شاہ ہیں۔  
اب یہ لڑکی کڈنیپ ہوئی ہے پھر بھی اتنا بول رہی ہے۔  
ہاں تو میں کڈنیپ ہوئی ہوں میری زبان تھوڑی نا۔  
وہ انہیں پٹر پٹر جواب دے رہی تھی۔  
اسے ڈر لگ رہا تھا لیکن وہ ان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

وہ بلیک جینز پر وایٹ شرٹ پہنے کانوں میں ایئر پیس بلوٹو تھ لگایے کال پر شیر و سے بات کرتے آنکھوں میں سرد تاثر لیے باہر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

شیر و تم مال کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلاؤ۔ اور وہاں سے نمبر نکال کر ان کی لوکیشن ٹریس کرو۔

اور ذرا سی بھی کوتاہی پر تمہاری جان بھی جاسکتی ہے سو بی کیئر فل۔

وہ گاڑی کی اسپید بڑھاتے ہوئے بولا۔۔

یس سر۔۔ اور میں اسی کام پر لگا ہوں مال پہونچ چکا ہوں۔

ہہم گڈ۔۔۔

شاہ ریز نے عریشان کو بھی کال کر کے بتا دیا تھا اور اس سے روڈ بلاک کرانے کا کہا۔

اس نے پانچ منٹ کے اندر اندر روڈ بلاک کر دیے تھے۔۔

ابھی وہ راستے میں تھا جب اسے شیر و کی کال آئی کہ وہ لوگ نایرہ کو ایک زیر تعمیر عمارت میں لے گئے ہیں۔ کیوں کہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ پولیس ان کے پیچھے لگ چکی ہے۔

اس لئے ان سے بچنے کے لئے وہ یہاں پر لے آئے تھے لیکن ان کو نہیں پتا تھا کہ وہ ٹریس ہو چکے ہیں۔

ان لوگوں نے نایرہ کو لا کر ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا۔  
نایرہ اندر سے کافی ڈری ہوئی تھی۔

اس کے حواس کھورے تھے لیکن وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

آج اسے انشاء کی بتائی ہوئی باتیں یاد آرہی تھیں کہ اگر آپ کسی مشکل میں پڑ جاتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے حواس کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

جب آپ کا دماغ پر سکون رہے گا تو آپ اس مشکل سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈ لیں گے۔

گندے بھائی آپ میرا ہاتھ کیوں باندھ رہے ہیں؟

میں نے کون سا بھاگ جانا ہے ویسے بھی مجھے تو راستے بھی نہیں پتہ۔

اے لڑکی چپ کر پورا راستہ دماغ کھاتے ہوئے آپی ہے اور اب پھر شروع ہو گئی۔

اگر تو اب چپ نہ ہوئی تو ایک گھما کر لگاؤں گا پھر تیری ساری ٹر ٹر بند ہو جائے گی۔

اس کے اتنے سخت لہجے میں کی گئی بات پر نایرہ کانپ کر رہ گئی۔

اس سے تو کبھی کسی نے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔ انشاء کبھی اسے ڈانٹتی نہیں اور رہی بات شاہ ریز کی تو وہ تو اسے پلکوں پہ بٹھا کر رکھتا تھا۔

اور کہاں اس کو ایسے کے گنڈے نے اسے اتنی سخت آواز میں ڈانٹا تھا۔

پل میں نایرہ کی نیلگوں آنکھیں آنسوؤں سے جل تھل ہوئی تھی۔

آ۔۔۔ آپ نے مجھے ڈانٹا۔۔۔ م۔۔۔ مم۔۔۔ میرے شاہ کو پتہ چلا نہ تو آ۔۔۔ آپ کو

۔۔۔ ج۔۔۔ چھوڑیں گے۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔



اوہو۔ اگر تمہارے شاہ کو پتہ چلاتا تب نہ اس کے پتہ چلنے سے پہلے تم پتہ نہیں کہاں پہونچا دی جاو گی۔

وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ پر تالی مار کر ہنسنے ہوئے بولا۔

ان کی بات سن کر نایرہ کا دل کانپا۔

نہیں آپ لوگ جھوٹ بول رہے ہو وہ آئنگے دیکھ لینا۔

دیکھ لیں گے بیبی ابھی تو تم اپنا منہ بند کرو کب سے بول بول کر دماغ کی دہی کر دی ہے

ن۔۔۔ نہیں میں بولوں گی۔

وہ غصے سے اس کی طرف دیکھ کر بولی۔

تو تم منہ بند نہیں کرو گی؟۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم ہی کر دیتے ہیں۔

ایک آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

انشاء اور گل کا برا حال تھا نا پیرہ نہیں مل رہی تھی۔

اور انشاء کو اپنی سانسیں تھمتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ بار بار ایک ہی بات کرے جا رہی تھی کہ نایرہ اس کی وجہ سے کڈنیپ ہوئی ہے۔

نہ وہ اسے چھوڑ کر جاتی نہ یہ سب کچھ ہوتا۔

گل اسے بار بار سمجھا رہی تھی کہ اس کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوا ایسا ہونا لکھا تھا۔

لیکن وہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہو رہی تھی۔

تبھی انہیں عرثمان پولیس وردی میں ان کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔

انشاء دوڑ کر اس کے گلے لگ کر ساری باتیں بتانے لگی۔۔

م۔۔۔۔مان۔ت۔م۔۔میری۔ن۔نایرہ لادو۔۔۔وہ مجھ سے۔کھو

۔۔۔ گی۔ مے۔

پلیزز زمان۔۔ مم۔ میں اس کے بنا مر جاؤں گی۔۔

وہ۔۔ میرے وجود کا حصہ ہے۔۔ بسے کچھ ہو تو۔۔ یہ دل دھڑکنا بھول جائے گا۔۔

وہ عریشان کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑے روتے ہوئے التجا کرنے لگی

ہے ے ے انشاء کچھ نہیں ہو گا ہماری نایرہ کو۔۔

تم رونا بند کرو ہم اسے ڈھونڈ لیں گے

عریشان سے اس کا رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لیے چپ کرانے ہوئے بولا۔

پھر کافی دیر تسلی دی اور اپنی ٹیم کے آجانے پر وہ ان کو لے کر سی سی ٹی وی کیمرہ کی

طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

ابھی وہ کوئی کاروائی شروع کرتا کہ اسے شاہ ریز کی کال آگئی کہ فلاں جگہ پر پہنچے

--

شاہ ریز آندھی طوفان بنا اس عمارت کے پاس پہونچا اور اس کے پیچھے ہی عریشان بھی اپنی ٹیم کے ساتھ پہونچ گیا۔۔

وہ سب ہاتھوں میں گ + ن لیے اندر کی طرف بڑھے۔۔

شاہ ریز طیش کی حالت میں آگے بڑھا اور ایک زوردار طریقے سے پاؤں درازے پر مارا جس سے وہ زوردار آواز کے ساتھ ٹوٹ کر نیچے گر گیا۔۔

وہ اندر داخل ہوا تو اس کی نظر کرسی سے بندھی نایرہ پر پڑی جو ڈری سہمی ہوئی سی آنکھوں میں آنسو لیے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

اور اس کے سامنے ایک آدمی کھڑا اس کے چہرے کو ہاتھوں میں دبوچے کچھ کہہ رہا تھا۔

یہ سب دیکھ کر شاہ ریز کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ ایک جھٹکے میں اس تک پہونچا اور پیچھے سے اس کی کالر کو کھینچ کر اسے اپنے سامنے کیا اور اس کے چہرے پر پے در پے تھپڑوں کی برسات کر دی۔۔

وہ اسے مارتے ہوئے اتنا جنونی ہو گیا تھا کہ اسے نایرہ کی حالت نظر نہیں آئی۔۔

عرشمان اور اس کی ٹیم نے آگے بڑھ کر اس چھڑایا اور اس کا دھیان نایرہ کی طرف دلا یا کہ اس کی حالت بگڑ رہی تھی۔۔

شاہ ریز نے اس کو ایک جھٹکے میں چھوڑا اور نایرہ کی طرف بڑھ گیا۔  
جواب بے ہوشی میں جارہی تھی۔

شاہ ریز نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں کسی متاع کی طرح سمیٹا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا لیکن جاتے ہوئے عرشمان سے کہنا نہیں بھولا کہ یہ آدمی اس کا مجرم ہے اور اسے سزا میں خود دوں گا۔ ویسے بھی اس کی طرف میرے پہلے ہی حساب نکلتے ہیں۔

سارے گھر والے لاؤنج میں بیٹھے مسلسل نایرہ کے لئے دعا کر رہے تھے جب شاہ ریز نایرہ کو بانہوں میں اٹھایے اندر داخل ہوا۔

سب لوگ نایرہ کو ایسے بے ہوش دیکھ کر کافی پریشان ہو گئے۔

شاہ ریزا سے سیدھا اسے اپنے روم میں لا کر بیڈ پر لیٹا دیا اور ڈاکٹر کو کال کی۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر آگیا جس نے چیک اپ کرنے کے بعد بتایا کہ وہ ڈر اور خوف سے بے ہوش ہو گئی ہے۔

انشاء تو اس کے پاس چپک کر بیٹھ گئی اور اسے ایک ٹک دیکھ رہی تھی۔۔۔  
کافی دیر تک سب نایرہ کے پاس بیٹھے رہے اور پھر سب ایک ایک کر کے باہر جانے لگے۔

انشاء نے اس کے ماتھے پر بوسہ لیا اور وہاں سے چلی گئی

نایرہ سو رہی تھی کہ اچانک سے چیخنے لگی۔

مم۔۔۔ مجھے۔۔۔ چھوڑ دو۔۔۔ شاہ۔۔۔ مجھے بچالیں۔۔۔

کیا ہو امیری جان۔۔۔

ش۔۔۔ شاہ وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ لے جایے گا اور۔۔۔۔۔

ککش۔۔۔ میرے ہوتے ہوئے کسی میں ہمت نہیں کہ وہ شاہ ریز خان کی بیوی کو آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ میں اس کی آنکھیں نوچ لوں گا۔

اور جس نے میری سانسوں کو چھنے کی کوشش کی ہے اسے میں پل پل تڑپاؤں گا۔ اتنا کہ وہ اپنی موت کی بھیک مانگے گا۔

وہ جنونی انداز میں بولا۔

آپ میری دھڑکن ہیں میری سانسیں ہیں اور میری سانسیں روکنے والے کا نام میں اس ہستی سے مٹا دوں گا۔

وہ اس کی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکایے ایک جذب کے عالم میں بولا۔

اور پھر آہستہ سے اسے لٹا کر خود اٹھ کر اس کے لئے کچھ کھانے کے لیے لانا چاہا کہ نایرہ نے ڈر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا وہ اسے چھوڑ کر نہ جائے۔

شاہ ریز اس کی حالت سمجھتے اس کے پاس لیٹ گیا اور اسے اپنے حصار میں لے کر اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا جس پر وہ بہت جلد نیند کی آغوش میں چلی گئی۔

شاہ ریز تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے نہیں تھک رہا تھا جس نے اس کی بٹرفلائی کی حفاظت کی تھی۔۔

صبح سب ڈاینگ ٹیبل پر موجود تھے لیکن کافی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

گل اور ساحل بھی کافی دیر سے نایرہ سے بات کرنے کے بارے میں سوچ رہے تھے لیکن کر نہیں پار رہے تھے۔

نایرہ کافی خاموش سی بیٹھی ہوئی تھی سب کی باتوں کا بس ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔۔

اس کی خاموشی سب کو کافی کھل رہی تھی۔

اچانک شاہ ریز نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ آج شام کو پارٹی رکھ رہا ہے جس میں گل اور ساحل کی انگیجمنٹ سر منی بھی کر دی جائے گی۔

اس نے یہ فیصلہ نایرہ دھیان ہٹانے کے لئے کیا تھا۔



فلاگھر والوں کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

وہ فوراً راضی ہو گئے۔

اور چٹ پٹ تیاری کے لئے لسٹ بھی بنالی۔

گل تو گھر والوں کی پھرتیاں دیکھ کر رہ گئی۔

پارٹی سپیٹ بہت خوبصورت کیا گیا تھا۔

کیوں کہ اس گھر کی اکلوتی بیٹی کی انگیجمنٹ سرمنی تھی۔

ہر طرف رنگ و بوسیلاب اٹھا ہوا تھا۔

اس پارٹی میں شامل ہونے کے لیے کافی بڑے بڑے بزنس مین اپنی فیملی کے ساتھ

انوائٹ تھے۔

گل تیار ہو کر اپنے روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔

جب انشاء اور نایرہ اسے باہر لے جانے کے لئے اس کے پاس آئی۔۔

گل نے آج ریڈ کلر کا گاؤن پہنا ہوا تھا جس پر گولڈن تاروں سے خوبصورتی سے کڑاہی کی گئی تھی۔

اس نے بالوں کو کرلی کر کے آگے ڈالے گانوں میں بڑے بڑے جھمکے پہنے اور ماتھے پر ٹیکا سجایے سفید دوپٹہ اوڑھے۔ کوئی حور لگ رہی ٹ۔  
اسے دیکھ کر نایرہ نے سیٹی ماری۔

واو گل آپ بہت پیاری لگ رہی ہو ساحل آپ کو دیکھ کہیں بے ہوش نہ ہو جائے۔۔  
اس کی بات سن کر گل کے چہرے پر سرخی چھا گئی۔  
نایرہ کی شرارت پر انشاء مسکرا دی۔۔

ارے لڑکیوں کتنا وقت لگاؤ گی جلدی چلو منگیترا صاحب سے صبر نہیں ہو رہا ہے۔  
ہاں چلیں ہم بھی بس آنے ہی والے تھے۔

انشاء نے اپنا دوپٹہ کندھوں پر سیٹ کرتے ہوئے بولی۔۔ آج نایرہ اور انشاء نے سیم ڈریسنگ کی تھی۔۔

دونوں نے آج پیچ کلر کا کرار اپہنا ہوا تھا جس میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھیں۔  
گل کو اسٹیج پر ساحل کے بغل میں بٹھایا دیا گیا۔۔  
بیگ گراؤنڈ میں دھیمی آواز میں گانا چل رہا تھا۔۔  
ملے ہو تم ہم کو بڑے نصیبوں سے۔

چرایا ہے میں نے تمہیں قسمت کی لکیروں سے۔  
تیری محبت سے سانسیں ملی۔  
سدا ہی رہنا تم میرے قریب ہو کے۔

رومی چاچی نے ساحل کو پہنانے کے لیے رنگ دی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔  
سب کافی حیران ہوئے۔

ساحل اٹھ کر گل کے سامنے آیا اسے کھڑا کر کے اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا اور بکے میں سے ایک پھول نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

مس گل کیا آپ میری زندگی کی بہار گل بننا پسند کریں گی۔

گل نے اپنے دونوں کوہونٹوں پر جمالیا اور خوشی سے گنگ اس کی طرف دیکھے گئی۔

اس کی خواہش تھی کہ اس کا ہونے والا شوہر فلمی اسٹارل میں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پرپوز کرے اور آج یہ خواہش پوری ہو گئی۔

ہر طرف سے یس یس کی آوازیں آرہی تھیں۔

گل نے اپنے بھائیوں کی طرف دیکھا ان کے ہاں کے اشارے پر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

ساحل نے خوشی سے کھل کر اس کے ہاتھوں میں رنگ پہنا دی۔

اور پھر انشاء نے گل کو رنگ دی جسے گل نے پہنا دی۔

دی جان نے اور باقی گھر والوں نے ان کا ماتھا چوم کر دعائیں دیں

شاہ ریز نے گل کو گلے لگایا اور کچھ دیر ایسے ہی نم آنکھوں سے کھڑا رہا۔  
عرشمان نے بھی انہیں مبارکباد پیش کی اور ساحل کا کان پکڑ کر وارن کیا کہ اگر اس کی  
بہن کو ذرا بھی پریشان کیا تو اس کی خیر نہیں۔

جس پر اس نے فوراً وعدہ کر لیا۔

سارے مہمان مبارک باد دے کر چلے گئے اب صرف گھ والے ہی تھے۔  
شاہ ریز کسی کام کا بول کر باہر چلا گیا اور نایرہ سے کہہ دیا لیٹ آئیے گا وہ آرام سے سو  
جائے۔

عرشمان کو پتہ یہ کام کیا ہے۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ جس نے نایرہ کو کڈنیپ کیا تھا وہ کوئی اور نہیں نایرہ کے ممانی کا بھائی  
تھا۔

شاہ ریز تو اسے جان سے مار دینا چاہتا تھا لیکن عرشمان نے کہا قانون ہاتھ میں نہ لے۔  
جس پر شاہ ریز اس بات پر مانا کہ وہ خود اسے ہر روز سیل میں جا کر ٹارچر کرے گا۔

اور اس بات پر وہ کوئی اگر مگر نہیں سنوں گا۔

عرشمان کو ہاں کہتے ہی بنا۔۔

اس لئے شاہ ریز کام کا بول کر آتا تھا اور کے جیل اندر جا کر اسے ٹارچر کرتا تھا۔  
بہت شوق تھا نہ اسے لڑکیو کو کوٹھے پر بیچنے کا اب اچھی طرح اپنا کیا بھگت رہا تھا۔

عرشمان روم میں آیا تو دیکھا کہ انشاء ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھی اپنی اتار رہی تھی اب اس کا ارادہ کپڑے چنچ کرنے کا تھا۔

عرشمان چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

آج آپ ہمیں اگنور کر رہی تھیں دلبر۔

جانتی ہیں نا کہ ہم آپ کے ایک نظر کرم کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

اور آپ ہیں کہ ہمیں اگنور کرتی ہیں۔

عرشمان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر نزدیک کرتے ہوئے بولا۔  
عرشمان کی بات پر انشاء کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی جسے اس نے فوراً چھپا لیا۔  
اب آپ ایک اور ظلم کرنے جارہی تھیں اپنے یہ سچے سنورے روپ کو بننا ہمیں  
دکھائے۔

وہ اس کے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکائے ہوئے بولا۔  
انشاء اپنے چہرے پر اس کی گرم سانسوں کو محسوس کرتے ہوئے کانپ گئی۔  
اچانک عرشمان اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ کی طرف بڑھ گیا اور اسے وہاں لٹا کر خود  
بھی اس کے بغل میں دراز ہوا۔  
اب ہمارے دلبر نے جب اتنی محنت کر لی ہے تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ان کی  
خوبصورتی کو خراج تحسین پیش کریں۔

وہ اس کے کانوں کو بھاری جھمکوں سے آزاد کرتے ہوئے بولا اور وہاں پر اپنے سلگتے ہوئے لمس چھوڑنے لگا اور وہاں سے ہوتے ہوئے وہ اس کے گلے میں اپنے ہونٹوں سے محبت کے پھول کھلانے لگا۔

اس کے سفر کرتے ہوئے اس کے لمس پر انشاء نے اپنی دھڑکنوں کو سست پڑتے محسوس کیا۔

اس کے لبوں کی گستاخیوں پر انشاء کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔  
اس نے کروٹ بدل کر رخ دوسری طرف کر لیا۔

عرشمان نے اس کے گہرے گلے سے نظر آتی کمر کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگا۔  
اور پھر اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا اور  
سائیڈ لیمپ آف کر کے اس پر اپنی محبت نچھاور کرنے لگا۔

\_\_\_\_\_؟\_\_\_\_\_

\_\_\_\_\_؟\_\_\_\_\_



شاہ ریز واپس آیا تو دیکھا کہ نایرہ بیڈ پر لیٹی بانہوں میں ٹیڈی بیر کو قید کیے چہرے پر بچوں جیسی معصومیت لیے سو رہی تھی۔

شاہ ریز کو اس پر بے تحاشہ پیار آیا لیکن جب نظر ٹیڈی پر پڑی تو وہ تن فن کرتا ہوا اس کے پاس آیا اور جھک کر اس کی بانہوں سے سے ٹیڈی کو نکال کر پھینک دیا۔  
بڑ فلامی کتنی بار آپ سمجھاؤں کہ آپ کے اتنے قریب آنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں پھر چاہے وہ انسان ہو یا پھر بے جان چیز۔

وہ اس کے پاس لیٹتے اسے بانہوں میں قید کرتے ہوئے بولا۔

اس کی سخت پکڑ پر نایرہ کی آنکھ کھل گئی اس نے اپنی خمار بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا

شاہ آپ آگئے۔۔

ہہہ۔ مم۔۔۔ جانم وہ اس کے گلے میں چہرا چھپا کر بولا۔ شاہ سونے دیں۔۔

ایسے کیسے سونے دوں اور ویسے بھی ابھی تو سزا بھی دینی ہے کیوں کہ آپ نے ہمارے آنے سے پہلے اپنا خوبصورت سنگھار بھی اتار دیا۔۔۔۔

وہ اس کے گالوں کو چومتے ہوئے بولا اور اسے اپنے سنگ محبتوں کے جہاں میں لے گیا۔

اب ان کی زندگی میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔  
آنے والا کل نہایت ہی خوشیوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔